سیف المصطفیٰ

★

از افادات

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی

الحمد للہ کہ یہ مبارک رسالہ باطل کو مٹانے والا۔ مصنفہ
حامی دین سنت ماحی لامذہبیت مولانا سلطان احمد خاں صاحب
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مسمّٰے بنام تاریخی

سیف المصطفیٰ
علیٰ
ادیان الافتراء

از افادات
مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیحضرت عظیم البرکت
مولنا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

خط کاتب گوندلانوالہ

(گلزار عالم پریس لاہور)

قیمت :- ایک روپیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین علی ان منّ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولًا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہٖ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مبین ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلّہ ولو کرہ المشرکون یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون فاشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ اشھد ان سیّدنا ومولانا وملاذنا وماوٰنا وشفیع ذنبنا عند ربنا **محمدًا** عبدہ ورسولہ عبد خیر العباد ورسول افضل الرسل ونبیی سیّد الانبیاء وامام الکل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ واتباعہ واحبابہ صلٰوۃ تبقی ببقاء دوام الملک الحیّ القیوم وبارک وسلم دائمًا ابدًا لابدین وسرمدًا دھر الداھرین اٰمین یارب العٰلمین **امّا بعد** افقر الفقراء الی اللہ الغنی سلطان احمد خاں قادری برکاتی عالمہ اللہ بلطفہ الجلی خدمت ناظرین باتمکین میں عرض رسا ہے کہ نیرنگ دنیا دیدۂ بصیرت کو عجیب جائے تماشا ہے جدھر دیکھے تازہ رنگ طرفہ ڈھنگ نئے طور نرالے دور کہیں پھول کہیں خار کہیں نور کہیں نار کہیں نشہ کہیں خمار ہر ایک اپنے رنگ میں سرشار کوئی عاقل کوئی مجنوں کل حزب بما لدیھم فرحون ؎

یک چراغ است دریں خانہ از پرتو آں ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

فقیر پر بھی ایک زمانہ ایسا گزرا کہ حق و باطل میں کامل تمیز نہ تھی سنیت سی عمدہ دولت چنداں عزیز نہ تھی طائر دل دانہ دام پر دھوکہ کھاتا جو صیاد ستم کیا نہ چاہتا اپنا اسیر

بناتا یہاں تک کہ ہدایت ہادی نے دست گیری فرمائی کشمکش این و آں سے نجات پائی طالب العلمی کے بہانے بریلی آنا ہوا۔ بتوفیق الٰہی چند روز حامی السنن ماحی الفتن بدعت سوز سنت افروز عاشق الاولیا عبد المصطفٰے فاضل نوجوان جناب **مولٰنا مولوی احمد رضا خاں محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی زید** مجدہم العالی کی خدمت بابرکت میں مستفیض رہا۔ یہاں شاہراہ ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ کا رستہ ملا۔ بہکانے والوں کے مکر و زور کا عقدہ کھلا الحمد للہ الذی ھدٰنا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا حضرت مولٰنا مدظلہ العالی کے الطاف سے کتب فریقین مطالعہ میں آئیں نسیم تحقیق سے وضوح حق کی کلیاں کھل کھلائیں۔ اکابر طائفہ وہابیہ کی جو لبیلیں دل پر شبہ ڈال رہی تھیں دفعۃً ہباءً منثوراً ہوئیں۔ باطل عاطل کی ظلمتیں آفتاب حق کے حضور تیم تابش میں کافور ہوئیں علمائے سلف کی وہ عبارتیں جو ان حضرات کی مستند تھیں۔ جب اصل کتابوں سے مطابق کیں سبحٰن اللہ طرفہ گل کھلا عروس دیانت کا گھونگھٹ کھلا۔ دیکھوں تو کہیں اول سے کچھ کلمے ترسے ہوئے ہیں۔ کہیں آخر سے کچھ جملے کترے گئے ہیں۔ کہیں بیچ عبارت میں سے سطریں کی سطریں مفقود۔ کہیں اصل الفاظ کی جگہ کچھ بدلے ہوئے لفظ موجود۔ کہیں یہ چالاکی کہ مصنف نے کسی گمراہ فرقہ کا کوئی مردود قول نقل کیا پھر اہلسنت کی طرف سے بالتصریح اس کا رد کر دیا۔ حوالہ دینے والے نے ابتدا سے وہ الفاظ کہ یہ قول اہل بدعت کا ہے۔ اور آخر سے وہ تقریر کہ اہل سنت نے اس کا یوں رد کیا ہے صاف اڑادی اور وہ مردود بات اُس مصنف کی طرف نسبت فرمادی۔ کہیں یہ جرءت کہ جس کتاب کا حوالہ دیں اس میں مسئلہ کا اصلاً ذکر ہی نہیں۔ کہیں اور بڑھ کر قیامت کہ اس میں صریح خلاف لکھا ہے۔ انہیں آفت روز مقابلہ کی فکر ہی نہیں۔ کہیں سب سے زیادہ یہ غضب بیداد کہ فرضی کتابوں سے استناد

خیالی عالموں سے قداد خدا چاہے تو ابھی اس کتاب نے کاغذ و قلم کی صورت نہ دیکھی۔ ان عالم صاحب کو عالم ایجاد کی ہوا نہ لگی۔ مگر حضرات محنت فرما رہے ہیں احتجاج کے بادل گرما رہے ہیں عنقا کے انڈے برس رہے ہیں پانی کے پیاسے اُس کو ترس رہے ہیں۔ یہ حالات دیکھ کر فقیر کو سخت حیرت ہوئی حیرت کیا سکتہ کی صورت ہوئی کہ الٰہی دیندار عالموں کے یہ کام ہوتے ہیں۔ مقدس لوگ بے بس ہوتے ہیں یارب اگر وہ مذہب خواب تھا۔ تو یہ جو کچھ دیکھا کیا خواب تھا۔ آخر لطف الٰہی نے دستگیری فرمائی۔ دل مضطرب نے تسکین پائی۔ یقین ہوا کہ بے شک یہ مذہب جدید سرتاپا زور سے بنا ہے۔ جب تو ان خدا ناترسیوں پر اسی کے بنا ہے۔ تو یہ اگر یہ مذہب حق ہوتا۔ تو عمائد مذہب کا یہی سبق ہوتا۔ استغفر اللہ اگر کچھ بھی مذہب میں جان پاتے۔ تو اس کی حمایت میں ان عیاروں سے عار پاتے۔ روافض کی طرح یہ عادت نہ ہوتی۔ دیانت کی جان پر آفت نہ ہوتی۔ العزۃ اللہ حق کا معین تو عین حق ہے۔ باطل پرستی کی کیوں زق زق ہے۔ حق کا حامی تو فضل رسول ہے۔ باطل جوئی کا دخل فضول۔ حق کی شان نقی و علی ہے۔ باطل سے اس کو کب مدد ملی ہے۔ بارے فقیر نے چند علمائے وہابیہ سے بھی اس امر میں مشورہ کیا۔ ان امور عجیبہ کا تذکرہ کیا۔ کہ دیکھو یہ باعذر بیان فرماتے ہیں۔ اپنے اکابر سے کیوں کر الزام اُٹھاتے ہیں۔ حضرات نے جواب تو کچھ نہ بنایا۔ مگر جاہلانہ غصہ بہت کچھ فرمایا۔ ناچار فقیر خاموش رہا مگر دل میں تحقیق کا جوش رہا کہ کسی طرح یہ راز تو کھلے۔ دیانت اکابر کا بھید تو ملے۔ اسی اثنا میں سُنا گیا۔ کہ کسی طرف سے پھر کچھ چھیڑ ہوئی۔ حضرات کے سمند غیظ کو دوبارہ ایڑ ہوئی اتنا کہنا تھا کہ دیجر دیانت یہاں بہا۔ اکابر طائفہ نے یہ کچھ کہا۔ اب وضوح حق میں کیا باقی رہا کہ طیش و غضب کے ٹھنڈے گڑے بھرے بیٹھے تھے۔ برس پڑے بگڑنے کی شکلیں سنبھل گئیں۔ عتاب کی تیوریاں

بدل گئیں۔ جھنجلاہٹ کی صورتیں مچل گئیں۔ چھلک رہی تھیں ادبل گئیں۔ اپنا بھی وقت تباہ فرمایا۔ ڈیڑھ جزکے قریب سیاہ فرمایا۔ جس میں اُس تعریض و تعرض کا جواب غائب۔ اول سے آخر تک کلمات نامناسب۔ اکابر اہل سنت احیاء و اموات سب پر سب دشتم و افترا کی خرافات۔ گالیاں لیجئے تو لچھے کے لچھے سید ہیاں سنتے تو گچھے کے گچھے۔ غرض وہ شستہ شائستہ گفتگو سنائی کہ صاحب قرآن کی گور تھرائی۔ وہ تڑاتے سے گل فشانی فرمائی کہ پھلجھڑی کی روح فرمائی۔ فقیر نے بھی وہ تحریر دیکھی بازاری گفتگو کی تصویر دیکھی۔ تصویر کی صورت متحیر ہوا کہ الٰہی یہ کیا ظاہر ہوا بڑے عماموں کی بیشرمیاں کیسی۔ اتنی ٹھنڈی گرمیاں کیسی ہے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

مگر پھر بھی اپنا شوق وہی رہا گالیاں سن کر بس اتنا کہا ہے

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

اب قصد کیا ہے جو خدا راست لائے۔ کہ باب عقائد کی زنجیر ہلائیے۔ شائد وہی کچھ جواب بتائیں۔ اپنے اکابر کی بات بنائیں۔ یہ بھی نہ ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ اتنا ہوگا۔ کہ فرد نجدیہ کا فتنہ ہو گا۔ اہل انصاف انہیں لے جائیں گے۔ یا نہ لے جائیں۔ خود سمجھ جائیں گے۔ کہ جب ان کے اکابر یہ کچھ کر گذرے۔ بات بات میں عیاری پر اُترے ہر جگہ پیچ کی راہ لی۔ تراش خراش کی پناہ لی۔ تو بے شک ان کے مذہب میں جانا نہیں۔ حق کا ان کی طرف گمان نہیں۔ اب ناظرین سے کچھ عرض کردں۔ ان گالیوں پر اگر کان دھروں۔ جب تو خواہش انتقام کچھ اور سناتی ہے آیۂ کریمہ ذ دا قبوا بمثل ما عوقبتم بہ یاد دلاتی ہے۔ مگر خدا نہ کرے کہ ہم ایسوں سے اُلجھیں یا ایسے کلام رد اسمجھیں۔ ہاں وقتاً فوقتاً چسپ الفاظ شوخ مضمون میں معذور رکھیں۔ دل سے کدورت دور رکھیں۔ کہ غرض وقعت سخن و تحسین بیان ہے۔ تحقیق حق کا قدم درمیان

ہے۔ سیف المصطفیٰ علے ادیان الافترا اس رسالہ کا نام اور
یہی اس کی تاریخ آغاز و انجام ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت
خیر الفاتحین وصلے اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

عمائد طائفہ سے باادب گزارش دیانت اکابر کی مجمل نگارش

اے عالی حضرتو بلند خدمتو۔ فقیر حق طلب بہ نہایت ادب و مراعات منصب آپ
صاحبوں کی طرف توجہ کرتا اور دست بستہ کہتا ہے۔ کہ لعد تعصب دل سے دور
کیجئے اور کچھ دیر اس خیرخواہ مسلمانان کی عرض سن لیجئے۔ اگر ہیں کہتا اور واقعی
عمائد طائفہ نے امر دین میں یہ کارسازیاں۔ اور تائید مذہب میں ایسی شعبدہ
بازیاں فرمائی ہیں۔ تو اب اس کا انصاف بھی آپ ہی کے سر ہے۔ کہ اہل حق کو
اثبات حق میں کبھی بھی ان تحریفات۔ و تصرفات کی ضرورت پڑی ہے۔ حق کا
ثبوت تو حق سے ہوتا ہے۔ ہاں باطل کی تائید باطل ہی سے ممکن۔ پھر اگر آپ کا
مشرب حق ہوتا۔ تو خدارا ان دیانت داریوں کی کیا حاجت ہوتی۔ یہ بھی نہ سہی
اتنا ہی کہہ دیجئے کہ جو امور دین و معاملہ رب العالمین میں ایسی حرکات کرے
اُسے کوئی عاقل خداپرست بھی راست کردار کہہ سکتا۔ یا امام و پیشوا بنا سکتا ہے
اور اگر میری عرض مقرون بصدق و صواب نہ ہو تو بسم اللہ اظہار حق و ابطال
باطل کیجئے۔ جو دھوکے میں پڑے ہیں۔ اُن کا شبہ مٹا دیجئے۔ اور یہ تو کوئی مشکل
بات نہیں۔ نہ اسے چنداں علم درکار اکثر جگہ ہم نے آپ کے اکابر کی تحریف و
کارسازی چند طور پر ثابت کی۔ اول کتاب یا عالم کا حوالہ دیا۔ حالانکہ نہ اس میں
وجود نہ اس سے ثبوت دوم وجود و ثبوت نہ ہونے کے ساتھ طرہ یہ کہ صریح
خلاف اسی کتاب یا اسی عالم سے ثابت سوم وجود تو ہے۔ مگر یوں کہ صاحب

اقسام تحریف طائفہ

کتاب نے ایک قول مردود نقل کر کے اُس کا رد کیا۔ صاحب حوالہ نے ابتدار
سے الفاظ نسبت آخر سے عبارت رد اڑا دی بیچ کا جملہ پکڑ لیا۔ چہارم عبارت
اپنے مذہب کے صریح خلاف دعوے پر نا منطبق تھی۔ دفع تخالف و تحصیل
تطابق کے لئے کوئی جملہ بڑھا دیا۔ یا کچھ الفاظ گھٹا دیئے۔ پنجم ایسے کتب و علمار
کا حوالہ دیا۔ کہ آج تک جن کا اعتماد یا اپنی الماری کے سوا دوسری جگہ وجود یا اس عالم
کا کہیں ذکر یا اس سے استناد باوجود تکرار مطالبہ و کثرت مؤاخذہ ثابت نہ کر سکے
اکثر اعتراض اسی طرح کے ہیں۔ ان کا جواب ایک سیدھی سی بات ہے۔
کہ وہ جس حوالے کی کسی نہج پر غلطی ثابت کرے۔ آپ نقل و منقول عنہ کے مطابق
دکھا دیں۔ وہ جن کتب و علمار کے وجود و اعتماد کا ثبوت مانگے۔ کلام سلف سے
ثبوت بتا دیں۔ بس چلیئے جھگڑا ختم قصہ فیصل باقی رہا۔ گھاتیں کرنا پینترے بدلنا
ایسے پیر نا ڈوبنا اچھلنا۔ یہ ہمیں پسند نہیں آتا۔ نہ تحقیق حق سے اسے علاقہ جو
صاحب ذی علم و قابل خطاب ہمارے ان مطالبوں سے بطرز معقول عہدہ
برا ہوں گے۔ ہم اُن کا بہت احسان مانیں گے۔ بشرطیکہ داب قدیمی مغلوبین
یعنی سب و شتم و کلمات غیظ و غضب سے معاف رکھیں۔ دیکھیے چند بھولی
صورتوں موہنی مورتوں نے کیسے کیسے زبان درازیاں کیں۔ ہم نے دیدہ نادیدہ
اور شنیدہ ناشنیدہ ٹھہرا کر بامید حق جوئی آپ صاحبوں کی طرف رجوع کی۔ کہ
خطاب کا مزہ بھی اہل علم سے ہیں۔ اور ان سے خرافات کی بھی توقع نہیں ہے
لے گالیاں بھی اب تو تری یار کھا چکے بس او زبان دراز بہت کچھ اٹھا چکے
(تنبیہ) اتنی عرض اور ہے۔ کہ یہ انی باتیں اگلی گھاتیں جن کا اس طرف کے
علمار طرح طرح پر جواب دے چکے۔ رد لکھ چکے بغیر اس کے کہ جواب سے
پہلے عہدہ برآئی فرمائی جائے۔ دوبارہ انہیں مطرود و مردود ادہام کا پیش کرنا

کسی طرح مقتضائے حیا و حمیت نہیں۔ یوں تو قصور معاف کبھی نہ ہاریئے گا۔
کہ ادھر سے جو اعتراض ہوئے آپ کے اکابر نے بعض کچھ جواب دیئے۔ اُن
جوابوں کی خدمت گزاریاں ہو چکیں۔ ان کے پاسخ سے تو عار خاموشی اختیار
کیجئے۔ اور پھر وہی ردی جواب پیش کر دیجئے۔ کہ میاں جو جانے گا وہ جانے گا۔
آج تو جاہلوں کے کہنے کو ہو جائے گا۔ کہ دیکھو ہم نے جواب لکھ دیا۔
(تشریح) زمانہ مولوی محمد اسحاق صاحب سے آج تک تحریف و تصرف کا
صیغہ ان حضرات میں روز افزوں ہے۔ استیعاب کیجئے۔ تو دفتر عظیم ہو۔ معہذا
ہم خود خلاف انصاف نہیں چاہتے۔ لہذا چار امر کا لحاظ واجب جانتے ہیں
اول اگر جہاں نقل و اصل میں ایسا تفاوت ہو جس میں چنداں جلب نفع یا سلب
ضرر نہ سمجھا جائے۔ یعنی اگر حوالہ دینے والا عبارت مطابق اصل نقل کرتا۔ جب بھی
افادہ مدعا و موافقت مذہب میں اس کا یہی حال رہتا جو اب ہے وہاں
ہم اس وجہ سے کہ مسلمان پر گمان نیک چاہیئے۔ مہما امکن مسامحت ناقل یا
خطائے کاتب یا نقل بالمعنے پر محمول کریں گے۔ کہ آخر اس تبدیل میں اس کا نفع
نہ تھا۔ پھر کیوں ایسا کرتا۔ ہاں محل مواخذہ وصریح خیانت و مخالفت دیانت
وہ پانچ صورتیں اور اُن کے نظائر ہیں جو ہم نے اوپر ذکر کیں۔ دوم ہماری
انصاف دوستی اُن تفاوتوں کے ذکر کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ جہاں مجانست
خطی وغیرہا کے سبب اشتباہ کاتب کا احتمال قریب ہو۔ سوم دانستہ اُس
عبارت کو بھی نہ لیں گے۔ جسے صاحب حوالہ خود دوسری جگہ بمقابلہ اہلسنت
صحیح نقل کر چکا ہو۔ کہ عمداً بدلتا تو وہاں کیوں ٹھیک لکھتا بشرطیکہ وہاں صحیح
نویسی میں اور علت نہ ہو۔ مثلاً وہاں جس امر پر استدلال ہے۔ وہ اصل
عبارت سے بھی حاصل تھا۔ وہاں صحیح نقل کر دی۔ یہاں دوسرا دعوے

زیر ثبوت ہے۔ یہ بے تحریف نہ بنتا۔ یہاں قطع برید کا ٹھہری۔ چہارم ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کم علموں یا ناواقفوں کا الزام عمائد واکابر پر نہیں آسکتا۔ نہ وہ ان کے حرکات کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم صرف اُنہیں ہی کی تحریفات پر اقتصار ضروری سمجھتے ہیں۔ جو اس فرقہ کے مشاہیر متکلمان ومشار الیہم بالبنان ہیں۔ کہ انہیں لوگوں سے ہمارا کلام وخطاب ہے۔ جاہلوں سے مغز مارنا اپنا داب نہیں۔ منصف داد انصاف دے۔ کہ ہم نے ان چار شرائط کے التزام سے میدان مجال کو کس قدر دشوار گزار کر لیا۔ بااین ہمہ جب اس درجہ کثرت سے عمائد طائفہ کی کارسازیاں دکھادیں۔ پھر بھی نہ مانوں تو میں کیا کہوں کتنی ہٹ دھرمی ہے۔ اب ان سب باتوں پر لحاظ کرکے متوکلا علی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سمند خامہ کو میدان بیان میں جولان دیتا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اہل انصاف وتارکین اعتساف سے داد سخن لیتا ہوں وباللہ ثم برسولہ استعین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (تمہید) قبل از شروع مطالب دو قاعدوں پر اطلاع مناسب کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں بھی کام آئیں۔ اور طالب حق کو ہر جگہ نفع پہونچائیں۔ **قاعدہ اولےٰ** عقلا ونقلا تصحیح نقل ذمۂ ناقل لازم پھر اگر اُس نے منقول عنہ میں خود دیکھ کر نقل کیا۔ تو امر آسان ہے۔ ورنہ بالواسطہ نقل میں جب ذکر واسطہ نہ کرے۔ تو ساری بلا اپنے سر آجاتی ہے۔ اور صحت نقل کا خود ثبوت دینا پڑتا ہے اگر دیا ملزم ہو اکما ذکر **مولٰنا عبد العزیز الدہلوی عن العلامۃ الامام السیوطی** رحمہما اللہ تعالےٰ ہاں اس قدر ضرور ہے۔ کہ اگر وہ واسطہ فریقین کے نزدیک معتمد ہو تو ہم جس طرح اصل منقول عنہ میں دکھا کر تصحیح نقل کر سکتے ہیں۔ یوہیں بشہادت واسطہ بھی ممکن یعنی ہنگام مطالبہ وہ کتاب جس

میں دیکھ کر حوالہ دیا تھا پیش کر دیں[1]۔ جب اُس کا مصنف ترفین کا مستند اور اس کی نقل دونوں کی معتمد تو فریق ثانی کو لاجرم ماننا پڑے گا۔ اور ہم تصحیح نقل کے عہدہ سے بری ہوں گے۔ ہاں اگر وہ واسطہ خود ہی مجہول و نامقبول ہے۔ تو بے شک جب تک اصل منقول عنہ سے نہ ثابت کریں ہم پر سے الزام دفع نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ ناقل صریح جانتا تھا کہ میں جس کتاب کے اعتماد پر نقل کیے دیتا ہوں۔ اس کی شہرت و مقبولیت پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچ سکتی۔ پھر بحذف واسطہ اصل کا حوالہ دے دیا۔ تو یہ ایک قسم کی تدلیس سے مشابہ ہے۔ جسے امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج زنا سے بدتر جانتے۔ اور ایسے ناقل کی بد دیانتی و فریب دہی میں کوئی کلام نہیں کر سکتا

قاعدہ ثانیہ عالم یا کتاب سے نقل کے لئے علماء نے دو طریقے ارشاد فرمائے۔ ایک یہ کہ ناقل اُس تک سند متصل رکھتا ہو۔ یہ طریقہ اس زمانہ میں بعض کتب حدیث کے سوا کالمعدوم معہذا مخالف پر اُسی وقت حجت کہ اُس کے سامنے اپنی تمام مسند مسلسل بیان کیجئے۔ اور وہ تم سے مصنف

---

[1] مثلاً ہم نے کسی مسئلہ میں درمختار دیکھ کر سیر کبیر امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حوالہ دیا۔ وقت مطالبہ جب ہم دکھا دیں۔ کہ دیکھو درمختار میں اُس سے نقل موجود تو جو شخص درمختار کو معتبر کتاب اور اُس کے عزو و درایت کو مانتا ہے۔ اُس پر حجت تمام ہو گئی۔ یہاں تک کہ علامہ حموی غمز العیون میں ایک حکم صاحب اشباہ کا خلاف قنیہ و بزازیہ سے نقل کر کے فرماتے ہیں ولم اقف علے ذکرہ المصنف فیحمل علے انہ ظفر بذلک وہو ثقۃ فی النقل الٰی آخرہ۔ مقصود صرف اس قدر کہ نقل ثقہ پر اعتماد کیا جائے گا۔ مالم یتضح خطاؤہ ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالے۔

تک سارے سلسلہ کا ثقہ عدل ضابطہ صحیح الحفظ ہونا تسلیم کرلے دوسرا طریقہ کہ صدہا سال سے رائج اور تمام خدشات سے سالم یہ ہے۔ کہ اُس کتاب کی نسبت جانب مصنف حد تواتر و شہرت کو پہنچ گئی ہو۔ اور سلف و خلف اُسے منسوب الیہ کی تصنیف مانتے آئے ہوں ایسی صورت میں سند خاص کی حاجت نہیں ہوتی جو چاہے اس سے استناد کرے بشرط مقبولیت مصنف تمسک تمام ہوگا۔ اگرچہ بوجہ مخالفت جمہور یا اور کسی عارض قوی سے وہ قول خاص اُس کا مخالف مقبول نہ رکھے۔ ذکرہما العلامۃ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر و آثرہ البحر فی الاشباہ بالتقریر باقی مجہول کتاب یا وہ جس کا مصنف نامعتبر ہو۔ اگرچہ متداول و مشتہر ہو بہ تصریح اکابر علما صالح احتجاج نہیں۔ اور اس امر پہ اکابر طائفہ مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی و جناب معلی القاب نواب بہادر بھوپالی بھی اپنی تصانیف میں زبانی اذعان کیا کما سیاتی۔ اب یہ نہایت اختصار جانب مطلب توجہ کرتا۔ اور اپنی کم فرصتی کا احسان جان مخالف پر دھرتا ہوں ؎

چار حرف آرزوئے دل ہیں یوں تو مختصر
گر بڑھاؤں میں تو قصہ ہے بڑھانے کے لئے

لہ وطریق نقل المفتی فی زماننا عن المجتہد احد الامرین اما نیکون لہ سند فیہ الیہ او یاخذہ من کتاب معروف تداولتہ الایدی نحو کتب محمد بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ ونحوہا من التصانیف المشہورۃ اھ فتح القدیر من کتاب القضاء ونقل السیوطی عن ابی اسحٰق الاسفرائی الاجماع علی جواز النقل من الکتب المعتمدۃ ولا یشترط اتصال السند الی مصنفیہا اھ اشباہ من احکام الکتابۃ قولہ ونحو من التصانیف المشہورۃ یفہم منہ انہ لا تجوز المفتوی من التصانیف الغیر المشہورۃ بہ صرح المصنف فی بعض رسائلہ اھ حموی ۱۲

جناب مجسٹریٹی مآب اشارات شناس قانون آئین ہند آئین ڈپٹی کلکٹر مولوی امداد العلی بہادر

(دیانت اوّل) رسالہ امداد المسلمین میں صلاۃ الرغائب و نماز نصف شعبان کی نسبت فرماتے ہیں۔ اگرچہ بعض فقہا نے جیسے صاحب درمختار وغیرہ حدیث پر اعتماد کر کر جواز لکھ دیا ہے۔ لیکن ائمہ محققین و اجلۂ فقہا و محدثین جیسے امام ابو شامہ اور امام یافعی اور ابن حجر مکی اور صاحب المجمع البحار اور ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق دہلوی غرض سب محدثین و فقہا کا اتفاق ہے۔ کہ یہ حدیث موضوع ہے اور یہ نماز مذموم بلکہ اس پر بہت کچھ تشنیع کی ہے۔ انتہی ملتقطا جناب من حضرت نے یہ اتفاق کل کا دعویٰ کس سرکلر میں ملاحظہ فرمایا۔ عین العلم[1] آخر باب اول دیکھئے اس میں ان نمازوں کی محافظت کا حکم دیتے۔ اور مواظبت مسلمین ذکر کرتے ہیں۔ علامہ کفوی طبقات حنفیہ میں محیط امام[2] برہان الدین محمود سے نقل کرتے ہیں ان نمازوں میں اقتدا مکروہ نہیں کہ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک

---

[1] ویحافظ الرواتب وسائر السنن وکل ما ورد فیہ فضیلۃ کصلاۃ الرغائب ولیلۃ النصف من شعبان وکانوا یواظبون علیہا اھ ملتقطا عین العلم ۱۲ [2] لایکرہ الاقتداء بالامام فی الرغائب ولیلۃ النصف من شعبان لان ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن خصوصا اذا استمر فی بلاد الاسلام والامصار لان المعروف اذا استمر نزلہ منزلۃ الاجماع وفی تلک الصلاۃ مع الجماعۃ مصالح وفوائد نحو رغبات المؤمنین فی تلک الصلاۃ واعطاء الصدقات من الدراہم والاطعمۃ والحلاوی وغیر ذلک ومنع بعض الفقہا ذلک لکن افسادہم اکثر من اصلاحہم لان فی المنع منع الصدقات ومنع رغبۃ الناس عن الحضور فی الجماعات وذلک لیس مرضیا عقلا وسمعا ومن افتی بذلک فقد اخطاء فی دعواہ اھ ملخصا محیط برہانی ۱۲

اچھا ہے۔ خصوصاً جب بلاد اسلام میں مستمر ہو کہ عرف مستمر قائم مقام اجماع ہوتا ہے۔ اور اس نماز باجماعت میں مصالح و فوائد ہیں۔ بعض فقہا نے اسے منع کیا۔ مگر اُن کی اصلاح سے ان کا افساد زیادہ ہے۔ کہ اس سے روکنے میں خیرات و حضور جماعات سے باز رکھنا ہے۔ اور یہ عقلاً و شرعاً کسی طرح پسندیدہ نہیں جو ایسا فتوے دے۔ اُس نے خطا کی) اُس میں شرح نقایہ سے منقول

لا یکرہ الاقتداء بالامام فی القدر والرغائب ونصف شعبان لان ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن الخ اسی طرح کنز العباد وغیرہ کتب فقہ مستندات طائفہ میں موجود کذا قال خصمکم **اقول** مطلب صرف اس قدر کہ دعوی اجماع غلط اگرچہ راجح کچھ کہو (دیانت دوم) آپ کے خصم کہتے علی قاری پر محض افترا فرمایا مرقاۃ وغیرہ اُن کی کتابوں سے آپ کا کذب ثابت یہی علی قاری شرح اربعین میں ان نمازوں کی اجازت دیتے۔ اور اُن کے بدعت مذمومہ ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اطلاق حدیث سے نماز نصف شعبان کی تجویز نکالتے ہیں۔ اور رسالہ فضائل نصف شعبان میں تو موضوعیت حدیث سے بھی صاف انکار اور جواز نماز کا صریح اقرار فرمایا۔ اگرچہ ہمیشہ پڑھی جائے اور فرمایا خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس رات نفل پڑھنا بطرق صحیحہ ثابت پھر طور خاص کا ضعف کیا۔ مضر پھر فرماتے ہیں۔ ہاں سنت سمجھنا صحیح نہیں۔ اور باجماعت پڑھنا۔ بعض فقہا کے نزدیک مکروہ) اصل عبارتیں حاشیہ پر ملاحظہ ہوں۔ اب ہم اس مقدمہ

لہ وفیہ ان الصلاۃ خیر موضوع واحیاء کل لیلۃ بالعبادۃ مشروع واذا لم یصح حدیثہا لم یلزم عدم فعلہا نعم لا یعتقد سنیتہا مع انہ جاء فی لیلۃ شعبان قوموا لیلہا وصوموا یومہا وقد سماہا اللہ تعالیٰ فی القرآن لیلۃ مبارکۃ فہی من موسم الخیرات ومنازل البرکات فصلاۃ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

کو باامید نظر ثانی آپ ہی کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ کہ مولنا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس زور شور سے حدیث کو صرف ضعیف اور فضائل اعمال میں قابل قبول اور نماز کو صریح وجائز و معمول فرماتے ہیں۔ اُنہیں حدیث کے موضوع اور نماز کے مذموم کہنے والوں اور اُس پر تشنیع بلیغ کرنے والوں میں داخل کرنا۔ کون سے ایکٹ کونسی دفعہ سے روا ہے۔ اور جب وہی عالم کہ بحکم جناب امام محقق وفقیہہ نبیہ ومحدث جلیل ہیں۔ آپ کے حکم اول کا صریح رد فرمائیں۔ تو ملا زمان سامی کا بالجزم دعوٰی اتفاق محکمہ صدر سے غلط ہو چکا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ کا) مائۃ رکعۃ بای طریق لایکون من البدع المذمومۃ مع ما ورد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن الخ اھ ملخصا شرح اربعین قلت جہالۃ بعض الرواۃ لایقتضی کون الحدیث موضوعا وکذا نکارۃ الالفاظ فینبغی ان یحکم علیہ بانہ ضعیف ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال آنفا قا مع ان نفس الصلاۃ النافلۃ فی تلک اللیلۃ ثابتۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطرق صحیحۃ فلا یضر ضعف بیان الکمیۃ والکیفیۃ فان الصلاۃ خیر موضوع واحسن مشروع عند کل مقبول ومطبوع وبھذا تبین جواز ما یفعلہ الناس فی بلاد ما وراء النہر وخراسان وروم والفرس والہند وغیرہا من مائۃ رکعۃ فیہا سورۃ الاخلاص عشر مرات علی ما ذکرہ صاحب القوۃ والاحیاء وغیرہما فانہ وان لم یصح ولکن لا مانع من فعلہ ولو علی وجہ الدوام اعتقاد کونہ سنۃ غیر صحیح عند العلماء وکذا اداؤہ جماعۃ مکروہ عند بعض الفقہاء الخ اھ ملخصا فضائل نصف شعبان ۱۲ منہ لہ تنبیہ مقصود صرف اس قدر کہ پورے دعوے کا ثبوت کلام علی قاری سے دیجئے۔ اور یہ بھی ارشاد ہو کہ بالفرض اگر ایک عالم کے دو قول متناقض بھی ہوں تو بحکم تعارض دونوں ساقط اور اس کی طرف بالجزم ایک کی نسبت خلاف دیانت ٹھہرے گی یا نہیں ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔

لہذا امیدوار کہ فیصلہ اولیٰ منسوخ اور خدام گرامی کے امر دین میں حسن دیانت کا صاف اقرار فرمایا جائے۔ الٰہی آفتاب دولتمداری داعاتابندہ باد۔ اور وہ جو رسالۂ امداد السنیین میں اس حوالہ کی بابتہ بغرض نمائش عوام محض چوری اور سرزوری کا الزام ادھر ارشاد ہوا انصاف سے ملاحظہ کیجئے۔ کس پر پھبتا ہے ؎

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر

(دیانت سوم) آپ کے خصم حوالۂ شیخ محقق مولٰنا عبد الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت بھی ایسا ہی کچھ کہتے ہیں۔ کہ بعد نقل قول امام نووی و ابن حجر فرماتے ہیں[1] یہ تو محدثین کے طور پہ کلام تھا۔ اور اُن سے اس قدر مبالغہ کا تعجب ہے۔ اتنا بس تھا۔ کہ اپنے نزدیک صحت حدیث نہ مانتے۔ اور زیادہ تعجب شیخ نووی سے ہے۔ کہ وہ تو فقہ میں منصف ہیں۔ اور حنفیہ سے ضد نہیں رکھتے۔ پس یہ مسئلہ تو جس میں ہم بحث کر رہے ہیں۔ انصاف و ترک تعصب کے زیادہ لائق تھا۔ کیونکہ وہ منسوب ہے۔ اولیائے عظام و علمائے کرام کی طرف اب آپ ہی اپنی زبان قانون ترجمان سے ارشاد کریں کہ حوالۂ شیخ و ذکر اتفاق سے کوئی دعویٰ بھی آپ کا قابل ڈگری ہے۔ اور قصور معاف پورا

---

[1] ہذا ما ذکرہ المحدثون علی طریقہم فی تحقیق الاسانید و نقد الاحادیث و عجبا منہم ان یبالغوا فی الباب ہذا۔ المبالغہ و یکفیہم ان یقولوا لم یصح ذلک عندنا و اعجب من الشیخ النووی رحمۃ اللہ تعالیٰ مع سلوکہ طریق الانصاف فی الابواب الفقہیۃ و عدم تعصبہ مع الحنیفۃ کما ہو داب الشافعیۃ فما نحن فیہ اولیٰ بذلک نسبتہ الی المشائخ العظام العلماء الکرام رحمہم اللہ تعالیٰ ۱ھ ما ثبت بالسنۃ ۲ امنہ علیہ الرحمۃ۔

دعویٰ نہ بھول جایے (دیانت چہارم) حوالہ امام یافعی میں بھی یہی مواخذہ ہے۔ کہ امام نے بعد نقل قول ذم اپنی تحقیق یہی فرمائی کہ تنہا پڑھے اور سنت نہ جانے تو کچھ حرج نہیں۔ وہذا النصہ نعم لو صلاہما النسان وحدہ مع اعتقادہ انہما لیسا بسنتہ ارید لک بائسا اھ مختصرا کہیے۔ اب بھی آپ کا دعوے ڈبل ڈسمس کے قابل ہے یا نہیں ایک بسبب حوالہ یافعی دوسرے بوجہ ادعائے اتفاق۔ (دیانت پنجم) ان نمازوں کی برائی ثابت کرنے کو توان علما کو ائمہ محققین واجلہ فقہاء ومحدثین کا خلعت عطا ہوا جب استحسان میلاد کی باری آئی تو امداد الستیبن میں ارشاد ہوتا ہے۔ شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہ کو فقہا اور علمائے حنفیہ میں شمار کرنا ایسا ہے۔ جیسا کہ مولوی فضل رسول صاحب اور مولوی سلامت اللہ صاحب اور مولوی وجیہ صاحب فقہاؤ علمائے حنفیہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ہاں صاحب گھر کی حکومت ہے۔ راضی ہوئے خلعت دیا۔ خفا ہوئے اوتار لیا۔ وہاں بات ہی کتنی ہے۔ فقط زبان کا ہیر پھیر ہے۔ اور مزہ یہ ہے۔ کہ امام ابو شامہ وابن حجر مکی وصاحب مجمع البحار وملا علی قاری وشیخ محقق دہلوی جن سے ابطال مجلس کے ضمن دلائل میں کس طمطراق سے استدلال ہوتا ہے۔ یہ پانچوں ائمہ مجلس ملائک مانس کو مستحب ومستحسن جانتے ہیں سبحان اللہ تنقیح مقدمہ کے وقت ان کا دامن پکڑیں۔ ان سے مدد مانگیں ائمہ محققین واجلہ فقہاؤ محدثین بتائیں۔ جب اصل مسئلہ لمبر پر چڑھے بر بنائے حکم اخیر وہ بھی معاذ اللہ بدعت وگمراہی کی اجازت دے کر مبتلائے وضلال ٹھہر جائیں یہ کون طریقہ دیانت وامانت ہے۔ اب کوئی تو کہتا ہے۔ کہ ڈپٹی صاحب ڈپٹی گری کیوں اکر کرتے ہوں گے۔ کوئی کہتا ہے اجی پچپن سالہ ہے ہم کہتے ہیں ؎

آہ اُس شوخ ستمگار سے جس کی آنکھیں ذوق رکھتی ہوں ڈھٹائی کا بدل جانے کا

(دیانت ششم) امداد المسلمین میں شمار مانعین مجلس کو جو پانچ خانہ کا ایک کٹہرا بنایا اُسی پچدرے کی ایک کوٹھری میں نام صاحب طریقہ محمدیہ کو بھی بٹھایا حالانکہ طریقہ محمدیہ ورق ورق کر کے دیکھ جائیے اُس میں کہیں نشان تک نہ پائیے۔ کیوں صاحب یہ جھوٹے نام لکھ کر عوام کو جتانا کہ اس قدر لوگ مجلس میلاد کو برا کہتے ہیں جہل تو نہ ٹھہرے گا۔ سبحان اللہ کل کائنات ستر[۱] اور ان میں بھی یہ تین[۳] تیرہ[۱۳]۔

(دیانت ہفتم) وہیں امام شعرانی صاحب تنبیہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام جڑ دیا۔ تصحیح نقل سے سوال ہوا۔ گھبرا کر فرمایا اس وقت تنبیہ حاضر نہیں۔ عرض کیا گیا حضور چھپے نسخے قلمی نسخے متعدد دیکھے کہیں پتہ نہیں فرماتے ہیں۔ کسی نے نکال ڈالی ہوگی اب اسے جبر حاکمانہ کے سوا اور کیا تصور کیا جائے۔ حلیم الطبع سلیم المزاج لوگ تو حکم حاکم مرگ مفاجات کہہ کر چپ رہے۔ مگر تند مزاجوں سے کب رکا جائے وہ کہتے ہیں حضرت ان سب کاتبوں مختلف مقام زمانہ کے چھاپے والوں کو جناب سے کیا عداوت تھی۔ اور ہو بھی تو انہیں کیا خبر کہ آپ اس عبارت سے سند پکڑیں گے

---

[۱] لطیفہ یہاں حضرات طائفہ میں باہم عجب خانہ جنگی واقع ہوئی۔ جناب ڈپٹی صاحب نے مصنف طریقہ محمدیہ کا نام بیر علی آفندی ٹھہرایا نواب صاحب بہادر سابق والی ٹونک نے بیر کلی میاں امیر احمد نے ابن رجب افندی پھر ڈپٹی صاحب نے امداد الیسنین میں ہار کر بر کلی اور حضرت نے شارح طریقہ کو ابن رجب افندی ٹھہرایا۔ نواب صاحب نے رجب بن احمد پھر ڈپٹی صاحب بھی امداد الیسنین میں رجب بن احمد فرما گئے۔ نواب صاحب نے حوالہ کو منہیات طریقہ کی طرف نسبت کیا۔ میاں امیر احمد نے خود طریقہ پر اتہام باندھا جناب ڈپٹی صاحب نے صاحب طریقہ رکھا۔ کہ اس طریقے سے دونوں پہلو نکلتے رہیں حالانکہ نہ طریقہ اس کی بو نہ منہیہ سے ہرگز ثبوت قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ ۱۲ منہ حفظہ اللہ تعالیٰ۔

لاؤ اسی کو نکال ڈالیں۔ اور خبردار ہونا مانئے۔ تو اُن کے لئے علم غائب ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان کے طور پر شرک تو نہ ہوگا۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ یہی امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب مستطاب لواقح الانوار میں حضرت سیدی سید احمد بدوی قدس سرہ العزیز کی میلاد میں جو اُن کے مزار پر انوار پر ہوتی ہے۔ اپنا حاضر ہونا اور اُن[۱] کے پیر و مرشد مولٰنا شناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انہیں حضرت سید کی سپردگی میں دینا۔ حضرت[۲] سید مولی کا مزار اطہر سے دست انور نکال کر ان کا ہاتھ ہاتھ میں لینا۔ انہیں[۳] حاضری مولی کی تاکید فرمانا۔ ایک[۴] سال یہ نہ گئے تو حضرت کو ان کا نہایت انتظار رہنا پردۂ قبر کھول کر بار بار ملاحظہ فرمانا۔ پھر ایک[۵] بار ان کے کہیں در دیتھا۔ نہ جانے کا قصد تھا۔ حضرت سید کا خود تشریف لاکر تاکید فرمانا۔ بوڑھوں لنجھوں کو آتے ہوئے دکھا کر حذر کا جواب دینا بلکہ[۶] بشکل چیل و سیاہ جانور نہایت تنا ور ان کے لانے پر متعین کرنا۔ ایک[۷] سال ان کے مرشد سیدی محمد قدس سرہ حاضر مولد نہ ہو سکے۔ تو حضرت کا اُن پر عتاب فرمانا۔ اور ارشاد[۸] کرنا جہاں حضور اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و صحابہ و اولیاء تشریف لاتے ہیں۔ وہاں تو حاضر نہیں ہونا شیخ[۹] کا بقصد حاضری روانہ ہونا لوگوں کو پلٹتا پاکر ان کے کپڑے اپنے چہرہ پر ملنا۔ ایک شخص[۱۰] کا حاضری مولد پہ انکار سے ایمان سلب ہو جانا۔ اُن[۱۱] کا حضرت سید سے فریاد کرنا۔ حضرت[۱۲] کا یہ عہد لے کر اب انکار نہ کرے گا۔ ایمان عطا فرمانا ان کا شبہ[۱] پوچھ کر جواب دینا پھر عزت الٰہی کی قسم کھا کر اپنی حاضری مولد کے برکات

---

[۱] شبہ یہ تھا۔ کہ وہاں مرد عورت گھال میل ہوتے ہیں۔ حضرت مولے قدس سرہ نے جواب فرمایا کہ طواف کعبہ میں بھی تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ اُسے کسی نے منع نہ کیا۔ قربانت ردم کیا مسکت جواب ہے۔ ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بیان فرمایا کہ جو یہاں آکر گناہ بھی کرے توبے توبہ نہ مرے۔ اور ہم تو جنگل کے جانوروں کی خبر رکھتے ہیں۔ کیا ہمیں خدا اتنی قوت دے گا کہ اپنے حاضران مولد کی حمایت کریں۔ شیخ ابو الغیث کو انکار مولد کی سزا ملنا۔ اُن کا مچھلیاں کھانا نو مہینے تک مچھلی کا کانٹا حلق میں اٹکا رہنا۔ گردن سوجھنا۔ کھانے پینے سونے کا لطف جانا۔ پھر اپنی خطا یاد آنا۔ اور قبۂ حضرت سید میں حاضر ہو کر توبہ کرنا۔ شفا پانا۔ بہ تفصیل ذکر فرمایا ہے۔ واعجباہ جس امام کو ایک ولی اللہ کی مجلس میلاد سے حسن عقیدت ہو۔ وہ اور حضور اقدس انور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بزم میلاد و ہدایت بنیاد کو معاذ اللہ برا کہے۔ کیوں اب بھی ثابت ہوا یا نہیں۔ کہ صاحب تنبیہ پر کھلا افترا ہے۔ ڈپٹی صاحب عبارت لواقح سُن کر بہت پیچ ہوئے کہ جنہیں ہم نے انکار مولد پر امام کہکر یاد کیا تھا۔ وہ تو اُلٹی ہی سیفی پڑھنے لگے۔ تو جھنجلا کر کیا فرماتے ہیں۔ یہ عبارت یعنی اتنا دفتر کا دفتر کسی نے لواقح میں بڑھا دیا ہو گا۔ صاحبو کوئی ان سنیوں سے کہدو کہ ڈپٹی صاحب اس وقت کیا جانے کس بات پر خفا بیٹھے ہیں۔ زیادہ نہ چھیڑو مگر جب خدام سامی کا مزاج درست ہو۔ تو کوئی آہستہ سے اتنا پوچھ لینا کہ حضرت اس عبارت لواقح سے جناب امام کو مولد حضرت سید سے غایت عقیدت و کمال ارشاد ثابت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس میں جلوہ افروز ہونا۔ اور ایک شخص کا انکار پر ایمان جاتا رہنا ذکر کرتے ہیں۔ یا یہ کہ جیسے علما کبھی مبتلائے امر شنیع ہو جاتے ہیں۔ وقت بیان مسئلہ اُس کے برائی ظاہر کر دیتے ہیں۔ ان کا جانا اس قبیل سے تھا۔ جیسا کہ امداد لسنیین میں حضرت کا ارشاد ہے۔ اگر ایسے ہی جواب ہیں تو حضرت بھر پایا۔ (دیانت ہشتم) اُسی عذر کی جمع تیلی میں ایک ورنٹ بنام احمد بن محمد صاحب قول المعتمد فی الکلام

مع عمل المولد جاری ہوا کہ ملازمان سرکاری جلو ریز پاشنہ کوب جائیں۔ اور زندہ و مردہ جہاں پائیں جبراً قہراً گٹھڑے میں داخل کر آئیں۔ مگر وہ حضرت حد کے چالاک تھے۔ ایسے روپوش ہوئے کہ ملازمین درکنار خود وزیر اعظم ریاست جناب مولوی بشیرالدین صاحب قنوجی وغیرہ نے دنیا چھان ڈالی کہیں پتہ نہ لگا۔ دیانت نیا ہا ہم امیدوار ہیں۔ کہ ان فاضل محقق کا اگر اب نشان ملا ہو کہ یہ کون حضرت تھے۔ کیسے تھے۔ کب تھے۔ کسی اور معتمد نے بھی ان سے استناد کیا ہے۔ کہیں ان کا ان کے قول معتمد کا ذکر لکھا ہے تو اب ارشاد ہو جائے ورنہ ورنہ خاک ڈالئے ایک آدمی نشد مگر مشکل تو یہ یہی ہے۔ کہ اکیلے یہی ہوتے تو ملامان سامی صبر بھی فرماتے۔ ان کے ساتھ تو سارا ٹانڈہ لدا جاتا ہے۔ کہ اُس کٹھرے بہت نام انہیں کے معرفت بھرتی ہوئے ہیں۔ مثل علی بن فضل مقدمی۔ ابوالقاسم ابن عبدالحمید محمد بن ابی بکر مخزومی علاؤالدین بن اسمٰعیل شرف الدین احمد ابن

۱؎ حیاداری اس طائفہ شرمگین کے اس حد کو پہونچی کہ باوجود کثرت مؤاخذہ و تکرار مطالبہ یہاں تک کہا گیا کہ آپ اور ثبوت کو بھاڑ میں ڈالئے فقط اتنا ہی دکھا دیجئے کہ اس ایجاد سے پہلے آپ ہی کے اکابر نے کہیں ان بھلے مانس کا ذکر کیا ہو۔ ان کی کتاب کا حوالہ دیا ہو۔ غرض کسی طرح پتا تو چلے کہ ان چند سال سے پہلے بھی یہ حضرت دنیا میں مذکور ہوئے تھے کسی صاحب سے اتنا بھی نہ ہو سکا۔ پھر حیاداری کا خدا بھلا کرے۔ اس کیفیت پر کوئی صاحب اُسے محققین میں داخل فرماتے ہیں۔ کوئی اہل وعلم و دیانت بناتے ہیں۔ ڈپٹی صاحب امداد السینین میں اکابر علماء سے ہونا سناتے ہیں۔ وہ بے چارہ شرم کا مارا انجان خیالی سے کہہ رہا ہے۔ حضرات آپ سب صاحبان یہ اپنی تعریف فرماتے ہیں۔ بندہ تو شاید ابھی عالم ارواح میں بھی نہیں آیا ہے۔ ۱۲ اسلمہ ربہ تعالےٰ۔

نقطہ بغدادی ان کی تصانیف سے حسب قاعدہ نشان دے نہیں سکتے۔ قول معتمد پر اعتماد کر کے نام لکھ دیئے۔ اب خود اُسی کے لالے پڑے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہاتھ سے گئے۔ منصفین[1] ہمارے قواعد معروضہ کو یاد کریں۔ تو یہ چھ نام لکھنا بھی (چھ دیانتیں) جداگانہ قرار پائے گا۔ اور امداد السینین کا عذر کہ ان سے تصحیح نقل ہمارے ذمہ لازم نہیں بہیار فشور ہو جائے گا۔ بھلا خیر اس جواب تو کیا حقیقت تھی۔ پورا جواب تو قول معتمد کی جہالت و گمنامی کا دیا ہے۔ کہ وہ[2] کتاب

---

[1] چوری اور سر زوری ڈپٹی صاحب کو جب کچھ نہ بن آیا تو امداد السینین میں کیا معقول جواب دیتے ہیں۔ کہ تم نے بھی تو سیرت شامی میں دیکھ کر علماء مجوزین کے نام ذکر کئے) بس حضرت جواب دینا تو آپ پر ختم ہو گیا بے شک قول معتمد اور سیرت شامی کی نسبت بھی ایسی ہی ٹھیک تھی۔ کہ اس جواب کا موقع آپ کے ہاتھ آیا۔ خدا کے لئے ذرا تو گریبان میں منہ ڈالئے کہاں وہ قول معتمد محض نامعتمد برعکس نہند نام زنگی کافور، جس کے مطالبۂ اعتماد و شہرت میں آپ کے سب متکلم بارہا کئے کہ ہو نچ چکے ہیں، جس کا حوالہ اور تو اور اپنے بزرگوں کے کلام میں بھی نہ دکھا سکے۔ اور کہاں یہ مبارک سیرت مشہور کتاب معتمد و مستند تمامی اولوالالباب جس کے مصنف کی جلالت شان و رفعت مکان میں مخالف موافق کوئی کلام نہیں کر سکتا۔ جس کے ذکر و مدح و استناد اور اس کے مؤلف کے وصف و ثنا و شہادت اعتماد سے کتب علما مملو و مشحون بھلا اور وں کو جانے دیجئے۔ ذرا اپنے معلم ملا قنوجی بہادر کی زبدۃ المحققین عمدۃ المحدثین واحد اولیائے عصر و اکابر علمائے زمان مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کی دلیل محکم ملاحظہ فرمالیجئے کہ اس کتاب کی سند لاتے اور مصنف کو علامہ اور تصنیف کی مدح میں لکھتے ہیں کتاب ست مبسوط و جامع و عدیم المثیل بھلا آپ نے بھی حد کی ہے۔ گھوڑا گدھا برابر ٹھہرایا ۱۲ منہ سلمہ ربہ۔

[2] اصل اس جواب کی ملا قنوجی بہادر سے ہے۔ کہ خط موسوم بنام بعض علماء سہسوان میں یہی دھینگا مشتی کا جواب عطا ہوا۔ ۱۲ منہ۔

ہمارے پاس موجود ہے۔ **اقول** حضرت سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ آپ کی الماری میں کلام گیا۔ اور مشتہر و معتبر ہوگیا۔ یہ کون سے قانون کا منشار ہے۔ یوں تو الماری شریف میں رسالہ امداد المسلمین بھی رکھا ہوگا۔ اب کی بار اُسی سے کیوں نہ سند لائیے۔ جو سارا جھگڑا ابھی ختم ہو جائے سلمنا کہ اس ذریعہ سے جہالت کتاب مندفع ہو۔ مگر شہرت وقبول مصنف بھی تو درکار ہے۔ بہت کتابیں مشہور ہیں۔ مگر بسبب گمنامی وکم قدری مصنفین درجۂ اعتماد سے دور ہیں۔ کیا مصنف صاحب بھی اس الماری میں آرام فرماتے ہیں۔ کہ وہ بھی فاضل مشہور ومعتمد علیہ ہوگئے۔ ذرا اپنے ان معتمد بہادر کا کہا ہوا نام تو دیکھیے المعتمد فی المولد جس بے چارے کو زیر و زبر تک کی تمیز نہیں۔ نہ کبھی علیؔ یا فیؔ پڑھا کہ مع عملؔ[1] المولد گڑھا ابھی کیا ہے۔ برکات مجلس سے۔ یوہیں محروم میاں ہیں تو دیواروں پتھروں سے بات کرنے کی نوبت آئے گی۔ بھلا آپ بھی ڈپٹی بہادر ہو کر ایسوں کا دامن پکڑیں۔ جنہیں نام وکتاب رسالہ ناصر فاکہانی کی طرح آپ کو آپ کے ملا قنوجی بہادر نے بنا دیئے ورنہ آپ ان جہل فریبوں کیا جانیں بھولے آدمی اُن کی عیاریوں کو سچ جانا آپ خوب پکے ہوگئے۔ کہ ہم خیر خواہوں کا کلام بھی سوراخ گوش تک بار نہیں پاتا۔ بالا ہی بالا بتایا جاتا ہے۔ خیر ؎

صبر اُس پر اس ہماری حسرت دیدار کا   بند جس نے کر دیا روزن تیری دیوار کا

یہاں تک آٹھ اور چھ چودہ ہوئی تھیں (**دیانت پانزدہم**) ملک مظفر سلطان اربل کے مولد اقدس میں غایت اہتمام بجالاتا اور اکابر علماء ومشائخ وقت اُس میں حاضر ہوتے ڈپٹی صاحب بہادر کو جو اُس پر طیش آیا تاریخ ابن خلکان سے

---

[1] الکلام عمل المولد کے معنے ہوئے کہ مجلس میلاد سے کلام وخطاب کرنا اے سبحان اللہ کیا مزے کا نام رکھا ۱۲ منہ۔

اُس کا فسق ثابت کرنے کو چند فقرے نقل کیے۔ اور اُن کی نقل میں وہی فقرہ چلے کہ حسبِ دابِ طائفہ قطع برید کر کے دو تین حرف جو مذمت پر دال تھے۔ نقل کر لائے اور دفتر کے دفتر مدح و ستائش کے صاف اڑا گئے۔ گویا دیکھے ہی نہ تھے۔ پوری عبارت کہاں تک نقل کروں اتنا ہی فرما دیجئے کہ اُس جگہ اسی بیان میں یہ عبارت تو نہ تھی۔ کان لہ فی فعل الخیر غرائب ولم یسمع ان احدا فعل فی ذالک ما فعلہ۔ اُس بادشاہ نے عجیب عجیب کارہائے نیک کیے سننے میں نہ آیا کہ اور کسی نے اتنی خیر کی ہو۔ نہ یہ تھا۔ انہ کان لایتعاطی المنکر۔ وہ بُرا کام نہ کرتا تھا۔ نہ یہ تھا۔ کان کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدۃ عادتوں کا اچھا بڑا متواضع خوش عقیدہ تھا۔ نہ یہ دیکھا لو استقصیت فی تعداد محاسنہ لطال الکتاب وفی شہرۃ معروفہ غنیۃ عن لاطالۃ اگر میں اُس کی سب خوبیاں گنوں تو کتاب بڑھ جائے پر اس کی بھلائی تو ایسے مشہور ہے کہ تطویل کی حاجت نہیں۔ اور شاید غزائے عظیم و جہاد کثیر اور بمقابلہ کفار اُن معرکوں میں ثبات و استقلال جہاں اوروں کے پاؤں نہ جمے یہاں تک کہ بادشاہ کے سوا سارا لشکر بھاگ گیا صرف ایک آدمی ساتھ رہ گیا۔ بادشاہ دلیرانہ قائم رہا یہاں تک کہ مسلمان پلٹے اور فتح پائی روزانہ محتاجوں کو بے شمار مال دینا۔ لنجھوں اندھوں کے لئے متعدد خانقاہیں بنانا۔ روز جس چیز کی انہیں حاجت ہو برابر پہنچانا۔ ہر پیر اور جمعرات کو خود اُن کے پاس جا کر حال پوچھنا۔ ہر ایک سے بکشادہ پیشانی پیش آنا۔ یتیم بچوں کے لئے الگ مکان بنانا۔ ہمیشہ اُن کے پاس خود جا کر خبر گیری کرنا۔ بیمارستان میں آپ جا کر بیماروں پر نظر فرمانا۔ فقہا و فقرا و غیرہم جو مسافر آئیں سب کو ٹھہرانا۔ مدرسہ بنا کر فقہ حنفی و شافعی دونوں مذہب کے مدرس مقرر کرنا۔ اکثر اوقات اُس میں بہ نفس نفیس دیکھ بھال رکھنا۔ ہر ششماہی پر بلا کفار کی طرف ایک جماعت زر کثیر

وماں خطیر کے ساتھ بھیجنا کہ جو مسلمان ان کے ہاتھوں میں قید ہو فدیہ دے کر
چھڑا لائیں۔ ہر سال[15] اپنی طرف سے حاجیوں کو خرچ دینا۔ پانچہزار[16] اشرفی سالانہ
حرمین شریفین کے نذر کرنا۔ مکہ معظمہ[17] میں آثار جمیلہ بنانا۔ جبل[18] عرفات میں جہاں
پانی نہ ہونے سے حجاج کو سخت تکلیف تھی نہر لانا۔ یہ سب محاسن و محامد کہ
کسی جگہ تاریخ مذکور میں بہ نہایت شرح و بسط لکھے تھے۔ رائے جناب میں قبائح
ہوں گے۔ یا مسلمان کا ایک عیب کہ اس کا مطلقاً عیب ہونا بھی محل نزاع رہا
ہو۔ دستاویز[19] بنانا۔ اور اس کی ہزار بھلائیوں پر خاک ڈالنا آپ کے مذہب میں
محمود ہوگا۔ (دیانت شانزدہم) رسالہ مصباح[20] الضحیٰ میں جو ملامان شامی

سے عجیب لطیفہ ڈپٹی صاحب صرف بجرم مجلس میلاد و سلاطین اسلام و اموات اعلام
کی تفسیق و تشنیع کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے اور اپنی خبر نہیں۔ کہ خود حضرت ہی کے
رسالہ امداد السنیین کی رو سے آپ کی نجات و سنیت کے لالے پڑے ہیں۔ ع
تم مجھ کو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر ہے۔ اُس رسالہ میں ارشاد ہوتا ہے فرقہ ناجیہ اہل سنت
و جماعت وہ ہیں کہ طریقۂ آں حضرت و طریقہ صحابہ پر ہوں۔ جس کام کو انہوں نے نہیں کیا۔
اس کو نہ کریں اس تعریف سے ہر چند سوا معدود بندگان خاص کے تمام سنی اہل سنت
سے نکل گئے۔ کہ بالکل صحابہ کے قدم بقدم ہونا۔ تو شاید ہزار دس ہزار میں ایک آدھ کو
نصیب ہوتا ہو مگر حضرت اپنی بھی فکر کریں۔ اتنا ارشاد ہو جائے کہ ڈپٹی کلکٹری معاذ اللہ
کسی صحابی نے کی ہے۔ اور نہ کی تو جو کرتا ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت سے خارج ہوا یا نہیں
اسی طرح اُن کا بطائفہ کا حکم ارشاد ہو جائے جنہوں نے پادریوں کے مدارس میں نوکری کی
یا اجتہاد کے پردہ میں نذرانے لے کر فریقین کے موافق مسئلے لکھ دیئے ؎ شادم کہ از
رقیباں دامن کشاں گزشتی ؎ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ۱۲ امنہ سلمہ ربہ[2] ذرا
نام کی لطافت تو دیکھئے مصباح الضحےٰ یعنی پھر دن چڑھے کا چراغ۔

نے دن کو مشعلیں پھونکیں آفتاب کو چراغ دکھایا دھواں دماغ کو زیادہ چڑھ گیا اُسی اندھیر میں یہ بھی کہہ گذرے کہ معانقہ غیر قدوم سفر کا باجماع حنفیہ و شافیہ کے مکروہ ہے) حضرت خدا جانے آپ نے اجماع کس درخت کا نام رکھا ہے۔ اگر بے دیکھے بھالے پکار اُٹھتے ہیں تو امر دین میں بیباکی و جرأت اور سمجھ بوجھ کر انجان بنتے ہیں تو زیادہ آفت ہے

فان کنت لاتدری فتلک مصیبة ٭ وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

صحیح بخاری شریف میں سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ضمنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال اللھم علمہ الکتاب الحدیث یعنی حضور نبوت علیہ الصلاۃ والتحیۃ نے مجھے لپٹا لیا اور دعا کی الٰہی اسے کتاب سکھا دے۔ امام بدرالدین عینی شرح میں فرماتے ہیں فیہ استحباب الضم وھو اجماع للطفل والقادم من سفر ولغیرھما مکروہ عند البغوی والمختار الجواز الخ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابی داؤد میں مروی ہیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب ملتا مصافحہ فرماتے۔ ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر نہ تھا۔ جب آیا خبر پائی حاضر ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تخت پر جلوہ فرما تھے۔ فالتزمنی پس حضور نے مجھے چپٹا لیا۔ اس حدیث کی شرح میں آپ کے مقبول مسلم امام محقق و محدث جلیل مولٰنا حضرت شیخ محقق قدس سرہ العزیز لمعات میں فرماتے ہیں۔ علم من ھذا الحدیث جواز المعانقہ فی غیر حالۃ القدوم اظھارا لشدۃ المحبۃ والعنایۃ الخ یہی امام شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔ فقہاء اور جواز معانقہ اختلاف و تفصیلے ہست و صحیح جواز او ست اگرچہ در غیر قدوم سفر نیز باشد الخ کہیئے دعوے اجماع کی کتنی دھجیاں ہوئیں۔ لطیفہ ذرا آنکھیں کھول کر تو دیکھئے آپ کے امام الائمہ طائفہ بھر کے

اصلی نام و ذاتی موے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی خاص معانقہ روز عید
کی نسبت کیا فرمائیں گے۔ جو از روئے ایمان تقویۃ الایمان زنا سے بدتر اور
اور محل اصل ایمان تھا۔ افسوس ع کس سے اب امید یاری کیجئے۔ جب
انہوں نے فرقہ کے ساتھ ایسی بیدردی برتی نذر کے باب میں جو تقریر لکھی ہے۔
کہ مجموعہ زبدۃ النصائح میں باہتمام کبرائے طائفہ چھپی ہے۔ وہاں خدا جانے
کس دھن میں یوں اڑا گئے۔ ہمہ اوضاع از قرآن خوانی و فاتحہ خوانی وطعام
خورانیدن سوائے کندن چاہ و امثال و دعا و استغفار و اضحیہ بدعت ست
گو بدعت حسنہ بالخصوص ست مثل معانقۂ روز عید و مصافحہ بعد نماز صبح یا
عصر الخ اے تو مانتا ہوں بہادر ایک ہی فقرہ میں آدھی نجدیت کے چھتیں
ٹکڑے ڈپٹی صاحب اب اجماع کی خبریں کہئے (دیانت اھفدہم) آپ کے
خصم کہتے ہیں۔ امداد السینین صد۳ پر مسلم الثبوت سے ایک جملہ نقل کیا۔ حالانکہ
اُسی میں بلفظ قیل نقل کر کے اقول سے رد کیا ہے۔ (دیانت ہیجدہم)
حادی سے حوالہ بحوالہ درمختار ایک جملہ بے محل آپ نے مفید سمجھ کر نقل کیا۔
اور آخر میں جو خلاف دعوائے سامی تھا الگ بچا دیا۔ (دیانت نوزدہم) عیب
طائفہ چھپانے کو یہ اوپچ سوجھی کہ لاؤ اگلوں سے بھی ایسا ہی ثابت کر دکھائیں
صد۱۸ پر فرمایا سیوطی نے حسن المقصد میں عرف التعریف بالمولد الشریف کو
امام القرار حافظ شمس الدین بن الجزری کی کتاب قرار دیا اور صاحب کشف
الظنون نے حافظ شیخ عبد الجلیل بن علی المنصوری المقری کی، مگر افسوس
چلپی یہ بھی نہیں کشف کا حرف ف دیکھئے زیر تعاریف ع دیکھئے بحث عرف
ھر دیکھئے ذکر (مولد) تینوں جگہ وہی لکھا ہے جو امام سیوطی نے فرمایا تھا۔ سراہئے
اُس قوم کی چھاتی جنہیں مشہور کتابوں پر سیج باندھتے باک نہیں آتا اب کیا

تنبیہ کی طرح یہاں بھی وہی نسخہ چلے گا۔ کہ کتاب الکشف یہاں حاضر نہیں۔ یا یوں کہئے کہ کسی نے دنیا بھر کے نسخے بدل ڈالے ہوں گے۔ غرض کہاں تک گنئے زیادہ طول میں خوف ملالت اور انیس[19] کے عدد میں بھی غلطت و شدت پس اسی پر اقتصار و لائق سزاوار ہ ٭

معلم اول فرقہ امدادیہ گریبان بند ہر سب کے عطر مجموعہ جناب مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی

یہ حضرت بایں دعوی ورع و تقوی اس فن تراش خراش میں سب سے پانچ قدم آگے ہیں۔ مشہور کتابوں کی عبارتیں کا پلٹ کرنا چلے کے چلے صاف اُڑا جانا۔ لفظ کے لفظ بے نکان بڑھا دینا محض بے اصل حوالہ کرنا علماء و کتب کے اسما بلکہ کسی کے نام سے پورا رسالہ لکھنا۔ عند المطالبہ تصنیف و مصنف کے اعتماد بلکہ وجود[1] عالم ایجاد کا ثبوت نہ دے سکنا۔ حضرت کے

---

[1] کتابوں کے فرضی نام بنا لینا معدوم تصنیفوں کے حوالہ دینا حضرت کا قدیمی داب ہے۔ مدت ہوئی کہ دہلی میں اس کا قصہ ہو چکا ہے۔ اور رسالہ مستطابہ افہام الغافل میں جسے چھپے ہوئے تیئس برس گزرے وہ حال سب چھپ گیا۔ اس قسم کی کتابوں کا ان سے مطالبہ ہوا تھا شاہ احمد سعید صاحب دہلوی نے رقعہ لکھے مگر صدائے برنخاست نہ انہوں نے جواب دیا نہ ان کے موافقین نے لب کھولے اور جس ذی سے پوچھا گیا یہی کہا کہ ہم نے ان کتابوں کو نہ دیکھا نہ سنا۔ غرض کسی نے اتنا بھی پتہ نہ دیا (باقی صفحہ ۲۸ پر)

بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ جب کارخانہ نجدیت میں نیل کا ماٹ بگڑا اور
چارطرف اس کی بو پھیلی معلم بہادر قنوج کی کہانی میں قسم اول تھے۔ طائفہ بھر کا مشورہ
ٹھہرا کہ اب انہیں ہی کی عرق ریزی سے کچھ عطر بیزی کی امید ہے۔ اور اُس کی بو
بھی دماغ میں نہ گئی کہ ع لن یصلح العطار ما افسد اللہ ھر قنوجی صاحب
نے تو وہ گندی روش اختیار کی جس کی برکت سے مذہب کے علاقہ بھر میں سچ
کا پھول مار اگیا۔ جہاں دیکھو تحریف و تصرف کا امواکھلا۔ ع اے باد صبا ایں ہمہ
آوردہ تست۔ ہے نئے خانہ کعبہ کی کیا مجال کہ اس فاضل بے مثال کے باب وسیع
تحریف و ابدال میں بقصد استیعاب و اکمال قدم رکھے۔ مگر ہاں سرکار نازک
مزاجی سے اجازت ملے تو بطریق نمونہ اس خروار سے چند مشت پیش کش کرے ۔ س
کون کرتا ہے گلہ تم سے مکر جانے کا   چھیڑ کر لطف اُٹھا لیتے ہیں جھنجلانے کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷ کا) کہ کبھی ان ناموں سے ہمارے کان آشنا ہوئے ہیں۔ حضرت کے موافقین
مذہب نے بھی اثبات کتب و تصحیح نقل کی تو قوت نہ پائی۔ ایک غصہ ناک جواب عطا فرمایا یہاں تک
کہ میاں نذیر حسین صاحب مجتہد نے فرمایا۔ سوال بھی لغو اور جواب لکھنا بھی لغو۔ افسوس قنوجی صاحب
تو غایۃ الکلام میں آپ کو عمدۃ المحققین زبدۃ المحدثین کہیں اولیاء کاملین و اکابر علماء سے شمار کریں
آپ ادن سے یوں آنکھیں پھیر جائیں۔ گویا ان تلوں میں تیل ہی نہیں۔ اپنے معاملات
میں تو ہزار جالا کیاں کرتے ہو۔ تھوڑی دیر آنکھیں میچ کر اپنے مریدان خاص کی بھی
خاطر کر دیتے اجتہاد کے زور سے ادن کتابوں کا پتا لگا لیتے۔ تو آپ کی شان
میں کیا بٹا لگ جاتا۔ سچ ہے۔ برے وقت کا کوئی شریک نہیں ہوتا۔ ع
پھر گئیں صاف ادنہیں دیکھ کے بیدم آنکھیں ۔ ۱۲ منہ سلمہ
اللہ تعالے۔

قنوجی صاحب نے عمر بھر کی عرق فشانی میں عطر فتنہ کی تین شیشیاں نہایت نفیس کھینچیں جن کی خوشبو میں طائفہ بھر کا چہرہ کا رنگ روغن چمک اُٹھا۔ گلی کوچہ فتنہ کا تیل ریل پیل سے بکنے لگا۔ نجدیہ سمجھے ہم نے بہ... خالص ...ل پایا یا مبصرین نے دیکھا تو سب میں میل پایا۔ جن کا دماغ صحیح ہو۔ وہ اب سونگھ دیکھیں۔ پہلی شیشی تفہیم المسائل میں ص ۲۷ پر۔ انکار استمداد کے لئے مطالب المومنین سے نقل کیا۔ یکرہ الانتفاع بالقبر۔ یعنی قبر سے نفع اٹھانا مکروہ ہے۔ اور اس کا مطلب یہ گڑھا کہ قبور سے مدد مانگنا جائز نہیں۔ حالانکہ مطالب المؤمنین کی اصل عبارت یوں ہے۔ ویکرہ لانتفاع بالمقبرۃ وان لم تبق آثارہ۔ قبرستان سے فائدہ لینا مکروہ ہے۔ اگرچہ اُس کے آثار باقی نہ رہیں۔ ہر عربی خوان سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہاں زمین مقبرہ سے تمتع اور اُسے اپنے تصرف میں لانے کا ذکر ہے اسی لئے اگرچہ کہہ کر ترقی کرتے ہیں۔ کہ شاید قبروں کا نشان نہ رہنے کے بعد جواز انتفاع کا گمان ہو۔ لہٰذا تصریح کر دی کہ گو اثر نہ رہے۔ تاہم انتفاع روا نہیں قنوجی صاحب کی کارسازی دیکھئے پچھلے جملے کو جس سے اُن کے گڑھے ہوئے۔

لہ لطیفہ اپنی کتابوں میں قنوجی بہادر کی بڑی ڈور یہ ہے۔ کہ ہر جگہ اپنے خصم سے فرماتے ہیں۔ کیوں جی تم نے فلاں عالم کے فلاں قول سے استدلال کیا۔ اُس نے یہ بھی تو کہا ہے۔ اسے بھی مانو گے۔ اب ہم حضرت کا مزاج شریف پوچھتے ہیں۔ آپ نے مطالبۃ المومنین سے تمسک کیا۔ اسی مطالبہ میں قبر پر پھول ڈالنا اس کے گرد تین بار طوائف کرنا۔ قبور والدین کو بوسہ دینا۔ روز جمعہ ارواح کا اپنے گھر آنا۔ عصر و فجر کے بعد مصافحہ میں باوجودیکہ شرع سے اس تخصیص کی اصل نہیں۔ کچھ ہرج نہ ہونا مذکور انہیں بھی مانئے گا۔ یا یہاں صادق تو نہ تھا کہہ کر الگ ہو جائے گا۔

عبارتیں درکار ہوں تو لیجئے۔ وضع الورد والریاحین علی القبور حسن دانہ مادام (باقی صفحہ ۳۰ پر)

انگھڑ مطلب کا صریح رد ہوتا تھا۔ صاف ہضم فرما گئے۔ اور جھٹ مقبرہ کی قبر بنا کر انتہی لکھ دیا۔ **اقول** وباللہ التوفیق دیانت کے جان پر کھیل گئے۔ امانت کو گہری گور میں دبا دیا۔ مگر مطلب پر جب بھی موت ہی پڑی رہی مانا کہ عبارت یونہی سہی لیکن اتنا نہ سمجھے کہ انتفاع و استنفاع میں زمین آسمان کا بل ہے۔ نفع لینا اور بات اور نفع چاہنا اور چیز اب یہاں جو انتفاع کہا۔ تو نفع لینے سے باز رکھتے ہیں۔ اور پر ظاہر کہ کسی فعل پر احکام خمسہ سے کوئی حکم کرنا اُس کے معقول و متصور ہونے پر دلیل۔ محال بات سے کوئی عاقل منع نہیں کرتا کہ وہ تو خود ہی نہ ہو سکے گی۔ پھر منع کرنا محض حماقت اندھے[ل] سے کون کہے گا کہ ادھر نہ دیکھ تو انتفاع سے منع کرنا۔ صاف صریح یہ کہنا ہے۔ کہ اموات بے شک نفع دے سکتے ہیں۔ اور اُنہیں امداد و اعانت پر قدرت ہے مگر تمہیں فائدہ نہ لینا چاہیے۔ اچھا یہ بھی جادو ان جعل سازیوں اور لفظی معنوی تحریفوں کے بعد ثابت ہوا تو کیا فقط کراہت پھر وہ تقویۃ الایمان وغیرہ کا شرک جسے دھڑنے سے ٹکے سیر کر دیا ہے۔ اُس کا صبر کس پر پڑے گا۔ سبحان اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹ کا) رطبا یسبح فیکون للمیت تسبیحہ انس وفیہا المصافحۃ سنۃ مستحبۃ عند کل لقاء وما اعتادہ بعض الناس بعد صلاۃ الفجر والعصر لا اصل لہ فی الشرع ولکن لاباس بہ ذکرہ صاحب الکاشف ناقلا عن شرح مسلم وفیہا وان کان قبر صالح ویمکنہ ان یطوف حولہ ثلث مرات فعل ذلک کذا فی مفاتیح المسائل وفیہا ولاباس بتقبیل قبر والدیہ الخ وذکر فی ذلک حدیثا وفیہا قال المتقدمون لا تکون علی المیت حیرۃ اکثر من یوم الجمعۃ وینظر ہل یتصدق لاجلہ الخ ۱۲ ھ تلخیصا ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالٰے۔ [ل] حالانکہ اندھے کا دیکھنا محال بھی نہیں پھر محال سے نہی کیونکر سفاہت نہ ہوگی ۱۲ منہ۔

ہمارے رب قدیر جل مجدہ کی ایک یہ بھی شان کریمی ہے۔ کہ جو کوتاہ اندیش براہ دراز نفسی مخالفت حق پر کمر کستا ہے۔ اُسی کے کلام سے اُس پر حجت الٰہی قائم کرتا ہے۔ ومن ینشؤ فی الحلیۃ وھو فی الخصام غیر مبین کا جلوہ ہے۔ نقصان عقل کا بھلا ہو مرادان سے اولجھ تو لئے انجام کی کیا پرواہ ہے۔ اب بھی نہ کہئے گا ؎

اے اشک ڈوب مر تری تاثیر دیکھ لی　　اُلٹی ہنسی اڑی مری چشم پر آب کی

میل ۲ صـ۱۸ و صـ۱۹ پر مسئلۂ بنا علی القبر میں عبارت تنویر الابصار ولا یجصص ولا یطین ولا یرفع علیہ بنار قلیل لا باس بہ کی نسبت دعویٰ کیا کہ لا باس بہ کی ضمیر تطیین کے طرف ہے۔ نہ بنا کی۔ اور حوالہ دیا طوالع الانوار کا کہ اوس میں عبارت سراجیہ نقل کی ہے۔ اور بہادری اتنی کہ طوالع کی عبارت بھی نقل کر دی مگر اُسی کے برابر جو پارۂ کلام آپ کا صریح علاج اوہام تھا۔ اُسے الگ چھوڑ چنیت وہ ٹکڑا یہ ہے۔ ویقید الجواز علی ہذا القول باذا کان من مال حلال و لم یقصد بہ الزینۃ والتفاخر والا فلا مریۃ فی الحرمۃ کما یفعل الآن من البناء باحجار الرخام المذہبۃ افادہ السید احمد۔ کیوں یہاں سے صاف کھل گیا یا نہیں کہ ضمیر بنا کی طرف بھی راجع ہے۔ اور طرہ یہ کہ اُسی طوالع میں خود مرجع یوں بیان کیا ہے۔ قیل لا باس بہ اے بالطیین والبناء پھر دونوں کی دلیل لکھی۔ آپ روپ اسے بھی اوڑا گئے۔ میں کہتا ہوں خدا جانے حوالہ دینا ہی کیا ضرور جانتی دقتیں اُٹھاتے ہیں۔ میل ۳ صـ۵۲ پر مسئلہ شد وحال میں طوالع کی ایک عبارت نقل کی کہ امام الحرمین اپنے استاد سے منع نقل کرتے ہیں کہ کبھی مکروہ کہتے کبھی حرام اور امام سُبکی ممنوع یا قریب لعبث کہتے ہیں۔ بس اسی قدر نقل کر کے

۱؎ وھو المختار کما فی کراہیۃ سراجیۃ ۱۲ در مختار۔

چھوڑ دیا۔ حالانکہ اُس میں ان دونوں قول کے بیچ میں یہ عبارت ہے۔ وقال الشیخ ابوعلی لایحرم ولایکرہ شیخ۔ ابوعلی فرماتے ہیں نہ حرام ہے نہ مکروہ۔ اور خیر میں یہ جملہ ہے۔ فیترجح ماقالہ ابوعلی تو راجح وہ ٹھہرے گا۔ جو ابوعلی نے کہا) دیانت کی ڈم میں عذا کہ بیچ میں سے اپنا مخالف قول کتر گئے۔ اور آخر سے اُس کی ترجیح ہضم انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میل ۳۴ صـ۵۴ پر لکھا بعض رسائل میں جو اس مسئلے یعنی شد رحال کی تحقیق میں مرتب ہوتے ہیں۔ یوں مسطور) اُس رسالہ کا نام نہ نشان حضرات کی ہٹ دھرمی دیکھیے خود ہی کہتے ہیں ہر کتاب سے استدلال بجا نہیں۔ مجہولات سے سند لانا زیبا نہیں اور آپ ہی ایسی حرکات کرتے ہیں۔ پھر اُس گمنام رسالہ میں بھی وہی قیامت موجود فتح القدیر کی ایک عبارت غیر مفید مدعا نقل کرکے بزور زبان اس کا مطلب یہ ٹھہرایا کہ ماورا[1] اے مساجد ثلثہ سفر میں کہیں کا قصد روا نہیں۔ حالانکہ صاحب فتح القدیر اولاً حدیث میں جاءنی زائرا لایعملہ حاجتہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا لکھ کر صاف تصریح فرماتے ہیں کہ بندہ ضعیف کے نزدیک صرف زیارت قبر اقدس کے نیت اولیٰ ہے۔ کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وادب کی زیادہ رعایت اور ظاہر حدیث مذکور سے موافقت ہے) عبارت[2] حاشیہ پر ملاحظہ ہو۔ کیوں صاحب کتاب کی ایک

---

[1] کہ نقل عبارت کو بعد حاصل یہ قرار دیا۔ فبھذا اثبت ان المستثنی عنہ المحذوف فی حدیث شد الرحال جنس بعید لا قریب الخ رسالہ مجہولہ مستند ملا قنوجی بہادر اور آخر میں تو لاجی نے خود بھی فرمایا کہ ترشیح بیان ابن ہمام سے نہی شد رحال ذا ضبع متبرکہ ومشاہد صلحا کی طرف نجومی ثابت ہوئی ع ایں خانہ تمام آفتاب ست ۱۲ امنہ سلمہ ربہ۔ [2] والاولی عند العبد الحنیف تجرید النیۃ دبانی صـ۳۳ پر)

عبارت غیر مثبت مطلب کو زبردستی اپنا مفید ٹھہرانا اور اُسی کتاب کے اُسی مقام میں جو صریح اپنا رد ہو اُس سے آنکھ چرا جانا کیسے من دیانت کا وزن رکھتا ہے۔ یہ مجہول صاحب بھی ان چالاکیوں میں تو مجہول نہ نکلے۔ ع
ابن خانہ تمام آفتاب است (میل ۵ عورتوں کے لئے زیارت قبور مکروہ تحریمی و حرام ہونے کا دعوی کیا اور چند کتب کے نام لکھ کر اسی کو مذہب اصح قرار دیا۔ انہیں میں نصاب الاحتساب بھی گن دی۔ حالانکہ اُس میں صرف ترک اولی لکھا ہے۔ گوار کو اگر اتنی تمیز نہ تھی کہ کہاں ترک اولی کہاں مکروہ تحریمی و حرام تو ناحق تصحیح کا جواب لکھنے بیٹھے ورنہ دیانت کے پیچھے ایسے ہاتھ دھو کر پڑنا کس مذہب و ملت میں روا ہے۔ میل ۶ مبحث عدم سماع اموات میں فرماتے ہیں در تفسیر مدارک تحت آیہ کریمہ والذین کذبوا بایتنا صم وبکم می نویسد المعنے انھم فی حال کفرھم وتکذیبھم کمن لایسمع و لایتکلم فلھذا شبہ الکفار بالموتی لان المیت لایسمع ولا یتکلم کذا قال ابن الخازن العراقی المشافعی فی تفسیرہ لباب التاویل فی معنی التنزیل انتہی اھ افسوس قنوجی صاحب تو میت ہو کر لایسمع ولایتکلم ہوگئے تفسیر میں سے کوئی اور ہی صاحب اس ادعا کا پتا دیں۔ زیر آیہ کریمہ مدارک میں یہ عبارت بتا دیں۔ مزہ یہ ہے کہ تفسیر لباب التاویل صاحب مدارک کے بعد تصنیف ہوئی ہے۔ علی ما یظھر من کشف الظنون۔ پھر کیا پیشگی نقل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲ کا) لزیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ان حصل لہ اذا قدم زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نوے المسجد او یستفتح بفضل اللہ ۱۲ فی مقافری نیۃ بھما فیھما لان فی ذلک زیادۃ تعظیم و اجلالہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ویوافق ظاہر ما ذکرنا من قولہ لا تعملہ حاجۃ لا زیارتی۔

فرما گئے۔ مرحبا اس دلاوری کو۔ میل ۷۔ ابطال اباحت اصلیہ کے لئے دعوی فرمایا۔ نزد جمہور حنفیہ اباحت بعد بعثت ثابت نمی شود مگر باذن شارع بتخییر بین فعلہ وترکہ ولیل میں لکھا در مسلم الثبوت مرقوم است الاباحۃ حکم شرعی لانہ خطاب لشرع بالتخییر انتہی اھ حالانکہ اُسی مسلم میں بلا فصل موجود والاباحۃ الاصلیۃ نوع منہ لان کل ما عدم فیہ المدرک الشرعی للحرج فی فعلہ وترکہ فذالک مدرک الشرعی بحکم الشارع بالتخییر نہی لاتکون الا بعد الشرع الخ ڈپٹی صاحب کریں کہ دستاویزیں ایسی قطع وبرید کر کے صریح مخالف کو موافق بنا لینا جعل سازی تو نہیں۔ میل ۸ فرماتے ہیں شیخ عبد الحق دہلوی در جذب القلوب می نویسد ابو محمد مالکی گوید قصد استنفاع بہ میت بدعت است مگر در زیارت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہی اھ اور اُس کے ساتھ ہی لگی ہوئی عبارت اڑا گئے و زیارت سائر مرسلین علیہم السلام امام تاج الدین سبکی گوید کہ استثنائے دے قبور شریفہ انبیاء را صحیح است و حکم او بہ بدعت در غیر آں منظور فیہ است دیکھو مستثنیٰ کا معطوف پھر اُس قول پر طعن دونوں بچا گئے۔ بھلا خیر اتنا ہی فرمائیے کہ آپ کے نزدیک مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے طلب نفع کیسا ہے۔ میل ۹۔ دعوی کیا کہ کتاب وسنت اجماع امت سے عدم سماع اموات ثابت۔ حالانکہ مولٰنا شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جذب القلوب شریف میں فرماتے ہیں۔ تمام اہل سنت وجماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراکات مر سائر اموات را اور اُسی طرح جامع البرکات میں سید سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ

لہ موت عدم محض نیست چنانکہ دھریان وطبیعیان می گویند بلکہ انتقالیست از جائے بجائے وخانہ بدارے در تاریخ مدینہ گفتہ کہ عبد الحق کہ یکے از اکابر ائمہ (باقی ص ۳۵ پر)

سے نقل کیا. پھر بعد تحقیق و تفصیل کامل ارشاد فرماتے ہیں. بالجملہ کتاب و سنت مملو و مشحون اند باخبار و آثار کہ دلالت می کنند بر وجود علم مر موتے را بدنیا و اہل آن پس منکر نشود آنرا مگر جاہل باخبار و منکر دین الخ جوش حیاداری دیکھو کہ جس مسئلہ پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے. اور ائمہ دین اس کے منکر کو قرآن و حدیث سے جاہل اور دین متین کا منکر فرمائیں. قنوجی بہادر اس کے خلاف پر اجماع امت بتائیں اب یہ امت پر کھلا افترا نہیں تو کیا ہے. اور جو آپ ہی سچے ہیں. تو ذرا مولوی اسحٰق صاحب کی دور کیجیے کہ وہ مأتہ مسائل کے مسئلہ استمداد میں نقل کرتے ہیں. از فقہا آنانکہ قائل اند بسمع و ادراک میت قائل بجواز ندا افسوس تمہیں اپنوں کی بھی خبر نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ کا) حدیث است در احکام صغریٰ باسناد صحیح از ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آورد کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود ہیچ احدے بقبر برادر مومن خود کہ در دنیا مے شناخت بگذرد و بروے سلام نکند مگر آنکہ برادر وے در ایہ شناسد و رد سلام وے کند. و ابن عبد البر نیز ایں حدیث را روایت کردہ و تصحیح نمودہ و نیز امام عبد الحق در کتاب العاقبۃ از حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آورد کہ ہیچ مردے نیست کہ زیارت کند قبر برادرش را و بہ نشیند نزد وے مگر آنکہ انس بگیرد بوے تا برخیزد و ابن ابی الدنیا از ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ کہ اگر بقبر آشنائے بگذرد و بشناسد و اگر نہ رد سلام کند البتہ آمدہ است کہ ایں شناسائی در زیارت جمعہ بیشتر و تمام تر است و لہٰذا در حرمین شریفین نے زیارت قبور معلّٰی و بقیع در صباح روز جمعہ متعارف شدہ و بہمودی مے گوید کہ تمام اہل سنت و جماعت اعتقاد دارند بہ ثبوت ادراکات مثل علم و سمع و بصر مرسائر اموات را از جماد بشر اھ جامع البرکات حضرت شیخ محقق قدس سرہ العزیز ۱۲.

رہتی۔ میل ۱۰۔ تحریف و تصرف کا جبہ سے حضرت کے سر سہرا ہوا ہے طبع معلی سے کیا کیا نزاکتیں ایجاد کی ہیں جو روز اول سے خاص آپ ہی کا حصہ تھیں رسائی ذہن سے ایک نزاکت تازہ ایسی تراشی جو آج تک شاید کسی کو نہ بن پڑی ہو۔ یعنی جس کتاب کا حوالہ لکھ رہے ہیں اُسی میں تحریف فرمانا اور ایک فرضی عبارت اس سے نقل کر کے اعتراض جمانا جس کا اس میں نشان نہ ہو۔ یہ تفہیم المسائل کے اوراق پریشان کتاب مستطاب تصحیح المسائل کے جواب میں سیاہ کئے گئے ہیں جہاں اور عبارتیں تصحیح کی نقل کر کے بزعم خود اعتراض فرمایا وہاں ایک عبارت مصنوعی یہ بھی نقل کی کہ درفتادی عالمگیری درفصل مکروہات صلاۃ دیدہ شد اثرے از عبارتیکہ مجیب نقل کردہ است نیست مگر درفصل ثانی فیما یفسد وما یکرہ فیہا این مسئلہ البتہ نوشتہ است اجی اس پر یہ طعن جمایا کہ صاحب تصحیح کا دعویٰ ہے اثر ازیں عبارت در عالمگیری نیست۔ قطع اس کے کہ صاحب تصحیح کا یہ دعوی کرنا تو آپ کی اُس ساختہ پرداختہ عبارت سے بھی نہیں نکلتا۔ کما لایخفی مگر اتنی بات سے تو بے اُٹکل ٹھہرے۔ ع کہ خود گفتہ خود ندانند کہ چیست ہ لیکن ہم تو کچھ اور ہی پوچھنا چاہتے ہیں یہ فرمایئے کہ حضرت نے جو عبارت تصحیح سے نقل کی وہ جلتے میں دیکھی تھی۔ یا عالم رویا میں بھلا زیادہ نہیں تو پانچ روپیہ کی مٹھائی یہ ہم بھی آپ کی فاتحہ دیں اگر تصحیح میں یہ عبارت دکھا جایئے۔ غضب تو یہ ہے۔ کہ اُسی بیچاری تفہیم کے صـ ۱۶۸ وغیرہ پر آپ کو یہ بھی اقرار ہے۔ کہ نسخہ مطبوعہ تصحیح پیش نظر ہے۔ پھر قیاس قبول نہیں کرتا کہ اتنی حیاداری کیونکر گوارہ ہو گئی سرکار والا اُسی تصحیح مطبوع کا صـ ۱۶ دیکھئے اس میں تو خود عبارت عالمگیری نقل کر کے فرماتے ہیں۔ انچہ مجیب از عالمگیری نقل نمودہ است پس انچہ ما از ہمان عالمگیری نقل آوردہ ایم تفصیل آنست

کہ عجیب از عالمگیری وہم از دیگر کتب نقل کردہ بر تقدیر صدق حکایت انتہی کیوں کچے تو نہ ہوئے ہو گے ؎

جعل مزہ جھوٹ غذا ہو گیا ہائے دیانت تجھے کیا ہو گیا

میل ۱۱۔ بس کیا کہوں جیسا دعویٰ آپ بے دھڑک کر دیتے ہیں۔ اور جھوٹ موٹ کو بھی آنکھ نہیں جھپکاتے پھر بھی میں تو یہی کہوں گا ؎

نہ تری بات بری ہے نہ تری گھات بری نظر آئی نہ مجھے تیری کوئی بات بری

(دوسری شیشی) غایۃ الکلام میل ۱۲۔ وہی قول معتمد و احمد بن محمد کا حوالہ جس کے نسبت بعض ظرفا نے فرمایا ہے ؎

نہ ملے فرض میں بھی اُن کا نشان لاکھ برس نازپروردہ عنقا ہیں حوالے تیرے

میل ۱۳۔ جسے اگر کم سے کم کہیے تو سب میلوں کا جد اعظم کہیے خاص کارخانہ والا کی کشید سب سے بڑھ کر قابل دید تاج الدین فاکہانی نے برخلاف جمہور ائمہ جو ایک تحریر انکار مجلس ملائک مانس میں لکھی علامۃ الورٰی جبل الحفظ سیدی ابن حجر

لہ غایۃ الکلام کی نسبت ایک وہابی مولوی کا پاکیزہ خیال مولوی کرامت علی صاحب جونپوری مصنف مفتاح الجنۃ کہ مذہب کے وہابی اور مولوی اسمٰعیل کے صاحب خاص اور میاں سید احمد کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان دفعۃً استحسان مجلس اقدس کے قائل ہو گئے۔ ایک رسالہ فیصلہ نامی اثبات مجلس ورد منکرین میں تالیف کیا۔ کہ جونپور میں چھپا اُسی میں فرماتے ہیں۔ یہ کہنا کبھی درست نہ ہوگا۔ کہ رسالہ مولد کے باطل کرنے کے لئے جیسا کہ ایک رسالہ کا نام کسی نے رکھا ہے غایۃ الکلام فی ابطال عمل المولد والقیام قافیہ تو مل گیا مگر ایمان کا کیا حال ہوا۔ انتہی الحمد للہ کہ مولوی صاحب جونپوری کے معتقدین تو اس غایۃ الکلام سے نفرت کریں گے ۱۲ منہ

عسقلانی نے اُس کا رد لکھا جس کا ذکر سیرت النسان العیون میں کیا پھر خاتم الحفاظ عارف باللہ امام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی نے تو ایک مستقل رسالہ اُس کے رد میں تصنیف فرمایا۔ قنوجی صاحب کی رگ حمیت جوش میں آئی۔ ایک پورا رسالہ بزبان عربی رسالہ امام کے رد میں نقل کیا۔ اور مصنف کا نام وہ بتایا جس میں مغالطہ اور پیچادہ دونوں کے پہلو نکلیں۔ یعنی ناصر فاکہانی کہ ادھر عوام جب ایسا نام سنیں اور رسالے کی عبارت عربی دیکھیں ضرور سمجھیں کہ یہ کوئی بڑی عالم ناصر نامی اگلے زمانے میں گزرے ہوں گے۔ جنہوں نے رسالہ امام کا رد لکھا ہے۔ اور جب ہر خاص کی نکیر اور چار طرف سے دار و گیر ہو۔ کہ حضرت یہ ناصر مفروض کون صاحب تھے۔ کب تھے کہاں تھے کیسے تھے ان کا کچھ پتا تو دیجئے۔ اس نام و نسبت کے کون سے فاضل آگے گزرے ہیں۔ جنہوں نے رسالہ خاتم الحفاظ کا جواب لکھا۔ تو فوراً مکر جانے کا موقع ملے کہ ناصر فاکہانی اُن کا نام کب ہے۔ یہ تو ترکیب اضافی ہے۔ یعنی تاج الدین فاکہانی کا مددگار۔ اللہ رے پکا پن ؎

دو طرف امکان بنایا ہے بہنے کو یا لے آیا جو میں ادھر وہ اُدھر سے نکل گیا

خیر یوں ہی سہی اب فرمائیے یہ مددگار صاحب کون تھے کہاں تھے کیا نام ونشان رکھتے تھے۔ کسی اور نے بھی ان پر یا ان کے رسالہ مخترعہ پر اطلاع پائی ہے۔ کسی معتمد مستند کے کلام میں تصنیف و مصنف کی کچھ خبر آئی ہے یا وہ حضرت یہ موتیوں بھرا ڈبا خیالی صندوقچی میں بند کر کے وہمی قفل لگا کے خاص آپ کے لئے امانت رکھ گئے تھے۔ اور ستم کا مزہ قیامت کا لطف جسے سن کر پھڑک جائیے یہ ہے۔ کہ جب اہل سنت نے بہت چھیڑا۔ اور کسی طرح پیچھا نہ چھوڑا تو خدا کا دھرا سر پر اپنے تلمیذ باتمیز کے نام سے ایک

خط بجواب نامہ جناب مولوی سید عبد الصمد صاحب سہسوانی زید مجدہم تحریر فرمایا۔ اُس میں اقرار کر لیا کہ واقعی یہ شخص مجہول و غیر معلوم الحال ہے مگر حیاداری کے صدقے اتنا جب بھی کہہ بھاگے کہ ناصر کا مجہول ہونا کیا مضر جیسا کہ سیوطی کا معلوم ہونا کچھ تمہیں مفید نہیں انا للہ انا الیہ راجعون بڑے گھیرنے اور بہلانے پھسلانے چمکارنے سے مدتوں میں حق کی طرف آئے تھے مگر خاص شاہراہ پر آ کر پھر ایک لوٹ ایسی لی جس سے آدھا تہتر آدھا بٹیر ہو کر رہ گیا۔ بھلا ان صاحبوں سے مناظرہ کا نام لے کر بھی اپنا وقت ضائع کرنا ہے۔ جن بیچاروں کو اتنی تمیز نہ ہو کہ مستند کا مشہور و معتمد ہونا ہر عاقل کے نزدیک اہم ضروریات سے ہے۔ فضلاً عن فاضل لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ غلط کردم اتنی تمیز کیوں نہیں خود ہی ان قواعد مسلمہ کی تصریح فرماتے ہیں جب لوٹ کا وقت آتا ہے۔ حق کی چھاؤں سے بھڑک جاتے ہیں۔ دیکھو اسی غایۃ الکلام میں ملا عمر بن محمد موصلی کو جن کے صالحین مشہورین سے ہونے پر امام معتمد شہادت دیں صرف اس جرم پر کہ وہ مجلس میلاد کرتے تھے۔ اپنے اس زمانہ میں اُن کی شہرت نہ ہونے سے محض نامعتبر کر دیا۔ اور ناصر فاکہانی جس کا اس زمانہ میں کہیں نقل نہ بیچارا نہ کسی ثقہ مستند سے اس کی شہرت ثابت بلکہ خود اس کی جہالت کا اعتراف وہ اس درجہ مقبول و مستند ٹھہرا کہ امام علامہ سیوطی کا طرف مقابل قرار پایا۔ ع آہ ازیں دیدۂ بیباک تو۔ مسلمانو ذرا ایمان لگتی کہنا اب بھی مناظرہ طے ہونے میں کچھ باقی ہے۔ جب اکابر طائفہ کہ ہندوستان میں چن چن کر جن کے ماتھے مناظرہ کا ٹیکا ہے۔ وہی حضرات خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں یہ قیامتیں توڑیں تو ایمان سے کہنا اُن کا صریح عجز اور مذہب کا بطلان معلوم ہوتا ہے یا نہیں مسلمانوں خدارا کبھی

تم نے سنا ہے۔ کہ اہلحق نے بھی ایسا کیا ہے۔ رافضیوں کو بے شک سنتے آئے ہیں۔ کہ انہوں نے کتابیں کی کتابیں بنا کر ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالٰے علیہم کی طرف نسبت کر دیں۔ ان اُونچی چوٹی کے موجدین پر کیا وقت پڑا کہ انہوں نے اُن کے بھی کان کاٹے ؎

مسلمانو ذرا انصاف سے کہنا خدا لگتی
تمہیں تقصیر میری یا ہے اُس بت کی خطا لگتی

خفا نہ ہو تو میں عرض کروں اگر امام اجل علامۂ اکمل جو شاہ عبدالعزیز صاحب کے منتہی السلاسل شاہ ولی اللہ صاحب کے آقائے نعمت مولوی اسمٰعیل کے بزرگوں کے بزرگ اماموں کے امام مولاؤں کے مولا تھے۔ جن کے سلسلہ میں داخل ہونے پر بڑے شاہ صاحب نازو افتخار کریں۔ انتباہ میں اُن کے امام متبحر محدث متقن نقاد الحدیث حافظ الفن ہونے کا اقرار کریں معاذ اللہ آپ کے نزدیک بدعت و ضلالت کو اچھا جاننے والے تھے۔ اور ان کے کلام پر طعن و تشنیع ایسی ہی ضرور تھی تو جو کچھ فرمانا تھا خود فرمایا ہوتا۔ عربی زبان میں ایک رسالہ لکھ کر ایک وہمی تراشیدہ عالم کے سر باندھنا تو اور فضیحت و رسوائی کا باعث ہوا ؎

یہ تو کچھ بھی نہ ہوا یہ تو اثر کچھ بھی نہیں
اس بناوٹ نے تو بات اور بگاڑی اوشرم

خدا حیاداری کا بھلا کرے۔ بزرگوں کی تو یہ حرکتیں اور ان چھٹ بھیوں کے دل میں مباحثہ کی امنگ ان سے تو کوئی علمی بات بھی کرے تو عقلا اوسے دفتر مجانین میں داخل کریں۔ ع اے ترک من مناو کہ ترکی تمام شد (تیسری شیشی) صواعق الہیہ یہ ان سب میں پچھلی کشید ہے اور بر ظاہر کہ نقش آخیر نقش اولی سے بہتر ہوتا ہے۔ لہذا اس میں جو کارسازیاں ہیں کیا کہوں کتنی فراوان ہیں۔ دیانت کی ناؤ ہر جگہ دلدل میں اڑی ہے۔ تبدیل و تحریف ہر وقت ہاتھ جوڑے کھڑی ہے مگر افسوس اس کم فرصتی میں کسے تطویل کی ہوس ہے پر خوش دماغوں کو قرابہ

سے ایک پھریری بس ہے۔ میل ۱۴۔ ابن حزم جس کا فساد مذہب وخبث مشرب عالم آشکار ہے۔ قنوجی بہادر جو اس کی حمایت پہ اُتر ے ایک دفتر مدائح میں سیاہ کر ڈالا جس میں چند طرح دیانت کا بقچہ سنبھالا جناب والا اس ابن حزم کا اباحت مزامیر و ملاہی میں غلو رکھنا اور اپنے مذہب خبیث کی حمایت میں صحیح بخاری شریف کی صحیح حدیث پر طعن کرنا کیسے نہیں معلوم مقدمہ شرح صحیح مسلم دیکھیے حضرت[1] امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ اب ارشاد ہو کہ غایۃ غایۃ الکلام میں ملک مظفر سلطان اربل مرحوم کی توہین کے لئے جو آیات واحادیث وروایات فقہ باجانے اور حلال جاننے والے کی تکفیر وتفسیق پر یاد آئی تھیں یہاں بھی یاد کیجئے گا اور اُسی طمطراق سے ابن حزم پر کفر وفسق کا فتوٰی دیجئے گا۔ یا یہ بھی کوئی مسئلہ ہے۔ کہ ایسے سخت احکام صرف مجوزین مجلس کے لئے ہوں آپ کا موافق چاہے کفر کرے یا فسق کسی طرح اس کا ایمان وتقوی نہیں جاتا۔ ع
چون وضوے محکم بی بی تمیز۔ میل ۱۵۔ مزہ یہ ہے کہ یہیں اُس بدعتی کا ظاہر المذہب ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ اور اُسی صواعق میں مولانا شاہ عبد العزیز کی رجوم الشیاطین

---

[1] ولم یصب ابو محمد ابن حزم الظاہری حیث جعل مثل ذالک قادحا فی الصحۃ واسترج الیٰ ذالک فی تقریر مذہبہ الفاسد فی اباحۃ الملاہی وزعمہ انہ لم یصح فی تحریمہا حدیث مجیباً ان حدیث ابن عامر او ابی مالک الاشعری عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحریر والخمر والمعازف الیٰ آخر الحدیث فزعم انہ وان اخرجہ البخاری فہو غیر صحیح لان البخاری قال فیہ قال ہشام بن عمار وساقہ باسنادہ فہو منقطع فیما بین البخاری وہشام وھذا خطاء من ابن حزم من وجوہ الخ ۱۲ شرح صحیح مسلم للامام النووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

سے سند لائے وہ کتاب اگر رحم نہ کسی تو ملاحظہ کرتے کہ شاہ صاحب فرماتے

ہیں داود ظاہری ومتابعانش را از اہل سنت شمردن درچہ مرتبہ از سفاہت

است الخ اور ہر مخالف اہل سنت بحکم حدیث سگ جہنم پھر وہ کیا آپ کا ایسا سگا

تھا جس کی تعریف میں اتنی غرنش ۔میل ۱۶ ۔تاریخ ابن خلکان نے اس کی ہجو

کے چند فقرے نقل کئے اور وہی یہ اناد ائر ان کہ اُتنے جلے صاف ندر دندان

ہوئے جن میں اُس بدعتی کا ہزارہا سلف صالح وائمہ دین کو برا کہنا قلوب مومنین

اُس سے متنفر ہوتا علمائے وقت کا اُس کی گمراہی پہ اجماع کرنا اس کی زبان

اور حجاج ظالم کی تلوار کا سگی بہنیں ہونا تاکہ اس نے ہزاروں بے گناہوں کا

خون کیا۔ اس نے بے شمار مقبولان خدا کا بوجھ گردن پہ لیا۔ صاف صریح لکھا

ہے۔ وہ عبارت[1] حاشیہ پہ ملاحظہ ہو۔ فقیر کے نزدیک ایک حسنہ ابن حزم سے

ایسا ہوا ہے جس کے سبب قنوجی صاحب کی رائے میں اس کے سب عیب

مٹ جائیں تو بجا ہے ۔ وہ یہ کہ اس گمراہ نے برخلاف اجماع صحابہ وتابعین وکافہ

آئمہ مجتہدین نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو کفر علی الاطلاق سے

بچایا۔ کما ذکرہ الامام العلامۃ القاضی فی الشفاء تو یہ اس کا بڑا احسان ہے۔ کہ اسکی

بدولت بہت کلمات اسمعیلیہ دائرہ اسلام میں آتے جاتے ہیں اور آگے کو

بارگاہ نبوت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ میں زبان درازی لگی ہوئی جاتی ہے

[1] کان کثیر الوقوع فی العلماء المتقدمین فنفرت عنہ القلوب واستہدف الفقہاء

وقتہ فتمالؤا علی الفقصہ وردوا قولہ واجمعوا علی تضلیلہ وشنعوا علیہ وحذروا سلاطینہم الخ

اور اسی میں ابو العباس بن خریف سے منقول کان لسان ابن حزم وسیف الحجاج شقیقین

(قال) وانما قال ذلک لکثرۃ وقوعہ فی الائمۃ ۱۲ تاریخ ابن خلکان۔

سچ ہے ۔ دودھ والی گائے کی دولاتیں بھی بھلی ۔ میل ۱۷ ۔ دعوٰی کیا کہ اسماؑ
صفات الہیہ کا جن آیات و احادیث میں بیان ہے ۔ انہیں ظاہری معنے پر
رکھنا مذہب سلف کے مطابق ہے مثلاً
استوا وغیرہا کو یوہیں سمجھنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں منہ
آنکھ انگلیاں سب کچھ ہیں اور وہ اُترتا بھی ہے ۔ آتا بھی ہے ۔ تخت پر سیدھا
بیٹھا بھی ہے ۔ تعالی اللّٰہ عمایقول الظلمون علوا کبیرا ۔ پھر اس صریح دختر ما
کے ثبوت میں ملل ونحل کی ایک عبارت مطلب سے محض بیگانہ نقل کردی
حالانکہ ملل میں صاف لکھا ہے ۔ کہ سلف کے دو مذہب تھے ۔ تاویل یعنی ان
الفاظ کو ایسے معنے پر ڈھال لائیں گے ۔ جو حضرت حق تعالیٰ کے جلال
وعظمت کے شایاں ۔ دوسرا توقف یعنی اس قدر اپنا ایمان کیا اللّٰہ تعالیٰ کسی
مخلوق سے مشابہ نہیں باقی ان لفظوں کے معنے ہم کچھ نہیں جانتے پھر لکھتے

ہیں ۔ ثم ان جماعۃ من التاخرین زادوا علی ماقالت السلف فقالو راہدین اجراہا

علی ظاہرہا الی ان قال فوقعوا فی التشبیہ الصرف وذلک علی ماخلاف ما اعتقدہ
السلف الخ یعنی پھر ایک جماعت متاخر ارشاد سلف پر زیادتی کرکے بولے
ان نصوص کا ظاہر پر رکھنا ضرور ہے یہ لوگ نری تشبیہ میں پڑ گئے اور یہ عقیدہ
سلف کے خلاف ہے ۔ اور آگے چل کر تصریح کرتے ہیں کہ ظاہر پر رکھنا
مشبہہ حسویہ کا مشرب ہے ۔ قنوجی صاحب فرماتے ہیں سلف صالح کا مذہب
ہے اور پھر اُسی ملل کا حوالہ اس چراغ بکف کی دلاوری قابل آفریں ہے ۔
میل ۱۸ ۔ مولوی اسماعیل صاحب نے عصمت غیر انبیاء کا دعوٰی کیا ۔
جو روافض کے مطابق اور سنیوں کے خلاف تھا ۔ جس کی نسبت ائمہ دین
نے حکم تا بہ تکفیر پہونچایا ہے ۔ مگر حمایت آقائے طائفہ کے لئے قنوجی صاحب

کا خون جوش پر آیا بولے اس میں تو سنی نزاع نہیں کرتے ثبوت بہادری کے لئے اتنا ہی بس تھا۔ اُس پر طرہ یہ ہوا کہ شرح مسلم کی ایک عبارت بھی نقل کر دی۔ مگر اُسی طریقہ پر کہ آدھی[1] لکھ لائے اور لطف یہ کہ وہ بھی اپنے مخالف اور برابر کی آدھی جس میں صاف صریح حضرت کا رد اور ادعائے عصمت خیر انبیا کا مذہب روافض و مخالف اجماع صحابہ و اہل بیت ہونا مذکور تھا۔ پھر اس پر روشن دلائل قائم کئے تھے یہاں تک کہ آخر میں قریب بہ کفر فرما دیا تھا بالکل ہضم اس جرارت کا کچھ بھی ٹھکانا ہے۔ وہ تو قریب بہ کفر فرمائیں تم اُنہیں کے حوالہ سے مسلم اہلسنت قرار دو گستاخی معاف مجھے تو ایسے حوالہ دینا ختم الٰہی کا ثمرہ نظر آتا ہے۔ اور یہاں تو اور قیامت کی ہے بیچ عبارت میں سے جہاں انہوں نے فہم قالوا اہل البیت معصومون سے یا مذہب روافض کی نقل پھر اس کا رد شروع کیا تھا قنوجی صاحب

---

[1] صـ۸۳ پر عبارت منقولہ قنوجی بہادر یوں ہے۔ نا علم ان العصمۃ قد لطلق علی الاجتناب من الکبائر۔ الاعلاق الباطنۃ الذمیہ ولا شک فی عصمتہم بہذا المعنے لانہ لایہ تاب فیہ الاسبہ خارع ربقۃ الاسلام من عنقہ وقد لطلق علی الاجتناب عن الصغائر مع ذلک الاجتناب و نرجو ان یکونوا معصومین بہذہ العصمۃ و علی عدم صدور ذنب لا عمداولا سہوا ولا خطاء و مع ذلک عدم الوقوع فی خطاء اجتہادی فی حکم شرعی وہذا ہو محل الخلاف بیننا و بینہم فافہم انتہی اھ حالانکہ اصل عبارت وہاں سے یوں ہے۔ وہذا ہو محل الخلاف بیننا بینہم فہم قالوا اہل البیت معصومون عن ذلک کلہ من انواع الذنوب وانواع الخطاء (الی ان قال) وعندنا العصمۃ بہذا الوجہ مختصۃ بالانبیاء (ثم قال) فقد بان لک ان الاجماع القطعی الداخل فیہم اہل البیت حاکم بنان لا عصمۃ فی اہل البیت (وقال) ثم انہ اذا کان العصمۃ فیہم ثابتۃ بان یکون کلما قالوا فہو حکم اللہ تعالے قطعاً والاتباع واجب والمخالفۃ حرام فانیفی فرق بینہم وبین انبیاء بنی اسرائیل (باقی صفحہ ۴۵ پر)

سمجھے آگے تو لٹیا ہی ڈوبی جاتی ہے۔ جھٹ عبارت کو اوٹھا کر تحریف کے پتھر
پر جو دے ماریں تو ایک ہی حملہ کے تڑاق سے دو ٹکڑے۔ یعنی لفظ فہم کو فالوا سے
توڑ کر فافہم بنایا اور تحریف کی ڈبیا سے مرہم انتہی نکال کر مل دیا کہ سارا زخم بھر گیا۔
اب جو دیکھے گا۔ آپ ہی سمجھ لئے گا کہ مضمون ختم ہو چکا کیونکہ فافہم تو بات پوری ہی کر
کے لکھتے ہیں۔ اور اس انتہی نے تو انتہا ہی کر دی۔ میل ۱۹۔ وہی حضرت کا نیا
فاز کہ جس کتاب کا جواب لکھیں اوسی میں تحریف صفہ ۳۵ پر عبارت بوارق بحوالہ صہ ۱۸۴

یوں نقل کی قولہ مانند سگ و خوک ازیں جا مستفاد می شود کہ حرمت آں حرمت
جانور نیست۔ اب تو اعتراض ٹھیک ہے۔ کہ سگ و خوک برابر ہونے سے اگر مستفاد
ہوگی تو حرمت بعینہ نہ اُس کی نفی حالانکہ اُسی صہ ۱۸۴ پر عبارت بوارق یوں ہے۔

قولہ مانند سگ و خوک ازیں با مستفاد می شود کہ حرمت آں جانور حرمت بعینہ است
بھلا خصم کی مطبوع کتاب میں وہ بھی صفحہ کے حوالہ سے است کا نیست بنا کر
اعتراض جمانا کون سی حیا ہے کاش سارے بوارق کو یوں ہیں بناتے جس کی ہر نفی
کو اثبات ہر اثبات کو نفی ٹھہرا کر اُس کا خلاف فرماتے چشم ما روشن دل ماشاد
بوارق پر بہتانی اعتراض ہوتے تو ہوتے یہ حضرت تو سنی بن جاتے۔ میل ۲۰۔

(بقیہ صفحہ ۴۴ کا) وہل ہذا الاقریب الی الکفر اور مزہ یہ ہے کہ جتنی عبارت فوجی صاحب نے نقل
کی اُن کا ستیاناس اُتنی سے بھی ہو گیا۔ کہ اس قدر تو اس میں بھی صاف مذکور کہ اس عصمت
میں ہمارا اور رافضیوں کا خلاف ہے۔ وہ اہل بیت کے لئے ثابت مانتے ہیں ہم حضرات انبیاء
علیہم التحیۃ والثنا کے ساتھ خاص جانتے ہیں پھر آپ کا یہ فرمانا کہ نزاع صرف اشتراط وجوب
عصمت مصطلحہ میں ہے نفس ثبوت میں سنی بھی کلام نہیں کرتے اتنے ٹکڑے سے بھی رد ہو گیا خدا جانے
کیا بلا تھی کہ حضرت کو نافع و مضر میں تمیز نہ تھی یہ علم و فہم بوارق کا جواب لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ منہ سلمہ

فائدہ ... [illegible]

یہاں بھی وہی تنزل ادا ہے بوارق شریف میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ سے چند عبارتیں نقل فرمائیں جن میں صریح مذکور کہ محبوبان خدا سے صرف تصرف بالاستقلال منفی ہے۔ پھر صـ۸۲ پر فرمایا ومااز کبرائے او نقل کردیم کہ محذور تصرف بالاستقلال ست وبس اعادۂ آں عبارات بے فائدہ قنوجی بہادر نے عبارات کا عبارت بنایا پھر عبارات منقولہ سے ایک عبارت رجما بالغیب منتعین کرکے ابراد یکھارا کہ دیکھو اس عبارت میں تصرف بالاستقلال کی قید کہاں ہے۔ ارے تو واہ رے بہادر جیا ہو اور تمہاری سی ہم تو جانیں بات یہ ہے کہ قنوجی بہادر حق کا رد لکھ رہے ہیں اور حق آفتاب ہے۔ اس کی چمک میں آنکھیں چوندھیا جاتی ہیں۔ کہیں است کا نیست نظر آتا ہے۔ کبھی عبارات کا عبارت دکھائی دیتا ہے۔ پھر ان بے چاروں کا کیا قصور ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؎ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

گرنہ بیند بنابش خورشید ؎ شپرک را دریں چہ جرم وگناہ

مہر را گو چرا دمید چناں ؎ کہ بخشمش جہاں نمود سیاہ

میل ۲۱۔ آیۂ کریمہ ما اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر میں جو اختلاف واقع ہوا۔ محققین کے نزدیک اھل بمعنی ذبح ہے۔ اور جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیں بے شک حرام قنوجی بہادر کو یہ ثابت کرنا ضرور تھا۔ کہ اہلال بمعنے رفع صوت ہے اور جس پر غیر خدا کا نام پکار دیا سوئر ہو گیا۔ اگرچہ وقت ذبح ہزار بار تنہا ملک جبار جل جلالہ کا نام لیں اب یہ ہمت باندھی کہ تفسیروں سے اپنا مطلب ثابت کیجئے مگروہ عادت کہاں چھوٹے کہ خلاف مطلب کتر کو صریح مخالف کو موافق بنا لیں پہلے جلد میں تفسیر کبیر پر ستھا صاف ہوا اس سے نقل کیا۔ والرابع ما اُہل لغیر اللہ عند الاہلال رفع الصوت الی آخرہ ما نقل اور اس کے بعد ہی جو یہ جملہ لکھا تھا۔ وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزی محرم اللہ تعالیٰ ذلک

الگ چھوڑا وڑنچھو گویا دیکھا ہی نہ دیکھا تھا۔ میل ۲۲۔ پھر کبیر کی دوسری عبارت یوں نقل کی وما اہل بہ لغیر اللہ بہ قال الاصمعی اصلہ رفع الصوت نکل رافع صوت ثم قیل المحرم مہل ارفعہ الصوت بالتلبیۃ والذابح مہل یہاں تو خوب ہی پیٹ بھر کے قطع برید کی ہے۔ کہ اصل عبارت[1] تفسیر منقولہ حاشیہ دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ ہمارا مقصد صرف اتنا کہ مفسر نے جو لغوی تحقیق لکھی او تنا ٹکڑا نقل کر لائے۔ اور اخیر میں خاص معنے آیت میں جو بیان لکھے جن میں حضرت کا صریح خلاف تھا۔ الگ بچا گئے۔ وہ جملہ یہ ہے۔ فمعنے قولہ وما اہل بہ لغیر اللہ یعنی ما ذبح للاصنام وہو قول مجاہد والضحاک وقتادۃ وقال الربیع بن انس وابن زید یعنی ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ الخ۔ میل ۲۳۔ پھر مدارک پر توجہ کی اتنا ٹکڑا وما اہل لغیر اللہ[2] رفع بہ الصوت لغیر اللہ۔ نقل کیا اور اوسی کے جملہ نہ ہو قولہم باسم اللات والعزی جو حضرت کا کھلا رد تھا وہاں میر بجری بچا گئے۔ میل ۲۴۔ پھر بیضاوی کی طرف جھکے رفع الصوت لغیر اللہ بہ نقل کیا اور لقولہم باسم اللات والعزی عند ذبحہ اوڑا دیا۔ غرض معنے تسمیہ غیر عند الذبح جہاں نکلتے پائے اُس عبارت پر اُلٹی چھری ہی لے کر بیٹھے۔ میل ۲۵۔ صـ ۲۷۸ پر مسئلہ استعانت میں امام علامہ تقی الدین سبکی قدس سرہ العزیز پر یہ زبان درازی کی کہ انہوں نے معاذ اللہ

---

[1] قال الاصمعی الاہلال اصلہ رفع الصوت فہو مہل وقال ابن احمد یہل بالفرقد کبا تہما کی یہل الراکب المعتمر ہذا معنی الاہلال فی اللغۃ ثم قیل للمحرم مہل لرفعہ الصوت بالتلبیۃ عند الاحرام ہذا معنی الاہلال یقال اہل فلان بحجۃ او عمرۃ اے احرم بہا وذلک لانہ یرفع الصوت بالتلبیۃ عند الاحرام والذابح مہل لان العرب کانوا یسمون الاوثان عند الذبح ویرفعون اصواتہم بذکرہا فمعنی قولہ وما اہل بہ لغیر اللہ الخ ۱۲ تفسیر کبیر۔

ابن تمیہ کے عناد سے جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ اُس سے پہلے کبھی کوئی توسل بجناب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر نہ ہوا حالانکہ این دعویٰ او غلط اجماع رد کردہ است ایں را ابن امیر الحاج در شرح منیہ حضرت ہمیں تو آپ سے کچھ گلہ نہیں جو جو چاہیے فرمائیے۔ کاش عوام کے بہک جانے کا ڈر نہ ہوتا تو بار مناظرہ آپ کے سر سے اوتار کر کسی لہلہاتے جنگل میں چھوڑ آتے کہ یہاں تھوڑی دیر ٹھنڈی ہوا میں ٹہلئے اللہ اپنے غضب سے بچائے۔ شرح منیہ او دہ شرع منیہ جس میں کسی عظیم تحقیق کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ تمام عباد اللہ المخلصین سے توسل ثابت کیا ہے متعدد حدیثوں نفیس دلیلوں کو کس عمدہ پیرایہ میں جلوہ دیا ہے۔ نقل عبارت میں طول نہ ہوتا تو حاضر کرتا کہیے تو حاشیہ[1]

[1] عن عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اعمی اتٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ادع اللہ ان کشف لی عن بصری قال یا رسول اللہ قد شق علی ذہاب بصری قال فانطلق فتوضا ثم صلّ رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک ان یکشف بی عن بصری اللھم شفعہ فی وشفعنی فی نفسی فرجع وقد کشف اللہ عن بصرہ رواہ النسائی واللفظ لہ ورواہ ابن ماجۃ وابن خزیمہ فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم واخرجہ الطبرانی بقصۃ فی اولہ ولفظ الدعاء عندہ ثم قل اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبینا محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ الی ربک لتقضی حاجتی ثم الذکر حاجتک ثم قال الطبرانی بعد ذکر طرقہ والحدیث صحیح قلت ویشکل جدا ما قالہ من الحلق انہ یکرہ للرجل ان یقول فی دعائہ اللھم ان اسئلک بانبیائک ورسلک کمانہ امنزو الی ابی یوسف اللھم الا ان یقال ان ھذا مخصوص من ہذا الاطلاق ما جود السمع فیہ ولا یقاس علیہ غیرہ لانہ لیس احد (باقی صفحہ ۴۹ پر)

یہ جملے تحریر کر دوں اُس شرح خیبہ کی نسبت ایسا سچا دعویٰ آپ کی تو کیا تعریف کروں میں تو اُن آنکھوں کا قائل ہوں کہ ایسے ادعا کرتے وقت جن کے تیور تک نہیں بدلتے ؎

شوخی و فتنہ تو ہر وقت ہیں اُن آنکھوں میں ... کیوں حیا تجھ کو بھی ہے حکم کبھی آنے کا

مبیل ۲۶ ط ۱۵۶ پر حدیث دعی ہذہ و قولی ما کنت تقولین کی بحث میں لکھا شک نیست دریں کہ ترک آں سبب نسبت علم غیب است سوئے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُس کے ثبوت میں مرقاۃ کی یہ عبارت پیش کی انما منع القولہا و فینا نبی الخ لکراہۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا اللہ و انما یعلم الرسل من الغیب ما اخبر انتہی الخ حالانکہ مرقاۃ میں بعد اس کے بلافصل موجود او لکراہتہ بذکرہ فی اثناء ضرب الدف و اثناء مرثیۃ المقتلیٰ لعلو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸ کا) من المخلوقین فی درجۃ فہو اذن من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا یوضح با عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیۃ قال رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ تعالیٰ یا آدم و کیف عرفت محمدا و لم اخلقہ قال یا رب لانک لما خلقتنی بیدک و نفخت فی من روحک رفعت راسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی اما اذ اسالتنی بحقہ فقد غفرت لک ولو لا محمد ما غفرت لک وما خلقتک رواہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد لکن الحق ان فی دعوی الخصوصیۃ نظرا فان فی صحیح البخاری لئلا آخرہا افادہ رحمۃ اللہ اھ منقطا ۱۲ شرح خیبہ۔

منصب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ذلک دیکھو اس عبارت سے حضرت کا وہ
قطعی حکم کہ شک نیست کہ ہیچنیں ست سرے سے قطع ہوتا تھا۔ لہذا یہ تدبیر سوجھی
کہ اپنا حکم کیوں رد کرائیں اُس عبارت ہی کی جڑ نہ کاٹیں جو اپنی دشمن ہے۔
مبیل ۲۷۔ یہی چھل پیچ عبارت لمعات کے ساتھ برتا اتنا سونگھا یا کہ قالوا
انما منعہن عن ذلک کراہتہ ان یسند علم الغیب الیہ مطلقا ولا یعلم الغیب الا اللہ
انتہی اھ اور اتنا پٹاری میں رہنے دیا کہ اولانہ استہجن ذکرہ فی اللہو اللعب الخ۔
مبیل ۲۸ ص ۱۷۹ پر خفاجی ہے۔ نقل کیا لایجوز تشریک مشیتہ تعالیٰ سواء فی
ذلک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ پھر فرمایا ازیں ہمہ ظاہر کہ بموجب ایں
نہی تشریک در مشیت ست نہ عطف بواو موہمہ للفساد ہی الخ کیوں حضرت
آپ کو اپنی حیا کی قسم اس عبارت سے ملا ہوا یہ استثنا تو نہ دیکھا تھا کہ الا بثم
الدالۃ علی التراخی الخ یہاں خفاجی سے جی سے خفا ہو گئے کہ اپنے وہم کی پوری داد
ہوتی تھی۔ مبیل ۲۹۔ پھر کو الہ خفاجی شرح تجانی کی ایک عبارت اتنی نقل کی کہ
انما جاء النہی عن التشریک فی المشیتہ بین اللہ تعالیٰ وغیرہ لا یہامہ ان مشیتہ تعالیٰ
موقوفۃ علی مشیتہ غیرہ تعالیٰ عن ذلک اور وہی فائدہ جڑا کہ ازیں ہمہ ظاہر کہ موجب
ایں نہی تشریک در مشیت ست نہ عطف بواو مگر خدا نے خیر کی اُس سے ملی
ہوئی یہ عبارت فاذا لوخلصت المشیتہ للہ تعالیٰ جاز ان یعلق الفعل علی
لمشیتہ غیرہ مجازا ثم التی للتراخی الخ نظر نہ پڑی ورنہ حضرت کا مطلب جو خبط ہو جاتا
اب تو لوگ دیانت داری کہتے ہیں جب تو خدا ناکردہ دشمنوں کا نام عقل کی پڑیا
رکھ دیتے۔ مبیل ۳۰ ص ۱۳۲ پر شرح فقہ اکبر وغیرہ کی کچھ عبارتیں نقل کر کے
فرمایا۔ بالجملہ کتب دینیہ از منع تشبیہ در افعالیکہ فاعل آں قصد تشبیہ نکردہ د شعار
نیست ورنہ مذموم نیز مالا مال ست حالانکہ شرح فقہ اکبر میں اُسی جگہ صاف

تصریح ہے کہ ہمیں کافروں اور بری بدعت والوں کے شعار میں اُن سے مشابہت پیدا کرنا ممنوع ہے۔ نہ ہر بدعت اگرچہ مباح ہو خواہ سنیوں کا فعل ہو یا کافروں مبتدعوں کا تو مدار کا شعار پر ہے۔ والعبارۃ علی الحاشیہ[1]۔ **میل ۱۲۱** حضرات طیبہ انبیا و اولیا علیہم التحیہ والصلاۃ والثنا کے اکرام بنظر محبوبیت خدا وایصال ثواب کی نیت سے ذبیحہ کرنے کو کفر خالص ٹھہرا کر اس کی سند میں شفار شریف کی عبارت یوں نقل کی اجمع المسلمون علی انہ لایصدر الامن کافر و اذ صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ ذلک الفعل کالسجود للصنم وللشمس والقمر والصلیب والنار و کالسعی الی الکنائس والبیع مع اہلہا۔ حالانکہ اصل عبارت یہ ہے وکذلک نکفر بکل فعل اجمع المسلمون علی انہ لایصدر الامن کافر الخ یہاں اجماع مسلمین شرط حکم تھا یعنی اگر مسلمانوں کا اجماع ہو کہ ایسا فعل کافر ہی سے صادر ہوتا ہے تو اُس وقت ہم کافر کہیں گے۔ قنوجی صاحب زمانہ بھر کے چالاک سمجھے کہ عبارت شفا میں تو اس ذبیحہ کا کہیں ذکر بھی نہیں ہم اپنی سینہ زوری سے اُسے سجدہ بت و مہر و ماہ کے ساتھ لایا چاہیئے ہیں اب اگر ٹھیک ٹھیک نقل کرتے ہیں تو سارا پردہ کھل جائے گا۔ ہمارا حکم اُسی وقت صحیح ہوگا جب اُس ذبیحہ کے کافر ہی سے صدور پر اجماع مسلمین ثابت کر دیں یہ ہم سے ہزار برس بھی نہ بن پڑے گا۔ لہذا وہی شکل نہ کریں کہ قید اجماع شرطیت سے اُتر کر نفس حکم میں آجائے اور مطلب یوں ہو جائے کہ اس کے کفر پر مسلمانوں کا اجماع

[1] واما جواب بعض العلماء فی مقام الانکار علیہ بان قلنسوۃ الازکتیہ ایضا بدعۃ فلیس فی محلہ ممنوعون من التشبہ بالکفرۃ واہل البدعۃ المنکرۃ فی شعارہم لامنہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحا انکان من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ واہل البدعۃ فالمدار علی الشعار الخ ۱۲ شرح فقہ اکبر

ہے یہ کہ مسلمانوں کا اجماع ہو تو کافر کہا جائے گا۔ اگرچہ قنوجی بہادر نے صریح تحریف کی، مگر ہم یہاں اتنی بات پر انہیں داد دیتے ہیں کہ نافع ومضر میں تمیز تو فرما لی۔ اکثر جگہ تو یہ بھی نصیب دشمناں ہوتا ہے۔ خیر اب اتنا اور ارشاد ہو جائے کہ اس تقدیر پر انہ کا مرجع کیا ہے۔ اور اس ٹکڑے کے سر کہ سے عبارت خبط ہو گئی یا نہیں غرض قنوجی صاحب نے عجب عطر فشانی فرمائی کہ مذہب کی رہی سہی آبرو اور بھی خاک میں ملائی ؎

یہ عطر خاک عطر ہے مٹی کا تیل ہے ۔۔۔ ہم صاف کہتے ہیں ترے روغن میں میل ہے
مذہب کے بال اور بھی اُلجھا کے رکھدیئے ۔۔۔ چکٹا ہوا سڑا ہوا کیب کا پھیل ہے

جناب اجتہاد مآب آزادالدولہ بیقید الملک مولوی سید نذیر حسین خاں بہادر تقلید جنگ

یہ حضرت اجی یہ حضرت اے صاحب ان حضرت کو کوئی کیا جانے ماشاءاللہ چشم بد دور یہ سب سے پاک بیباک ہیں۔ یہ طائفہ بھر کی ناک ہیں دیکھو سنبھال کر کہنا کہیں مرکنسے پہلے ضغطہ نہ لگے بھلا جس بہادر کے نزدیک معاذاللہ ائمہ دین کی کچھ حقیقت نہ ہو دیکھا چاہیے کہ وہ کس بلند پایہ پر ہوگا۔ مجھ سا عاجز عاری اور حضرت کی خدمت گذاری مگر حق کلمہ گوئی جو چاہے کرائے۔ حضرت کے اجتہادات شریفہ سے اکیس[۲۱] اجتہاد تو جناب مولوی امیر احمد صاحب کے ذکر خیر میں آئیں گے۔ گیارہ[۱۱] اجتہاد ایک قلمی تحریر میں کہ درباره مجلس وقیام وفاتحہ رقم فرمائی اور حضرت کی خاص مہری ہمارے دیکھنے میں آئی عجب شان وبرگ سے جلوہ گر ہوئی۔ اولادہ ہی قول معتمد کا راگ جس کی بے ہنگامی پر طائفہ بھر راگ اٹھا چکا ہے۔ ثانیا علی بن فضل مالکی۔ ثالثا عبدالرحمٰن بن عبدالمجید مالکی کا حوالہ جن کے ناموں کا اس عبارت کے سوا کہیں پتہ نہ لگا جو قنوجی بہادر نے بنام قول معتمد نقل فرمائی۔ خیر وہ سب تصحیح نقل سے عاجز آئے

تو مجتہد بہادر سے تو اتنی امید ہے کہ جس حوالہ کا جہان میں نشان نہ ہو یہ کہیں نہ کہیں
سے بر در اجتہاد نکال ہی لائیں گے۔ اب چاہے واؤ مجہول پڑھو خواہ معروف
رابعًا اور نیا سہاگ لیجئے دعوی تو اتنا بڑا کہ قدمائے اکابر علمائے مذاہب اربع
جو بڑے نامی وگرامی وصاحب تصنیفات معتبرہ ہیں ومانع ومنکر اس عمل مولد کے
ہیں۔ اور گناتے وقت ابن حاج مالکی کے سوا بھی تین نام ارشاد ہوئے باقی
وغیرہ کے پردہ میں رہے۔ اب تو ضرور ہی مجتہد بہادر صاحب قول معتمد وغیرہ کا
نامی وگرامی صاحب تصانیف معتبرہ ہونا پھر ان سے بحوالہ کتب معتمدہ تصحیح نقل
ثابت فرما ہی دیں گے۔ شائد اغوائے عوام کے لئے جھوٹ بولنا بھی اس تیرہ صدی
کے بارہ باٹ اجتہاد کا جزو اعظم ہوگا۔ خامسًا اور بڑھ کر سنئے ان چار ناموں کو گنا
کر فرماتے ہیں۔ علی ہذ القیاس ہر زمانہ وہر طبقات میں اتنے بکثرت مانعین ہوتے
آئے ہیں کہ احصا وشمار ان کا نہایت دشوار ہے۔ نقل عبارات میں ان بزرگوار
کے ایک دفتر طویل وطومار ہونے کا یقین ہے۔ لہذا اسی قدر پر اکتفا کیا گیا۔
اف رے بہادریں تو اس دل گردہ کا قائل ہوں کہ جماہیر آئمہ معتمدین اکابر ا
اراکین وبن متین حفاظ حدیث حاملان شریعت نقار علوم نجوم ہدایت جنکی غزارت
علم وجلالت شان ورفعت مکان میں تم بھی کلام نہ کر سکو اور یہ ادنیٰ وہم موافقت
کن کن مدائح کے ساتھ ان کا دامن پکڑو جب تمہار اخصم استحسان مجلس اقدس
پر ان کے اقوال قاہرہ وارشادات ماہرہ گرد ہا گردہ وخرمنہا خرمن پیش کرے
ان کے مقابلہ کے لئے تم اور تمہارے یہاں کے سب متکلم عجز وخجالت کی ملتی
دھوپ میں جنگل بیابان ڈھونڈ ھتے نکلو قدم قدم پر گڑ گڑا گڑ گڑا کر دعا مانگتے
جاؤ اے میرے مولی ہیں تیرے قربان آخر ہم ہی تو تیرے بندے کہلاتے ہیں
تیرے کرم سے کہیں تو چار پانچ قول اگلے آئمہ کے ہمارے ہاتھ بھی لگ جائیں

اتنا کہنے کو تو ہو جائے کہ لو صاحب کیا ہمارے پاس علما نہیں آخر جب آنکھیں پتھر و ہیں تیور آجائیں ہونٹوں پر پیپڑی جم جائے پاؤں بھاری پڑ جائیں اور کہیں پتہ نہ لگے تھک کر شجرۃ الیہود تحریف کی چھاؤں پکڑو۔ اُس کے نیچے جو گرے پڑے گلے سڑے بوسیدہ پھل جھوٹے حوالوں باطل خیالوں کے ہاتھ آئیں اُن سے جھولیاں بھر لاؤ گھر آکر خوشی خوشی مجہول ناموں گمنام کتابوں کے تھالے بنا کر پودھے جماؤ اور اس ڈھیٹ سے بے چارے عوام کو یوں سبز باغ دکھاؤ لیکن ۵

اہل نظر سمجھتے ہیں جیسا یہ باغ ہے   ہر پھول پر اداسی ہے ہر پھل میں داغ ہے

بھلا خیر آپ اُن ہر زمانہ کے ہر طبقہ کے چاروں مذہب کے بے گنتی بے شمار نامی گرامی اصحاب تصانیف معتبرہ کو رکھ چھوڑیئے مہربانی فرما کر زیادہ نہ ہو سکیں تو آٹھ سات ہی آئمہ مشہورین معتمدین سے بے پھیر پھار اس عمل مبارک کا صریح منع وانکار نقول مقبولہ سے ثابت فرما دیجئے آپ کا بڑا احسان ہوگا۔ کہ یا تو آپ کے خصم ہی ہدایت پائیں گے یا آپ ہی کچھ دل میں شرمائیں گے۔ ایسے جھوٹے دعوؤں سے باز آئیں گے اللہ اکبر ع اُس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ۔

سادسا۔ اسی تحریر میں ارشاد ہوتا ہے جیسے مجلس میلاد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعت اور مکروہ ہے ویسا ہی قیام بوقت ذکر نبوی صلعم[لہ] بدعت

لہ غیبی جواب اللہ کی شان مجلس میلاد و قیام کی بدعت ٹھہرانے پر بدیں وجہ کہ قرون ثلثہ سے اُن کا ثبوت نہیں۔ اتنا زور لگا رہے تھے۔ اثنائے تحریر ہی میں غیب سے جواب ملا کہ اُسی مہری دستخطی مسئلہ میں ذکر شریف حضور پر نور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے درود لفظ صلعم تحریر فرمایا اقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجتہد بہادر آپ تو محدثات الامور سے بہت دور بھاگتے ہیں یہ تو ارشاد ہو (باقی حاشیہ صفحہ ۵۵ پر)

اور مکروہ ہے اور سند میں آنکھیں بند کر کے سیرت شامی کی عبارت پیش ہوتی ہے
اے حضرت سیرت شامی آپ نے کیا جانا کیسی سیرت شامی وہ صاعقہ بار
سیرت وہ خنجر گذار سیرت جس نے نجدیت کے پرزے اوڑا دیئے جس نے
وہابیت کے دفتر جلا دیئے ذرا خدا سے ڈر کر سیرت شامی کا نام لیا ہوتا پہلے
مذہب نو پیدا کا ننھا سا کلیجہ تھام لیا ہوتا المعظمۃ للہ دربارۂ قیام اُن کے
ایک لفظ محتمل پر جس کے معنے علامہ حلبی نے واضح کر دیئے اتنا اوچھلنا اور
اُسی مجلس اقدس کے باب میں جو اُنہوں نے دفتر کے دفتر لکھے اور کس زور و
شور محققانہ در عدد برق مدققانہ سے اُس کے عمدہ مستحبات واجلہ مستحسنات سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴ کا) کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود کی جگہ صلعم لکھنا کون سے
قرن خیر سے ثابت ہے۔ ہم آپ کا بڑا احسان مانیں گے اگر آپ سے اس مہمل لفظ بے معنی
آواز کا ثبوت کسی تابعی یا تبع التابعین سے دے دیا۔ ورنہ یقین جانئے اسے دیکھ کر کسی سنی
نے شر الامور محدثاتھا اور کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار پڑھ دیا تو بری ہی بنے گی۔ ذرا تو سمجھو
جس کے دل میں عظمت ومحبت حضور سید المحبوبین اعظم الاعظمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ
افروز ہے وہ اور خاص مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اس نالائق کتربیونت کو گوارا
کرنا معاذ اللہ درود سے تو گئے ایک حیوانی بولی مہمل کلمہ لکھ بھاگے العظمۃ للہ درود سی پیاری چیز
اتنی بار کہ پورا لفظ لکھنا ناگوار کہیں جلدی سے صلعم شلعم کچھ کہہ کر وبال ٹالیں۔ لاحول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم۔ بلکہ انصاف کرو تو ایک آدھ جگہ شانہ نہ لکھیں تو نہ لکھیں مگر نہ لکھنا اسعد کو
اس الم علم سے مبدل ومغیر کر دینا تو قیامت ہی ہے۔ بعض علمائے بروملی دام ظلہم العالی سے
فقیر نے اس کا مسئلہ پوچھا فرمایا سخت محرومی و بے برکتی ہے۔ اور عجب نہیں کہ ایسی تبدیل آیۂ
کریمۂ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم سے حصہ پائے (باقی حاشیہ صفحہ ۵۶ پر)

ہونے پر عرش تحقیق ثابت کر دیا وہاں یوں دبے پاؤں نیچی نظریں بدن چرائے نکل بھاگے جانے ہم نے دیکھا ہی نہیں اللہ رے تغافل ؎

فتنہ آنکھیں ہیں غضب شوخ ہے چلنا تیرا   کر گیا کام یہ بچ بچ کے نکلنا تیرا

سا تھا۔ طریقہ گجراتی ثامنا۔ تحفۃ العشاق سے استناد مجتہد بہادر اگر اصاغر طائفہ ایسی مجہول و نامعتبر کتابوں سے سند لائے تو آپ کو کیا لائق تھا۔ کہ اُن کے ساتھ پیئے بن جایئے آپ کی غیرت تو ابو حنیفہ و شافی کو بھی کسی گنتی شمار میں نہیں رکھتی (پھر تعجب ہے کہ ایسے کم مرتبہ لوگوں کا دامن پکڑیئے اُنہیں اپنا متبوع و مستند ٹھہرایئے۔ تاسعًا اور نیا نسخہ سینے منع قیام پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵ کا) انتہی کلام الشریف مجتہد بہادر محدثی پر جان دیتے ہو۔ اگلے محدثوں کا ثواب نو سیکھو اُن خادمان مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کبھی بھی قرأت و تحدیث و کتابت حدیث میں باوجود ہزاراں بار اعادہ کے درود شریف معاذ اللہ بار نہ ہوتا تھا۔ بلکہ باوجود اس درجہ احتیاط کامل کے کہ اپنی طرف سے حدیث یا کتاب میں کوئی لفظ نہ بڑھنے پائے۔ علما تصریح فرماتے ہیں کہ درود اگرچہ اصل منقول عنہ میں نہ لکھا ہو لکھے اور اگرچہ اصل کتاب میں نہ ہو پڑھے اور اس سے غفلت کرنے والا خیر عظیم و فضل جسیم سے محروم ہے۔ قال الامام النووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی مقدمۃ شرح صحیح مسلم یستحب لکاتب الحدیث ان یکتب اذا مر بذکر اللہ عزوجل او ما اشبہ ذلک وکذلک یکتب عند ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکمالہا لا رامزا الیہا ولا مقتصرا علی احدہما ویقول فی الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ویکتب کل ہذا وان لم یکن مکتوبا فی الاصل الذی ینقل منہ فان ہذا لیس روایۃ وانما ہو دعاء وینبغی القاری ان یقرء کل ما ذکرنا وان لم یکن مذکورا فی الاصل الذی یقرء منہ ولا یسأم من تکرر ذلک ومن غفل ہذا حرم خیرا عظیما وفوت فضلا جسیما اھ ملخصاً ۱۲ منہ

عبارت مرقاۃ الصعود سے کہ زیر حدیث قوموا الی سیدکم مذکور ہے استدلال کیا قطع نظر اس سے کہ وہ عبارت مدعائے حضرت سے کتنا علاقہ رکھتی ہے۔ مزہ تو اس لطف نے دیا ہے کہ اتنے جملے سے نقل فرمائی کہ نازع فیہم طائفۃ منہم ابن الحاج یعنی اس حدیث کے دربارۂ قیام وارد ہونے پر ایک طائفہ نے کہ ابن حاج بھی اُن میں ہیں منازعت کی اور اوپر سے جہاں انہوں نے فرمایا تھا کہ اس حدیث سے امام بخاری و امام مسلم و امام ابوداؤد مشروعیت قیام تعظیمی پر سند لائے اور امام مسلم نے فرمایا میں دربارۂ قیام اس سے زیادہ صحیح حدیث نہیں پاتا۔ صاف اُڑا گئے جناب من اصل عبارت یوں ہے احتج بہ المصنف والبخاری ومسلم علی مشروعیۃ القیام قال مسلم لا اعلم فی قیام الرجل للرجل حدیثا اصح من ہذا اُس کے بعد وہ آپ کا پارچۂ منقول یعنی ونازعہ فیہ طائفۃ الخ آپ تو حد بھر کے چالاک سمجھے کہ کجا ابن حاج و دیگر بعض متاخرین اور کجا بخاری و مسلم و ابوداؤد و اکابر آئمہ و اجلۂ محدثین نقل کامل کریں گے تو مطلب جو ناقص رہ جائے گا۔ مگر سخت حیرت ہے۔ کہ آپ جیسا مجتہد بے خوف و خطر اور بخاری مسلم ابوداؤد کے نام سے اتنا ڈر غرض ہیں تو اس صفائی کا قائل ہوں کہ دم استناد ذکر مخالف کا سایہ نہیں پڑنے دیتے اول آخر درمیان کہیں ہو الگ کتر جاتے ہیں۔ عاشراً مسئلہ فاتحہ میں سوال سائل پر چھ سات قیدیں اپنی طرف سے بڑھا کر گداز طبیعت استناد کے لئے لہرائی سر دست نصاب الاحتساب یاد آئی ٹھنڈے اجتہاد کی ترنگ میں اتنا تو نقل کرتے چلے گئے۔ ان معرفا لقوم فی صف النعال ویقرؤ بعد الختم آیۃ من اخلاص ثلثا ومن الفاتحۃ مرۃ وہو قائم والناس قعود انہ بدعۃ ولم ینقل ہذا الصنیع من السلف آگے جو آنکھ کھول کر دیکھیں تو سارا مطلب ہاتھ سے جاتا ہے۔ اب تو نشہ ہرن ہوئے

جھٹ انتہی کہہ کر چوکڑی بھر گئے حضرت من اول تو اتنے ہی ٹکڑے سے اجتہاد کے بھوکوں کا کیا بھلا ہوا۔ یہاں تو یہ ذکر ہے کہ ختم کے بعد لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ایک شخص جوتیوں کی صف میں جا کر کھڑا ہوتا ہے۔ اور وہاں سورۃ فاتحہ و پڑھتا ہے یہ رسم بدعت ہے سو اس سے اور فاتحہ متنازع فیہا سے کیا علاقہ۔ ثانیاً۔ آگے چل کر تو انہوں نے علت ممانعت صاف کھول دی کہ فرماتے ہیں کیوں نہ بدعت ہو حالانکہ اس میں قرآن عظیم کی بے ادبی ہے قاری قرآن کی تعظیم چاہیئے نہ کہ رؤسا اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہیں۔ وہ غلاموں کی طرح صف نعلین کھڑا ہو اشل نماز ہاتھ باندھے ہے منہ رئیسوں سے نہ پھر جائے اگرچہ قبلہ کو پیٹھ ہو اب حکم کا منتظر ہے۔ جب اُدھر سے اشارہ ہوا رکوع کی قدر جھک کر آداب بجا لایا اور فاتحہ و اخلاص پڑھنا شروع کیا پھر اس پر اجرت لینا دوسری بدعت ہے۔ تاریکی بر تاریکی (اصل عبارت[1] حاشیہ پر ملاحظہ ہو) کہیئے اب کچھ بھی پتا لگا رہا۔ آپ کی اس سند کا یا یہ خرافات جو علت منع ہیں فاتحہ مسئولہ میں بھی بتا دیجئے گا۔ غضب کیا ہے جہاں سوال سائل پر اُٹھی قیدیں بڑھائی نہیں یہ بھی زیادہ کر دیتے دلیل و دعوے

---

[1] السابع عشر وهو ان معرفا بقوم رالے قوله) ولم ينقل هذا الصنيع من السلف ومن ادعى فعليه البيان كيف وفيه استهانة بالقرآن لان قاريه فى حالة القرأة يشبه بانه يخدم الصدور والحضور فى ذلك المسجد لا يرى كيف نتوجه اليهم سواء كان قفاه فى جهة القبلة اولا وكيف ياخذ بيديه ويضعهما موضع الوضع فى الصلاة وينتظر امر الصدور الذين فى المجلس. لهذا الصنيع فاذا امره يركع لخدمة معهودة بين هولاء المغرورين بالجاه ثم انه ياخذ على قرأته اجرا من اولياء لان الاستاذ كالمعقود وانه بدعة اخرى ظلمات بعضها فوق بعض اهـ

نصاب الاحتساب ۱۲۔

تو منطبق کر لینے رہا یہ کہ لوگ عیار کہتے سو اب کیا چھوڑ دیں گے یہ کیا تھوڑی عیاری ہے کہ سراسر بیگانہ عبارت سے سند لایئے۔ جب راز کھلتا نظر آیا فوراً گستر کرانتہی لکھ جایئے۔ جانے عبارت اتنی ہی ہے۔ اب آگے کوئی نہ دیکھنا خیر یہ دس لطف تو کچھ نئے نہ تھے۔ گیارھواں اجتہاد تازہ ایجاد ہے مسئلہ فاتحہ میں قیل و قال اور مائتہ مسائل سے استدلال آج تک کسی عاقل نے بھی نزاعی مسئلہ میں ایسی سند پیش کی ہوگی انصاف سے کہنا یہ حرکت کچھ بھی اس سے کم ہے۔ کہ کسی شیعہ صاحب سے مباحثہ ہو اور وہ حضرت سند میں کافی کلینی پیش کریں آخر ان سے یہی کہا جائے گا۔ کہ صاحبزادے تمہارا خصم کافی کو حق مانے تو تم سے بحث ہی کاہے پر کرے اس حرکت سے تو خوب ہی روشن ہو گیا کہ آپ ممانعت فاتحہ کسی معتبر کتاب سے ثابت نہ کر سکے۔ اور یہ بھی نہ چاہا کہ بالکل بے سند ٹال جائیں فقط ایک بے وقت کی اوران گھائی پر اکتفا فرمائیں۔ مجبور ہو کر آنکھیں بند کر کے جو ٹٹولا تو مائۃ مسائل ہاتھ پڑی رو میں روا باشد اجتہاد کے زور میں اوسی کی سند ہانک گئے۔ غرض وہاں تو جوا دا ہے زمانہ سے نرالی جو طرز ہے ہے دل چھیننے والی ہے

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می بگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

بعض اکابر علما علیہم اللہ تعالیٰ اس تحریر کی کچھ مدح دستا پیش تحریر فرمائیں گے خدا نے چاہا تو وہ بھی جلد ہدیہ ناظرین ہوتی ہے۔ میں نے بشرائے عاجلہ کی طرح یہ چند خوبیاں اوس سے التقاط کر کے نذر سرکار اجتہاد مدار کیں۔ آگے چلئے اکیس[۲۱] اور گیارہ[۱۱] بتیس[۳۲] اب بعض اجتہادات خاصہ بھی میں لیجیے۔

اجتہاد ۳۳۔ حضرت کو ہم مسلمانوں کے حضور پر نور مولائے مبارک تاجدار بارگاہ ورفعنا لک ذکرک ۝ افضل صلوات اللہ وتسلیماتہ علیہ وعلی ذریاتہ

کا معجزہ دائمہ باقیہ قدم اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو ناگوار طبع آزادی شعار ہوا اپنا ہم نجد اس کے رد میں ایک رسالہ مسمٰی بہ دلیل المحکم فی نفی اثر القدم لکھا حق تو یہ ہے کہ مجتہد صاحب کی چھاتی سراہا چاہئے۔ معجزہ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے مٹانے میں اپنی طرف سے تو کمی نہ کی دیانت امانت جو کچھ بن پڑی اٹھا نہ رکھی پھر خدا ہی پنجہ نہ جمنے دے۔ تو بے چارے بے بس ہیں اتنا کیا تھوڑا ہے

کہ صحا[1] میں جان پر کھیل تو فرما دیا۔ وجود ایں در کتب حدیث و تاریخ اصلا نیست کیوں حضرت تصانیف وارشادات حضرات عالیات۔ امام حافظ رزین صاحب صحاح و امام حافظ ابن سبع۔ و امام علامہ ابن الجوزی حنبلی۔ و امام علامہ سبکی۔ و امام علامہ سند المحدثین ابن حجر عسقلانی۔ و امام محدث ابن حجر مکی۔ و امام علامہ خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی۔ و امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی فاضل محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی۔ و فاضل محقق شہاب الدین خفاجی حنفی۔ و علی بن برہان الدین صاحب سیرت انسان العیون۔ و حافظ محمد بن احمد متولی شافعی۔ و حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی۔ و حافظ عبد اللہ دمشقی حنفی صاحب موارد الانوار۔ و ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بوصیری۔ و شیخ محقق مولٰنا عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم آئمہ دین و نقاد محدثین و اکابر علمائے مذاہب اربعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن سے آپ کے خصموں نے نقول قاہرہ ذکر کیں اور آپ اُن کے جواب سے عہدہ برانہ ہوئے۔ آپ کے نزدیک صالح اعتماد نہیں یا ایسے

---

[1] سبحان من لا ینسی الی السیوطی سہا فقال کما بعض کتبہ ما قال مع انہ رحمہ اللہ ھو المورد لہ فی کتاب الخصائص وان نقل لہ عن الامام رزین صاحب الصحاح وتفصیل المقام فی نسیم الریاض للعلامۃ الخفاجی وغیرہ کذا افید ۱۲ صنہ

کھلے سچ پر قرآن و حدیث میں جو سخت وعیدیں جانگزا تہدیدیں جگر ہلا رہی ہیں مطلقاً
یاد نہیں اذا لم تستحی فاصنع ماشئت ع باحیا باش وانچہ خواہی کن اجتہاد
پھر حضرت کے مرغ دیانت نے منقار امانت سے یوں افترا کا انڈہ کھٹکا کہ قاضی
بیضاوی نے اپنی تفسیر میں زیر آیہ کریمہ فیہ ایت بینت مقام ابراھیم پتھر پر
نقش قدم بننے اور پاؤں اُس کے اندر بیٹھ جانے اور زمان دراز تک اُس کا اثر باقی
رہنے کو سیدنا ابرہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم کا خاصہ گنا ہے۔ یعنی پھر خاصہ
تو وہی ہے جو غیر میں نہ پایا جائے۔ **اجتہاد ۳۵**۔ یہی گل تفسیر حسینی کی بابت ادگلے
اجتہاد ۲۶۔ یہی جوہر حوالہ تفسیر جواہر میں دکھائے مجتہد صاحب کو اپنے اجتہاد
کی قسم سچ سچ فرما دیں کہ ان تفسیروں میں دیکھ کر ایسا صدق بگھارا ہے۔ یا یوہیں
فرضی اجتہاد کی وہمی دیگچی میں خیالی پلاؤ پکایا ہے۔ بل بے دلاوری اے دلیر
مشہور کتابوں میں یہ غضب کا اندھیر جس بات کی اُن میں بو بھی نہ ہو۔ بے تکلف
نسبت فرمائیں اور بناوٹ کے رعب سے منہ تنگ نہ بنائیں تینوں عبارتیں[1] حاشیہ

---

[1] مقام ابرھیم مبتدا محذوف خبرہ اے منہا مقام ابرہیم او بدل من آیات بدل البعض
من الکل وقیل عطف بیان علی ان المراد بالآیات اثر القدم فی الصخرۃ الصماء وغوصہا فیہا الی
الکعبین وتخصیصہا بہذہ الالانۃ من بین الصخر وابقاؤہ دون سائر الآثار من الانبیاء وحفظہ
مع کثرۃ اعداۂ الوف سنۃ اھ تفسیر بیضاوی فیہ دریں خانہ با احترام آیت بنیت نشانہائے
روشن ست یکے ازانہا مقام ابرہیم وآن سنگے ست کہ اثر قدم خلیل الرحمن علیہ الصلاۃ والسلام
برآن بود وآن یک آیت ست بلکہ چہار آیت اول تاثیر ان سنگ از قدم ابرہیم دوم غوص قدم
آنحضرت درو تا کعبین سوم بقائے بر آن رقم مدت متمادیہ چہارم محفوظ ماندن آن سنگ باوجود
کثرت اعادی وآیت دیگرے من دخلہ کان امنا اھ ملخصاً (باقی حاشیہ صفحہ ۶۲ پر)

پر منقول کوئی ایماندار انہیں دیکھ کر کہدے کہ مجتہد صاحب نے مکھی جیتی تناول فرمائی یا مردہ۔ اجتہاد ۷ ۳۳۔ وہی قنوجی صاحب کی تقلید آدھی نقل آدھی نقل

منیح مکیہ سے اتنا ٹکڑا لکھ لائے۔ ثم ہذا الذی ذکرہ الناظم وغیرہ ممن تکلم علی الخصائص لکن بلا سند مگر اتنی شرم کی کہ قنوجی بہادر کی طرح انتہی نہ لکھا الی آخر کے پردہ میں رکھا کیوں صاحب وہ آخر جسے آپ نوشجان فرما گئے آپ کے خلاف تو نہ تھا۔ بھلا ہم سے اوڑتے ہو۔ وہ آخر یہ ہے اصل عبارت تو حاشیہ پر ملاحظہ ہو۔ یہاں خلاصہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱کا) تفسیر حسینی۔ مقام ابراہیم نہ یک آیت بلکہ پنج آیت ست اول اثر قدم خلیل علیہ الصلاۃ والسلام در آن صخرۂ صماکہ سنگ تراشان باوذات الماس اندک نقش بر آن نتوانند انگیخت دوم غوص کردن قدم آن حضرت تا کعبین دران بے آنکہ خللے بقدم مبارک وے رسیدہ باشد۔ سوم متاثر شدن از میان صخور و آن جز بہ حکمت از حکمتہائے ربانی نبودہ چہارم باقی ماندن رقم آن قدم بہ صفحات ایام دون سائر ایات الانبیاء پنجم محفوظ بودن آن سنگ چندین سال با وجود کثرت اعادی از اہل عناد وجدال الخ تفسیر جواہر ۱۲ منہ سلمہ ۱ وعبارۃ الجلال السیوطی فی خصہ خصہ دہما اوردہ رزین صاحب الصحاح فی خصائصہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا وطی علی الصخر اثر فیہ وذکر الحافظ التبریزی الحنبلی تلمیذ ابن القیم ذلک فی خصائصہ فقال واما الانۃ الحدید لداؤد علیہ الصلاۃ والسلام فان الانۃ الحدید معروفۃ بالنار وقد الان اللہ تعالیٰ الحجارۃ لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یعرف لین الحجارۃ بالنار ولا غیرہا وہذا ابلغ ثم قال واعجب من ہذا انہ کان اذا مشے علی الصخر لانت بحت اقدامہ واذا مشے علی الرمل لا یوثر فیہ بری للعادۃ الجاریۃ وقال فی اول کتابہ ونحن نذکر ما نقل عن کل نبی من المعجزات وما ثبت لنبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الخصائص وما لہ من الفضائل والفواضل ۱۲ منہ سلمہ

سنئے فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی کی عبارت خصائص میں یوں ہے کہ رزین صاحب صحاح نے اپنے خصائص میں وارد کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب پتھر پر چلتے اُس میں نشان ہو جاتا۔ اور حافظ الحدیث تبریزی حنبلی شاگرد ابن قیم نے بھی اسے اپنی خصائص میں ذکر کیا۔ کہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لوہا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پتھر نرم ہونا بیان کر کے لکھتے کہ اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پتھر پر چلتے نرم ہوجاتا اور ریت پر نشان قدم نہ بنتا بطریق معجزہ اور ان حافظ نے اپنی اس کتاب کے شروع میں لکھا ہے کہ ہم اس میں وہ معجزات ذکر کریں گے جو تمام انبیاء سے منقول ہوئے اور وہ خصائص وفضائل وفواضل جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہوئے انتہی یہاں تو یہ معجزہ امام علامہ سیوطی و امام رزین صاحب صحاح و حافظ تبریزی سے منقول تھا۔ آپ بھلا اسے کیوں نقل کرتے۔ کوئی عاقل بھی اپنے پاؤں میں آپ تیشہ مارتا ہے۔ اور مزہ یہ ہے۔ کہ مجتہد صاحب بہادر نے مثبت پر اعتراض کے لئے یہ عبارت[ل] نقل کی تھی۔ کہ اتنی مخالف جان کو چھوڑ گئے۔ اور خود ہی بقیہ عبارت سے اپنے خلاف کا دفتر الگ کتر لیا سہ

یہ نہ سمجھے ہائے یہ آغاز بد انجام ہے — میری رسوائی نہیں اُن کا بھی تو آخر نام ہے

[ل] حالانکہ مثبت پر یہ الزام بھی محض دریدہ دہنی تھا۔ قطع نظر اور علمی مباحث کے کاش اتنا ہی دیکھ لیتے کہ جب علامہ ابن حجر نے ایک کلمہ ایسا لکھ کر جس سے بوئے تضعیف آتی تھی۔ پھر بحوالہ امام علامہ خاتم الحفاظ امام رزین صاحب صحاح پھر حافظ الحدیث تبریزی کا بالجزم ذکر فرمانا بیان کر دیا تو اس تضعیف کی عمدہ طور پر تلافی ہو گئی وہا فی حاشیہ ۶۵ پر)

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون ۞ یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون مالا تفعلون ۞ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون ۞ اجتہاد ۸۳۔ رسالا افضل البضاعۃ ہیں تو بضاعت دیانت خوب ہی یہ سر بازار آئی متاع امانت بے خوف وخطر ڈھڑی ڈھڑی کرکے لٹائی کلام تقویۃ الایمان کی تصحیح کو ایک عبارت تفسیر نیشاپوری سے نقل فرمائی جس میں یہ لفظ ہیں۔ لدلالۃ سائر الآیات لقولہ تعالیٰ ومن یعمل سوءیجزبہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ علی انہ یوصل الجزاء الی المستحقین البتۃ جب تحریف کا نشان خوب بندھ چکا تو اُس پر فائدہ کا پھر برا یوں اوڑا پس ازیں تفسیر ہم واضح می شود کہ ایصال جزائے سوئے مستحقین البتہ خواہد شد وچہ بلفظ البتہ کہ دلالت بر قطعیت میدارد ذکر کردہ الخ۔ حالانکہ وہ مفسر اس عبارت کو دیں تصریح کرتے ہیں کہ قول مذکور مذہب معتزلہ ہے۔ سنیوں کے عقیدہ میں بحکم قرآن عزیز شرک کے سوا ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ وھذا النصہ ہذا عند المعتزلۃ وعند الاشاعرۃ کل الذنوب تحتمل العفو الا الشرک لقولہ تعالیٰ یغفر مادون ذلک لمن یشاء الخ مجتہد بہادر نے سنیوں کا مذہب چھوڑ معتزلہ کا قول لے سنیوں کی طرف سے جو بہ نص قرآن اُن کا رد مذکور تھا۔ الگ اوڑا جھٹ مذہب مردود کو تفسیر کی طرف نسبت کردیا۔ اللہ رے حیا وجرأت مجتہد بہادر گُن مانو تو ہم تمہارے نفع کی ایک سہل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳ کا) پھر اس سے چھوڑ جانا مثبت کو کیا مضر ہوا۔ جناب عالی مخالف قول کو ہضم کر جانا تو وہ ہے جو ہیں آپ سے صادر ہوا کہ تضعیف نقل اور نلاقی نقل ذرا تو خدا سے ڈر کر بات کیا کرو۔ ۱۲ منہ سلمہ۔

تدبیر تمہارے موافق مزاج بتائیں آجکل سلطنت کا رنگ دیکھ کر ایک دفعہ گھبرا کر چلا اوٹھو کہ عیسیٰ مسیح معاذ اللہ خدا ہیں کیوں قرآن میں نہیں لکھا ہے ان اللہ ھو المسیح بن مریم بس ذرا اتنا کیجیو کہ اوپر سے لقد کفر الذین قالوا نہ دیکھنا اور آگے جو قل فمن یملک من اللہ شیئا الایہ اُس کا رد ارشاد ہوا ہے۔ ادھر کی آنکھ بند کر لینا وہاں بات ہی کتنی ہے ایک جہانولی ہیں تو وایسے نیارے ہیں اور آخر پرانے لوگ کہہ ہی گئے ہیں ع دوڑے سارے کو کبھی آدھی نہ انسان چھوڑ کر اجتہاد ۳۹ ہ

خدا کی شان قہاری تو دیکھو پرانوں کی حیاداری تو دیکھو

مسلمانو آنا سننے کا ماجرا ہے۔ مشتاق دوڑنا مزے کا تماشا ہے پرانے پرانے اولٹے منہ دودھ ڈالتے ہیں۔ سیانے سیانے بھولی ادائیں نکالتے ہیں۔ اجتہاد کے دور میں سہالگ آیا چچا بھتیجی کا گنٹھ جوڑا لایا۔ سہ گھڑی سے شادی رچی ہے۔ مبارک سلامت کی دھوم مچی ہے۔ بھتیجی الگ سمٹی بیٹھی ہے۔ چچا جمد اشرم کی گٹھری ہے۔ اجتہاد والے دل بڑھانے پر تیار ہیں۔ کہ ہاں بسم اللہ ہم ذمہ دار ہیں۔ آہ وہ فتوے جس نے یہ قیامت توڑی آہ وہ مفتی جس نے یوں دیانت چھوڑی ہائے وہ اجتہاد جس نے دین تک ڈبو دیا۔ ہائے وہ مجتہد جس نے یہ بس بو دیا۔ ہم نے وہ اصل مہری فتوے اسی شہر میں بچشم خود دیکھا۔ یہاں التقاطا منقول ہوتا ہے دیکھئے کون کون معقول ہوتا ہے۔

مجتہد صاحب کا پاکیزہ خیال کہ دودھ کے چچا کو بھتیجی حلال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ ما قولہم رحمہم اللہ دربن مسئلہ کہ نکاح پسر

مرضعہ غیر مشارک رضیع با بنت رضیع جائز ست یا نہ بینوا توجروا الجواب

در صورت مسئولہ نکاح پسر مرضعہ با بنت رضیع کہ غیر مشارک پسر مرضعہ ست

جائز ست زیرا کہ درمیان پسر و بنت مذکورین قرابت محرمہ نیست الخ فقط محمد

عالم علی عفیہ عنہ فی التحقیقت چون از جانب مرضعہ و شوہرش ہمہ قوم بر رضیع

حرام ست واز جانب رضیع حرمت مخصوص بفروع رضیع و زوجان ست

ہمچنان کہ ازین عبارت مختصر الوقایہ ہویدا است فیحرمان مع فوعہما علیہ کالنسب

و فروعہ والزوجان پس در ماورائے آن مثل ابن مرضعہ و بنت رضیع کہ در

حرمت مذکورہ داخل نیست نکاح بینہما جائز ست کتبہ العبد الاثیم محمد

عبد الحکیم عفی عنہ۔

الجواب صحیح — سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱ — صح الجواب — سید زین شرف شریفین حسین ۱۲۹۳ لہ

الجواب صحیح والمجیب مصیب — بہ طفیل نبی الٰہی بخش ۱۲۹۲ لہ

اصاب من اجاب — سید احمد حسن ۱۲۸۹

الامر کذلک — محمد عبد الحکیم ۱۲۹۱ لہ

لہ لطیفہ مجتہد صاحب کا سلیقہ اس مہر کے سجع ہی سے ہویدا ہے۔ شرف بفتحتین کو مشرف بسکون را باندھا ہے۔ کہیے آپ کو سجع کہدوانا ہی کیا ضرور تھا۔ یا خواہ مخواہ واقعول کو ہنسوانا ہی منظور تھا ۱۲ لکاتبہ۔ لہ یہ چاروں صاحب حضرت کے متعلقین مولوی شریف حسین صاحب تو صاحبزادہ شریف ہیں اور باقی مستفیدان مجلس لطیف مجتہد صاحب نے ان کی بھی راہ ماری ۱۲ لکاتبہ

صد آفرین اس علم وفہم پر۔ اور ہزار تف اس اجتہادی وہم پر کیوں مسلمانو علم و تحقیق اسی کا نام ہے۔ اجتہاد کرنا ایسوں ہی کا کام ہے۔ یہ منہ اور ائمہ پر الزام یہ صورت اور اتنے مینگے دام انا للہ وانا الیہ راجعون اب تو ان سے یہ کہتے بھی شرم آتی ہے کہ حضرت اگر آپ کو فقہ سے عداوت تھی صحاح ستہ سے کیا نفرت تھی ہا جب اجتہاد کی لہریں آتی ہیں بخاری ومسلم بہہ جاتی ہیں ایمان سے کہنا اب یہ خدا پر افترا تو نہ ٹھہرا ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ٥ مقلد بے چاروں کی دوڑ ہی کتب فقہ تک پھر کسی کو علم کم کسی کی سمجھ موٹی کسی کی ادھر توجہ تھوڑی وہ بھی ایسی بیبا کیوں میں معذور نہیں رہ سکتے مزاج تو ان مجتہدوں کا پوچھا چاہیئے یہ کیوں ایسی ٹھوکریں کھاتے ہیں حرام قطعی کو حلال ٹھہراتے ہیں ع آدمیان گم شدند ملک گرفت اجتہاد لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سچ فرمایا حضور عالم ما کان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ شرمگاہ زن کو حلال ٹھہرائیں گے آخر اس حلال ٹھہرانے نے یہاں تک سر اٹھایا ہیہات ہیہات اگر اجتہاد کا یہی زور ہے۔ تو ابھی کیا ہوا ہے آج دودھ کی بھتیجی جائز ہوئی کل نسب کی بھتیجی روا ہو جائے گی پرسوں حقیقی بیٹی کی باری آئے گی ؎

گر ہمیں مفتی وہمیں فتوے — دخترت دمادر حلال خواہد شد

اجتہاد ٥ ہم جب بعض علمائے بیبلی دام مجدہم العالی نے اس مسئلہ میں حضرت کی مزاج پرسی چاہی سوتے سے چونک پڑے اب سوچے یہ کیا ہو گیا۔ بغلیں کو بہت جھانکیں آخر الامر جھکے اقرار کرتے بنی خود ہی دوسرا فتویٰ تحریر میں لکھا۔ اب صحاح ستہ یاد آگئیں مسند احمد وصحیح بخاری وصحیح مسلم ودیگر صحاح

وشرح السنۃ و مرقاۃ علی قاری وشرح مشکوۃ طیبی و مستخلص شرح کنز وغیرہا
کتب حدیث و فقہ سے حرمت نکالی کہئے پہلے اجتہاد کے وقت یہ کتابیں
کدھر گئی تھیں۔ خیر اتنی بات پر شکر کرنا چاہیئے کہ مجتہد صاحب نے مہربانی فرما
کر دو چھوٹی بڑائی بھوئیں بال چھڑا دیں۔ مگر اجتہاد پیشین سے جو معذرت فرمائی
اس میں پھر عذر بدتر از گناہ کی ٹھہرائی فرماتے ہیں۔ وقبل ازیں بر نشتوائے مولوی
عالم علی صاحب کہ در حلت آں نوشتہ بودند بر اعتماد ایشاں بنظر سرسری مہر
من کردہ شد الخ **اقول** اس کردہ شد کے لطف کو تو دیکھئے کردہ بودم کہتے
لاج آتی ہے جانے اس وقت یہ سوتے تھے کسی اور نے اُن کی مہر کر دی
ہائے قحط الضاف کوئی اتنا نہیں کہ حضرت سے پوچھے کیوں صاحب ابو
حنیفہ شافعی کی یہ بے اعتباری اور مولوی عالم علی پر ایسا اعتماد اُن کا مقلد
تو مشرک ٹھہرے آپ ان کی تقلید کر کے بیدین بھی نہ ہوئے جنہیں حضرات
ائمہ کی خاک پا سے بھی نسبت نہیں مجتہد بن کر ایسا عذر کرتے شرم نہ آئی
معتمد امسائل شرعیہ میں زید وعمرو پر اعتماد کیا یہ خود اپنی بددیانتی کا صریح اقرار
ہے۔ شاید وجہ یہ ہو کہ معاذاللہ حضرات ائمہ نہ مولوی اسحاق کے شاگرد تھے۔
نہ تقویۃ الایمان کے مداح لہذا اُن پر اعتماد شرک ٹھہرا اور ان پر توکل مباح
بھلا یوں ہی سہی ان پر بھروسا کر کے بھیجی تو حلال کرنی امام اعظم کی تقلید بھی
کر لوگے کہ شاید ان بے چاروں نے تو عمر بھر سوا تقلید کے دم نہ مارا اس میں
ان کا اعتبار کدھر سدھارا۔ اجتہاد اہم۔ دوسرا لفظ کہ بنظر سرسری مہر من
کردہ شد اُس سے بدتر اور مجتہد صاحب کی دینداری کا پورا مرثیہ۔ ادخود سر
خود پسند حلال وحرام خصوصًا امر نکاح میں لاابالی نگاہ کس مسلمان کا شیوہ ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجرؤکم علی الفتیا

اجرؤکم علی النار جو تم میں فتوے پر زیادہ بیباک ہے آتش جہنم پر زیادہ جرأت ناک ہے ائمہ دین نے ایسے شخص کی نسبت جو سخت سخت احکام لکھے انہیں نقل کروں تو طول کا طول ہو ادھر آپ کی نازک طبیعت جدا ملول ہو لہذا آپ ہی کے سر انصاف رکھتا ہوں کہ جیسے آنکھیں بند کرکے وہ فتوئی تصدیق فرمایا ذرا جی کڑا کرکے ان سوالوں کا جواب بھی لکھ دیجئے۔ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننه للناس ولا تکتمونه بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ما قولہم ھداہم اللہ تعالیٰ ان مسائل میں اول امر دین واحکام شریعت خصوصاً مسائل حلت وحرمت علی الخصوص احکام فروج میں بے غور وتامل بزنگاہ سرسری جو منہ پر آئے بک دینا حرام قطعی وگناہ عظیم ہے یا نہیں۔ ثانی ایسے معاملوں اور نازک مسئلوں میں باوجود دعوئی علم و فضل وفقاہت وتحدیث بلکہ ادعائے اجتہاد وتحریم تقلید ہر کس وناکس پر اعتماد جرم قبیح وظلم فضیح ہے یا نہیں۔ ثالث جو مفتی ایسا کرے اس قول مسائل شرع میں قابل اعتبار ہوگا بحکم افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ضال مضل سمجھ کر اس کا فتوئی اسی کے منہ پر مارا جائے گا۔ رابع رضاعی چچا کو بھتیجی حلال کہنا ایسی ہی خطا ہے جیسے علمائے دین وائمہ مجتہدین سے بعد بذل وسع وکمال جہد براہ بشریت واقع ہو جاتی ہے۔ یا ان باتوں میں سے ہے جو شرابی شہد سے چھ بوتلیں چڑھا کر بکتے بہکتے ہیں۔ خامس توبہ کے یہ معنے کہ اپنے گناہ کا اقرار کیجئے جھوٹے عذروں کی آڑ نہ لیجئے یا یہ کہ زبان سے کہئے ہم توبہ کرتے ہیں اور اسی زبان میں بیہودہ وجوہ سے اپنی بے قصوری ثابت کرتے جائیے گناہ کی معذرت میں اور گناہوں کا التزام فرمائیے۔

بینوا توجروا حضرت یہ تو بڑے مزے کی توبہ ہے کہ آپ تو اپنے

اتنے بڑے گناہ قصدی وکبیرہ عمدی کو ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا میں داخل سمجھیں اور اُلٹے آپ پر مواخذہ کرنے والے ہی سخت گبرد متعصب ٹھہریں ؎

جفا کے بعد وہ اچھے ڈرے قہر الٰہی سے
مجھے کہتے ہیں جلدی توبہ کیجئے دادخواہی سے

(تنبیہ نبیہ) مجتہد بہادر خدا کو مان کے ہوش میں آؤ اس قدر جامہ سے باہر نہ ہوئے جاؤ۔ یقین جانو یہ انہیں گستاخیوں کی پھٹکار ہے جو تم حضرات ائمہ دین کی جناب میں کرتے ہو۔ اہل تقلید پر کہ اکابر علماء و کبار اولیاء ہیں۔ بے گناہ شرک کا الزام دھرتے ہو خدائے جبار و قہار تمہیں دکھاتا ہے کہ دیکھو ابو حنیفہ شافعی کی برابری کرنے کا یہ نتیجہ ہے ابھی کچھ نہیں گیا ہے در توبہ باز ہے۔ زبان چلتی ہے کل کچھ کام نہ آئے گا آج جو دس پانچ بے قید و بند آزادی پسند دائرہ حق سے نکل کر تمہارے پنجہ میں آگئے ہیں کل کوئی ساتھ نہ دے گا بلکہ یہی ربنا ھٰؤلاء الذی اضلنا کہنے کو تیار ہو جائیں گے ذرا آنکھ کھول کر دیکھو تو تم نے جو اس قدر جہاں کو بے قید کر دیا اس آگ کے پر کالوں نے کہاں تک پھونکا ہم نے تو ویسے ہی کہا تھا ؎

گر ہمیں مفتی دہمیں فتوے
دخت مادر حلال خواہد شد

لو وہ سچ ہی ہو گیا اب تک تو دودھ کی بھتیجی پر ہتھا صاف ہوا تھا۔ اب سگی پھوپھی کی شامت آئی آپ کے کوئی معتقد خاص میاں قربان علی بانسوی ہیں اُن حضرت نے رسالہ تحفۃ المومنین تالیف فرمایا اور اس میں بعض اقوال و فتاوے آپ کے اور میاں حیدر علی صاحب و میاں عبدالحی صاحب و ملا قنوجی صاحب وغیرہم اکابر طائفہ کے بھی درج کئے اسی رسالہ کے صفحہ ۷ پر یہ مسئلہ بھی مرقوم س ممانی و چچی و بھاوج و پھوپھی کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں ج

درست ہے۔ انتہی یہ رسالہ لکھنؤ مطبع نول کشور میں چھپا اور اب بھی مطبع مذکور میں موجود ہے کو آتا ہے جس کا جی چاہے منگا کر صفحہ مسطورہ پر دیکھ لے اور اور مزہ یہ ہے کہ یہ رسالہ مطبع مذکور میں بعد نظر ثانی مؤلف مطبوعہ ہوا جس کی برکت سے احتمال سبق قلم بھی مدفوع و مرفوع ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون اب اسے انتہائے نفس پرستی کہئے یا شراب اجتہاد کی بدمستی جو ٹھہرایئے بس تو یہی بھلی خدائے تعالیٰ ان خودی والے بے خودوں کے سایہ سے پناہ دے آمین ؎

کہاں کا اسلام کیسی ملّت مجوسیت کو نہال کیجیے
مزے سے اُلّو کا گوشت کھا کر پھوپھی بھتیجی حلال کیجیے

اجتہاد ۲۴۔ حضرت کی ایک عمدہ دیانت کا حال نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی مترجم مشارق الانوار نے رسالہ تحفۃ العرب والعجم میں مشرحًا لکھا ہے جس کے دیکھنے سے قدرت خدا یاد آتی ہے کہ سبحان اللہ پردہ علم میں ابھی ایسی صورتیں بھی دنیا میں آباد ہیں الحمد للہ کہ نجدیہ کو نواب صاحب کی شہادت کے جھوٹ کہنے کا بھی یارا نہیں کہ وہ خود اس طائفہ کے اکابر علمائے مستندین و خلفائے مولوی اسحاق صاحب و خلفائے مولوی اسمٰعیل صاحب سے ہیں اور بعضے حیادار مجتہد صاحب کی حمایت میں اُنہیں اتنا بڑا مفتری دروغ گو کہہ بھی دیں تاہم ہمارا مطلب کہیں نہیں گیا ایک یہ بددیانتی

لہ ایک بار دلّی میں مجتہد صاحب کو اس کا بھی بڑا اہتمام تھا کہ اُلّو کھانا حلال ہے۔ حضرت اس کا گوشت کھا کر یہی نتیجے پیدا ہوتے ہیں جو آپ اور آپ کے ہم کاسہ بھگت رہے ہیں۔ ۱۲ لکاتبہ عفی عنہ

ان کے ماتھے نہ سہی وہ جھوٹے کذاب ٹھہریں گے ہمارا مقصد تو اتنا ہی ہے
کہ اکابر طائفہ کے امر دین میں یہ کچھ کرتب ہیں اب نواب صاحب کا خلاصہ
تقریر سنئے۔ اول مجتہد صاحب اثبات تقلید شخصی خصوصاً مذہب حنفی میں
نہایت ساعی تھے۔ عبدالمجید لوہبی وغیرہ سے اس باب میں مناظرے ہے
ایک رسالہ حقیقت مذہب حنفی۔ مرجوحیت مذہب غیر۔ دوسرا تنویر العینین
مولوی اسمٰعیل کے رد۔ تیسرا مقتدی کے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے میں تالیف
کیا۔ اخفائے آمین و ترک رفع یدین وغیرہما میں تحریر کرتے رہے۔ منکران
تقلید شخصی کو رافضیوں کا بھائی کہتے تھے کسی نے کہا کیا ایک امام کی تقلید
واجب ہے فرمایا واجب کیسی فرض ہے۔ کہ حنفی چہارم سر کا مسح نہ کرے گا
تو اس کا وضو ہی نہ ہوگا۔ لیکن لامذہبوں تقلید کے منکروں نے مجتہد بہادر کا
کا پیچھا نہ چھوڑا رفتہ رفتہ ڈور پر لگا ہی لیا پھر تو کھل کھیلے اور رسالہ معیار الحق
لکھا جس کی رو سے بے شمار علماء اور سلف و خلف کے لاکھوں اولیاء
معاذ اللہ مشرک بدعتی اور اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من
دون اللہ کے مصداق ٹھہرائے لوگوں سے کہا میں بیس بائیس برس سے ایسا
ہی تھا۔ کسی کو معلوم نہ ہوا اے تو مانتا ہوں بہادر رافضیوں کا بھائی بنے تو اتنا
تو بنے وہ بے چارے اگرچہ تقیہ کے بادی اور ہمیشہ سے عادی ہیں مگر پھر بھی
آپ کے آگے منہ چاہے خدا کی شان تو دیکھو دورہ تقلید میں حضرت غیر مقلدوں
کو اسی لفظ سے یاد کریں جس کا گل آگے کھلنے والا ہو۔ ہونہار بروا کے چکنے
چکنے پات۔ اے جناب آزادی ماب للہ اب کہ پا کیجیے دیکھئے تو اجتہاد بھی
پرانا پڑ گیا ایک دفعہ پھر تقلید کی طرف نہیں گھوم پڑتے اور یوں ہی کہہ دینا
کہ میں تو برسوں سے ایسا ہی تھا کسی نے پہچانا نہیں الحق ۵

توان شناخت بہ یک روز از شمائل مرد — کہ تا کجاش رسید ست پایگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو — کہ خبث نفس نہ گردد بہ سالہا معلوم

اجتہاد ۱۲۵۴ھ۔ کیا مزے کی بات ہے۔ ع عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔ اتنی بات تو مجتہد صاحب میں بڑے کام کی ہے۔ کہ کسی کا دل میلا نہیں کرتے دونوں فریق چلے جائیں اور بلا عذر اپنے اپنے موافق مہر لے آئیں ہم نے شاہجہان آباد میں سنا تھا کہ مجتہد بہادر نے یہ ہر دلعزیزی کا صیغہ عام جاری کر رکھا ہے یہاں تک کہ جب کچہریوں میں بکثرت ایسا ہی واقع ہوا کہ مدعی مدعا علیہ دونوں کے پاس مجتہد صاحب کا فتویٰ تو حکام نے ممانعت کر دی کہ ان کا فتویٰ نہ داخل ہو۔ مگر یہ بات اچھی طرح قیاس میں نہ آتی تھی۔ کہ تو بہ اتنے بے انکل بھی کیا ہوں گے۔ لیکن مناظرہ احمد و فتاویٰ بے نظیر کے دیکھنے سے یقین آگیا معتبر طور پر سنا گیا کہ حضرت نے خود مسئلہ شش امثال ایجاد کیا امیرین بطریقہ نیابت نائبی اشاعت ہوئے پھر لو احق مناظرہ احمدیہ میں مولوی امیر احمد کا گروہ صے۲۲ پر یوں لکھتا ہے۔ فتواے علماے دہلی مثل جناب مولانا ومرشدنا سید نذیر حسین صاحب دہلوی (و فلاں فلاں) وغیرہم میں صاف مصرح ہے کہ معتقد ظاہر حدیث مسلم فتیح الاعتقاد ہے اور بکفر اس کا کافر اور بے ایمان انتہی ملخصاً ط کہ امیریہ تو ان مرشد مرید کا مرید رشید ہے۔ وہ کیوں حضرت پر جھوٹ باندھتا اور جھوٹ بھی ایسا کہ لکھ کر چھپوا دیا اور چھپے ہوئے بھی۔ دسواں سال ہے اتنا شور و غوغا ہوا مجتہد صاحب نے مسلم رکھا اس کے سوا انصر المؤمنین میں تو فتواے مولوی امیر احمد پر حضرت کی مہر بھی چھپی ہے اب فتاوے بے نظیر ملاحظہ کیجئے جسے عبد الرحمن خاں صاحب مطبع نظامی نے نہایت سعی و اہتمام کے ساتھ علماے دور و نزدیک کے فتوے

جمع کر کے مطبع اسدی میں چھپوایا اُس کے صفحہ ۴۰ پر مولوی مسعود صاحب
دہلوی کا فتویٰ منقول جس میں وہ لکھتے ہیں بالجملہ اعتقاد وجود تحقیق مثل آنجناب
خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در صفات
کمالیہ آنجناب البتہ گمراہی و کفر ست اس فتوے پر الجواب صواب
لکھ کر حضرت اور حضرت کے صاحبزادے بلند اقبال دے کی مہر ثبت ہے۔
اب ہم نہیں جانتے کہ مجتہد صاحب دونوں کفروں سے کونسا کفر فرمائیں گے مرید
مرید تو یہی کہیں گے کہ اگلے پر چے رہو جس میں ان کے دل کو بھی ڈھارس ہو اور
اور تمہیں بھی اُن کے چھوٹنے کا غم نہ ہو۔ پر مشکل تو یہ ہے۔ کہ وہ اگر یہی طبقات
زیرین میں گئے تو آپ کو بھی ضرور ہی ساتھ کھینچیں گے۔ بیٹھے بٹھائے زندہ
درگور ہونا پڑے گا۔ غرض ہے۔ ہر طرح آپ کو دقت ہے

دو گونہ رنج و عذاب ست جان لیلیٰ را بلائے صحبت مجنوں و فرقت مجنوں

زعفران زار کشمیر کی بہار رسالہ مولوی تقی خاں کشمیری تبار

یہ حضرت جناب اجتہاد مآب کے اُستاذ ہیں پر کمالات مخصوصہ طائفہ میں تو اُن کے
شاگردہی سے معلوم ہوتے ہیں بھلے چنگے ہو کر انہیں جو وحشت اچھلی ایک رسالہ
مسمّی بہ نشر نشر کیا کیا قیامت برپا کی حشر کیا اس زعفران زار پر جو قہقہے اُڑے
ہیں وہ بھی قابل ملاحظہ۔ پہلا قہقہہ حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل نقل فرما
کر لکھتے ہیں رواہ الترمذی بھلا خیر وہ تو مر گئے اُن کے تلمیذ باتمیز زندہ ہیں۔ وہی
فرمائیں کہ ترمذی نے کس جگہ اس حدیث کو روایت کیا۔ اتنی مشہور کتاب پر ایسا
کھلا بہتان اور ابھی حدیث دانی برقرار۔ **دوسرا قہقہہ** تقویۃ الایمان کی بابت
بنانے کو دعویٰ کیا کہ جو گناہ پر اصرار کرے کافر ہے۔ پھر شفاعت کیونکر ہو سکے

اور ثبوت میں شرح عقائد سے نقل کیا۔ استحلال المعصیۃ التی ثبتت بدلیل قطعی کفر واصرارہ کفر انتہی ملخصاً جب دلی کے لڑکوں نے پچھا لیا کہ حضرت جملہ اصرارہ کفر کس طبقہ کی شرح عقائد میں لکھا ہے دم ہی سادھتے بن آئی۔ **اقول** مثل مشہور ع عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے۔ یار عزیز کو گڑھنا ہی تھا۔ تو دالاصرار علیہا کفر کہا ہوتا کہ عبارت تو ردش علم پر آجاتی **تیسرا قہقہہ** اہل سنت کی طرف جو اکثر مسائل نجدیہ پہ مخالفت اجماع و سواد اعظم کا طعن کیا گیا ہے کشمیری بہادر کو یہ اُمنگ آئی کہ اس کا معیوب ہونا ہی اُٹھا دیجیئے صاف اقرار کر دیا کہ مخالفت اجماع کچھ محذور نہیں اور ثبوت دعوے میں فرمایا۔ اکثر محدثین مانند امام بخاری وغیرہ کے باوجود مخالفت اجماع کے اعمال کو جزو ایمان کا قرار دیتے ہیں الخ حضرت یہ کیا طریقہ ایمانداری ہے۔ آپ ایک عیب کرو اور اس کی برائی دفع کرنے کو ائمۂ دین کے سر دھرو قال اللہ تعالیٰ ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا بخاری وغیرہ محدثین پر افترا کئے سے آپ کے ماتھے کا ٹیکا نہ مٹے گا۔ آنکھیں کھول کر دیکھیے شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔ آنکہ از علمائے محدثین مشہور شدہ کہ الایمان تصدیق بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان۔ مراد بداں ایمان کامل ست وعمل شرط کمال ایمان ست نہ اصل ایمان چنانچہ مذہب حق ست وبعض مردم توہم نمودند کہ مذہب ایشان مخالف جمہور ست حاشا و کلا این توہم خطار محض وغلط صریح ست جامع البرکات میں فرمایا ہمیں محمول ست آنچہ از محدثین منقول ست بہ تصریح محققین ایشان بداں۔ بلکہ خود امام بخاری سے نقل کیا کہ معنے حدیث لایزنی الزانی وہو مومن ہیں فرماتے ہیں۔ لایکون ہذا مومنا تاما ولا یکون لہ نور الایمان اب بھی تسکین نہ ہو

تو عینی داری کی شروح بخاری و مسلم دیکھ لیجئے وہاں خوب اس سودا کی صفرار سکنی ہو جائے گی چوتھا قہقہہ وہی اپنے بچاؤ کے لئے سیدنا وابن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو قاتل مومن بالعمد کا مخلد فی النار ماننے والا ٹھہرا کر مخالفت اجماع ان پر قائم کی اور بے دھڑک کشاف وبیضاوی کا حوالہ دیدیا حالانکہ اُن تفسیروں میں اس قول کا ذکر بھی نہیں البتہ عدم قبول توبہ اُن سے نقل کیا ہے سو کہاں توبہ قبول نہ ہونا اور کہاں ہمیشہ جہنم میں رہنا۔ دیکھو اگر سرے سے گناہ گار بے توبہ مرجائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو بھی اہل سنت کے نزدیک ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ خلافاً للخوارج وبعض المعتزلۃ۔ معہذا دونوں تفسیروں میں اس کی توجیہ بھی کردی ہے اور بیضاوی نے تو اس کے متصل ہی ابن عباس سے دوسری روایت اُس کے خلاف آیا ذکر کیا اُسے کشمیری بہادر تناول فرما گئے عبارتیں[۱] حاشیہ پر ملاحظہ ہوں۔ پانچواں قہقہہ اقول حوالہ کشاف میں ایک کارسازی اور رہے مانا کہ آپ نے عدم قبول توبہ کو خلود فی النار ہی جانا مگر اتنا نہ دیکھا یا دیکھا اور آنکھیں بند کرلیں کہ اُسی تفسیر میں اُسی جگہ یہ قول اور علما سے بھی منقول بلکہ روشن عبارت تو ایسی ہے کہ بہت اہل علم یوہیں فرمایا کرتے پھر ابن عباس کو مخالف اجماع ٹھہرانا

---

[۱] لمافیہ من التشدید العظیم قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لاتقبل توبۃ قاتل المومن عمدا ولعلہ اراد التشدید اذروی عنہ خلافہ الخ بیضاوی ھذہ الایۃ فیھا من التھدید والا یعاد والابراق والارعاد امر عظیم وخطاب غلیظ ومن ثم روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ماروی من ان توبۃ قاتل المومن عمدا غیر مقبول وعن سفین کان اہل العلم اذا سئلوا قالوا لاتوبۃ لہ وذلک محمول منہم علی اقتدار لسنۃ اللہ تعالیٰ فی التغلیظ والتھدید فکل ذنب محو بالتوبۃ الخ کشاف ۱۲ منہ

اور کشاف کا حوالہ بتانا کیسی دیانت ہے رحم چاہیئے ان حضرات کے حال زار پر کہ گولی بچانے کے لئے کیا کیا فن کرتے ہیں لیٹ جائیں دبک جائیں دوہرے ہو جائیں پھر بھی ان سینوں کا ہر وار وار سے پار نظر آتا ہے ؎

ہر چند وہ تو ایک ہی عیار ہے مگر — دشمن بھی تو جتنے ہوئے سارے جہاں کے ہیں

مشتے نمونہ از خروارے نواب قطب الدین خان بہادر دہلوی

یہ حضرت بھی ماشاء اللہ قطب وہابیہ ہیں نواب ریاست نجدیہ ہیں کیوں کر ممکن تھا کہ کمالات خاصہ طائفہ سے محروم رہتے بطور نمونہ دو نوابیاں ان کی بھی سن لیجئے۔ پہلی نوابی امام ابن جزری نے حصن حصین شریف میں ایک حدیث بروایت امام طبرانی ذکر کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی جب مدد لینا چاہے تو یوں کہے اے خدا کے بندو میری مدد کرو اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ اب نواب صاحب سمجھے کہ اس حدیث سے تو مقبولان خدا سے مدد مانگنا نکلتا ہے لہذا ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین میں اس کا رد منظور ہوا۔ تو کیا بے تکلف ارشاد کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے۔ تقوی اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے۔ تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں سے حالانکہ وہ شخص جسے تقریب میں مجہول الحال کہا عتبہ بن غزوان رقاشی ہے طبقہ ثالثہ سے اور اس حدیث کے راوی حضرت جناب سیدنا عتبہ بن غزوان مازنی ہیں۔ صحابی جلیل مہاجر بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں فرماتے ہیں ط اے

روالطبرانی عن زید بن علی عن عتبہ بن غزوان عن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھو

آپ کے اسی تقریب میں ہے۔ عتبہ بن غزوان ابن جابر المازنی صحابی

جلیل مہاجر بدری مات سنۃ سبع عشرۃ عتبۃ بن غزوان الرقاشی مجہول

الحال من الثالثۃ اھ ملخصا کیوں حضرت اسی کا نام تقوا و دیانت ہے۔ کہ اپنی
خواہش نفس کے لئے ایسے صحابی عظیم الشان کو درجۂ صحابیت سے گرا کر طبقہ
ثالثہ میں لے آیئے اور معاذ اللہ تقوی و عدالت میں مجہول الحال ٹھہرایئے نواب
صاحب آپ تو اسی ترجمہ کے دیباچہ میں اقرار فرماتے ہیں کہ حرز ثمین و حرز و حصین
دونوں آپ کے پیش نظر ہیں اور انہیں سے فوائد چن چن کر آپ نے اس ترجمہ
میں لکھے ہیں اب سچ بیچ کی ٹھہری ہے۔ آپ کو ان شروح سے یہ تو ثابت نہ
ہوا تھا کہ آپ دونوں معتمد مولنا علی قاری و شیخ فخرالدین اور ان معتمدوں کے
مستند فاضل میرک شاہ اور ان مستند کے مستند بعض دیگر علمائے ثقات ان
سب نے اس حدیث کا حسن ہونا تسلیم فرمایا ہے۔ دوسری نوابی اس سے
بڑھ کر سنئے حصن حصین میں جو حدیث من کانت لہ ضرورۃ فلیتوضا فلیحسن وضوءہ

ثم یدعو اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی

ربی فی حاجتی ہذہ لتقضیٰ لی ذکر فرمائی جس میں وقت حاجت نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو ندا کرنا اور حضور سے استمداد و استعانت صراحۃ مذکور تھی اور حدیث
بھی اس اعلیٰ درجہ کی جسے اکابر ائمہ مثل امام ترمذی و امام نسائی و ابن ماجہ و حاکم
و ابن خزیمہ و طبرانی و بیہقی نے روایت کیا ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح
غریب ہے حاکم نے کہا شرط بخاری و مسلم پر صحیح ہے۔ طبرانی نے اس کے طرق
جمع کر کے فرمایا حدیث صحیح ہے۔ اسی طرح بیہقی نے بھی تصحیح کی اور ابن خزیمہ
نے صحیح میں داخل فرمائی۔ یوں ہی حافظ منذری نے اس کی صحت مسلم رکھی

کما افادہ حضرۃ الاستاذ مدظلہ العالی اب نواب صاحب کو یہاں کچھ نہ بن آیا چار متن میں سیدھا سادہ ترجمہ فرمایا مگر مذہب کے پاس سے حاشیہ کتاب پر کچھ فارسی بول گئے وہاں تو قیامت ہی برپا کی ہے۔ کہ ایک راوی کا نسب بے دھڑک بدل کر ثقہ کو سخت مجروح بنا دیا فرماتے ہیں۔ ایک راوی ایں حدیث عثمن بن خالد بن عمر بن عبداللہ متروک الحدیث ست چنانکہ در تقریب موجود ست وحدیث راوی متروک الحدیث قابل حجت نمی شود۔ دیکھئے اس ظالم کا کہیں ٹھکانا ہے کہ کیسی اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث کو دھینگا مشتی سے ضعیف ومردود کیا چاہتے ہیں نواب صاحب تمہیں اپنے اتقا کی قسم سچ کہیو اس حدیث کا راوی عثمان بن خالد بن عمر متروک ہے۔ جس سے ابن ماجہ کے سوا کتب ستہ میں کہیں روایت نہیں۔ یا عثمان بن عمر بن فارس عبدی بصری ثقہ جو صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما تمام صحاح کے رواح کے رواۃ سے ہے۔ اُف رے بہادر یہ حدیث کسی نادر کتاب کی بھی تو نہ تھی جو اس قدر جرأت عیاری ہوئی۔ صحاح ستہ کی تین کتابوں میں موجود اور تحریف وتبدیل میں یہ اونچی نمود انا للہ وانا الیہ راجعون مسلمانو تم نے دیکھا کہ اس فرقہ کے اکابر حمایت مذہب میں کیا کچھ کر گذرے استغفر اللہ یہود عنود کے بھی کان کترے **لطیفہ** خوب صاحب آخر شرح مولنا علی قاری تو آپ کے پیش نظر ہے۔ اس میں یہ عبارت جگر شگاف وہابیت ملاحظہ فرمائی ہوگی۔ کہ فی نسخۃ بصیغۃ الفاعل ای لتقضی الحاجۃ لی یعنی ایک نسخہ میں لفظ لتقضی بصیغۃ المعروف واقع ہے جس کا حاصل یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلیم فرماتے ہیں جب مشکل پڑے تو وضو کر کے دو رکعت پڑھنا پھر یوں دعا مانگنا ہمارا نام لے کر پکارنا۔ ہم سے یوں عرض کرنا کہ حضور میری حاجت روا فرمائیں۔ اس وقت دل پر

کیا گزری ہوگی کہ ابھی تک تو فقط ندا و استعانت کا رونا تھا۔ اب تو خلافت الٰہیّہ کا سچا ثبوت ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاجت روائی و مشکل کشائی چاہی جاتی ہے۔ قل موتوا بغیظکم واللہ متم نورہ ولو کرہ المبطلون۔

رسالہ جناب نواب معلی القاب بلند اقبال شوہر ریاست عالیہ بھوپال

حضرت کا کلام کلام النواب نواب الکلام سرتاپا زور حاکمانہ کے انداز ہر جگہ فرد شوکت امیرانہ کے پرداز کلمۃ الحق[1] میں چند حکومتیں خ۔ نام گرامی کی لبریز عرض ہے

کہتے تو اُن سے کہتا ہوں احوال دل مگر ڈر ہے کہ شان ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

حکومت اولیٰ وہی قول معتمد کا حوالہ معتمد جس کے ماتھے سے داغ جہالت آج تک نہ مٹ سکا نہ انشاء اللہ قیامت تک مٹے۔ حکومت ثانیہ یہی حال ہے باران رحمت کا جس سے کشت زار منع قیام کو شادابی چاہی گئی حکومت ثالثہ یہی حجاب ظلمت جبین نور الیقین کو سب بلاد کی

---

[1] لطیفہ اسی کلمۃ الحق میں ملازمان سامی نے سبط ابن الجوزی سے نقل کیا کہ وہ مراۃ الزمان میں تاج الدین فاکہانی کا عمل مولد کو بدعت مذمومہ کہنا ذکر فرماتے ہیں۔ مزہ یہ ہے کہ سبط ابن الجوزی نے جس سال وفات پائی یعنی ۶۵۴ھ کما فی کشف الظنون عن قطب الدین موسیٰ اسی سال میں تاج الدین پیدا ہوئے کما فی بغیۃ الوعاۃ للحافظ السیوطی کیا سبط ابن الجوزی ان کی ولادت سے پہلے ان کا قول نقل کر کے جہاں میں ابھی نقل نہیں قائل نہیں اور نقل بہ سول پیشگی ہو چکی ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ

کی ہمشیر علینی بنائے ہوئے ہے پھر ایسے حوالے کیا مایہ افتخار و ذریعہ ناز ہو سکتے ہیں۔ **حکومت رابعہ** لواحق رسالہ میں مجلس میلاد ہدایت بنیاد کی نسبت فرمایا اہل حق را در منع ایں عمل بایک دگر ہیچ اختلاف نیست

اور شروع رسالہ میں تو صاف ارشاد ہو چکا ہے۔ از فقہاؤ محدثین ہیچکے باستحسان وجواز آن نرفتہ دیکھئے کیسا بے تکان اجماع اہل حق و اتفاق فقہاء و محدثین کا دعویٰ فرما دیا بالکل یاد نہ رہا۔ کہ جماہیر آئمہ دین و جہابذ فقہا و محدثین روز شیوع سے آج تک طبقۃً فطبقۃً و نرقاً فنقرقاً اس عمل مبارک کو مستحب و مستحسن فرماتے آئے ہیں اور اس کا حال یقیناً خدام سامی کو معلوم کہ اہل سنت برابر اپنے رسائل میں ان حضرات گروہا گروہ اقوال اسما لکھتے آئے۔ جن کے جواب سے آج تک عہدہ برآمی نہ ہوئی نہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ہو سکے معہذ الکتاب سیرت شامی سے تو اسی رسالہ میں استدلال فرمایا ہے۔ تو ضرور ہے کہ وہ تحقیقات رائقہ بھی نظر سامی سے گزری ہونگی جو انہوں نے اکابر آئمہ سے دوبارہ استحسان مجلس مقدس نقل کیں پھر کیا عرض کروں کہ ایسا دعویٰ کیا کیا مزے دیتا ہے۔ بھلا خیر ممکن و معقول اور طائفہ کے ادب و تہذیب سے متوقع و مامول کہ حضرات عالیہ امام علامہ سید المحدثین علامہ ابن حجر عسقلانی وامام محدث ابن حجر مکی وامام ذرعہ ولی الدین وامام محدث حافظ زین الدین عراقی وامام ہمام خاتمۃ الحفاظ مولٰنا جلال الملۃ والدین سیوطی وامام حافظ ابوشامہ استاذ امام نووی وامام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ وشارح صحیح بخاری وامام حافظ ابوالخیر شمس الدین سخاوی وامام علامہ محمد بن الجزری صاحب حصن حصین شریف وامام علامہ مجد الدین فیروزآبادی صاحب سفر السعادۃ وحافظ عماد الدین ابن کثیر وامام حافظ ابن رجب حنبلی و علامہ ابو الطیب حنبلی مالکی و سیدی عارف باللہ شیخ عبدالوہاب متقی مکی و مولانا فاضل

علی قاری و فاضل محمد طاہر صاحب مجمع البحار و سید شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم اجلہ ائمہ ملت و حاملان شریعت و مقتدیان مذاہب اربعہ قدس اللہ تعالیٰ باسرارہم کو معاذ اللہ فقہا و محدثین و اہل حق کے شمار سے خارج کیا جائے۔ اگرچہ اور مباحث بلکہ خود اسی بحث مجلس میں بارہا اپنے آپ ان میں سے بعض کا دامن پکڑیں اور وقت پر ائمہ محققین و اجلہ فقہا، محدثین لقب بخشیں پر مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اُن کے والد شاہ ولی اللہ اور جد امجد شاہ عبد الرحیم صاحب کا جواب نہیں معلوم کہ بجرم تجویز مجلس یہ بھی فقہ و حدیث سے جاہل اور اہل زیغ سے باطل ٹھہریں گے یا یہ خلعت ہائے بیش بہا علمائے سلف ہی کی ساتھ خاص رہیں گے۔ اور سینے طائفہ کے مولائے دوم مولوی اسحٰق صاحب کا کیا علاج کیا جائے کہ وہ مجلس کو علما میں مختلف فیہ مانتے ہیں نہ حضرت کی طرح مجمع علیہ مائۃ مسائل میں الکھا و معہذا در مولد ہم اختلاف است زیرا کہ در قرون ثلثہ کہ مشہود بالخیر ست ایں امر معمول نبود بعد قرون ثلثہ ایں امر حادث شدہ بنا بریں علما در جواز و عدم جواز آں مختلف شدہ اند چنانچہ تفصیل در کتاب سیرت شامی مسطور ست من شار فلینظر الیہ اب کون پوچھے کہ حضرت کا یہ جبر دتی دعوی مانیں یا مولوی اسحاق کو سچا خبر جاہل وغیر مفتری جانیں گستاخی معاف مسئلہ قیام ہیں جو

لہ بحمد اللہ استحسان مجلس مقدس کی تصریح و تلویح میں ہمارے ائمہ نہایت کثرت کے ساتھ ہیں کہ اتنے اتنے کئی مثل اور شمار کر سکتا ہوں مگر عدد سترہ کی تخصیص صرف اس وجہ سے ہے کہ مجسٹریٹ الدیٹی الکلکٹر البہادر نے اپنی جدول میں بہزار حسب سترہ ۱۷ ہی نام داخل کر پائے اب انصاف کی عینک لگا کر اپنے سترہ ۱۷ کو ہمارے سترہ ۱۷ سے ملا دیکھیں

سہ اولئک ساداتی فجئنی بمثلہم ٭ اذا اجمعتنا یا جریر المجامع ٭ ۱۲ امۃ مسلمہ ربہ

بعض مجوزین مجلس سے منع گمان میں آیا تو وہاں کس دلیری سے ائمہ دین پر معاذ اللہ تعریف کفر کر کے کفی اللہ المومنین القتال پڑھی گئی تھی۔ اب اگر یہاں کوئی اس آیہ کریمہ کی تلاوت کرے تو طبع نازک پر گران تو نہ گزرے گا۔

حکومت خامسہ صاحب مجالس الابرار سے جو استدلال فرمایا۔ اس میں بھی داب مخصوص طائفہ پر عمل ملحوظ رہا اتنی عبارت نقل کی ومن لیس من اہل الاجتہاد من الزہاد والعباد فہو فی حکم العوام لایعتد بجد مہ اور طرہ یہ کہ انتہی بھی لکھ دیا تا معلوم ہو کہ کلام ختم ہوا اور حکم اپنے عموم پر ہے حالانکہ وہ بے چارہ خود عموم سے منکر اور استثنا کا مقر ہو کر کہہ رہا ہے الا ان یکون موافقا للاصول والکتاب المعتبر الخ جناب عالی کیا ملا زمان سامی کے نزدیک کلام مستثنی منہ پر تمام ہو جاتا اور استثنا اس سے محض بیگانہ و بے علاقہ ہے جب تو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں معاذ اللہ آپ جیسے اسلامیوں کو بڑی مشکل پڑے گی **حکومت سادسہ** اخبار الاخیار شریف سے حالات سیدی شیخ احمد مجد شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند فقرے یوں نقل فرمائے کوزہائے آواز شربت پر کروے و بر سر خود نہادے و بردر خانہ سادات رفتے و یتیمان و فقیران ایشان را خورانیدے واگر شخصے را باسیدے دعوی و خصومت شرعی بودے بمنت و شفاعت چنان کردے کہ

ل لطیفہ حضرات طائفہ کو صاحب مجالس الابرار کا آج تک یہ پتہ نہ چلا کہ ان حضرات کا نام کیا ہے اور مقام کہاں امام الطائفہ مولوی حیدر علی صاحب ٹونکی کے کلام سے تو صراحتہ اُن کا مجہول ہونا ثابت ملا تفہیمی نے قاضی ابراہیم چڑیا کوٹی بنایا المجسٹریٹ بہادر نے سعد رعنی فرمایا بھلا کہاں روم کہاں چڑیا کوٹ حضرات گھر بیٹھے پورب پچھم کی طنابیں کھینچ رہے ہیں۔ ۱۲ منہ سلمہ۔

سخن سبیه بالا آمدے وگفتے با سادات سخن شریعت نباید کرد با ایشان سخت بمروت باید کرد. اور آخر میں انتہی بھی ارشاد ہو گیا حالانکہ ان کا حال خیر اشتمال حضرت شیخ محقق نے بہت طویل تحریر فرمایا ہے ملا زمان سامی نے کوئی پارچہ سر کا لیا کوئی پاؤں کا اور ایک عبارت مسلسل منتظم بنا کر انتہی لکھ دیا خیر صرف اتنی ہی بات پر ہم کچھ عرض نہ کرتے مگر بے چین تو اس لطف نے کر رکھا ہے کہ آپ کے ان مقبول شیخ نے اس آپ کی معتمد کتاب میں ان آپ کے مستند شیخ احمد شیبانی سے اس بے چاری مقراض رسیدہ عبارت میں وہ وہ باتیں نقل فرمائی ہیں جن کی تسلیم کے بعد اکثر مسائل وہابیت پر بجلی گری جاتی ہے۔ ملا زمان والا نے اول آخر وسط ہر جگہ بے چین چین کر وہ راہ اختیار فرمائی کہ جہاں جہاں یہ صاعقہ بار شعلے کاشانہ سنت، افروز خانمان نجدیت سوز تھے. سب ہنسنے بائیں بچتے گئے۔ پوری عبارت کی نقل میں زیادہ طول ہے۔ فقرات متروکہ سے قدر مقصود عرض کرتا ہوں قال رحمۃ اللہ تعالیٰ وے بغایت محبت خاندان نبوت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ موصوف بود طریقہ پیر خود گویند کہ در عشرہ عاشورا و دوازدہ روز از اول ربیع الاول جامۂ نو و جامہ شستہ نپوشیدے و در لیالی این ایام جز بر خاک نخفتے و در مقابر سادات معتکف شدے و ہر روز بقدر امکان بروح حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و بارواح خاندان مطہر توسیع طعام مے کرد و چون روز عاشورا شدے کوزہائے نوار تربت پر کردے و بدر خانہ سادات رفتے و یتیمان و فقیران ایشان را بخورانیدے و دران ایام چندان گریستے کہ گویا آن واقعہ در حضور او شدہ است و چون آواز نالہ و فریاد نساو دختران کہ در ایام عاشورا متعارف این دیار ست بگوش او رسیدے حالت کردے و خون از چشم باریدے و اعراس صحابہ و سائر مشائخ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آنچہ بہ ایشان رسیدہ بود

مہیا امکن ترک نہ دادے و سرود را بسیار دوست داشتے و طالب آن بودے در رقص و تواجد نہ کردے و مجلس نیز نکردے حتیٰ قال و در راہے کہ سوار مے رفت چون مجاز بے رابدیدے از اسپ فرود آمدے و دست بستہ ایستادے الیٰ ان قال و اگر کسے پیش او آمدہ گفتے کہ من حضرت رسالت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در خواب دیدہ ام بادب نشستے و تمام قصۂ رویا را بشنودے و دست پائے او را ببوسیدے و دامان و آستین او را بروئے خود فرو مالیدے و بر جائے کہ آن شخص مے گفت کہ در فلان جا دیدہ ام آنجا رفتے و لوسہ دادے و گمرد آنجائے را بمر روے و موے خود مالیدے و اگر سنگ بودے آن سنگ را بشستے و آن آب را بخوردے و بر تن و بر جامہ چون گلاب پاشیدے ۔ اس کے بعد اتنی دور پر جاکر وہ ٹکڑا منقولہ جناب ہے و اگر شخصے را باسیدے الخ اب اول ایک تمہید عرض کرکے پھر خدمت والا میں چند سوال رکھتا ہوں تمہید سرکار دولت مدار نے اسی رسالہ کلمۃ الحق کے آخر میں جو وصیتیں ارشاد فرمائی ہیں اُن سے سپیدۂ صبح کی طرح روشن کہ اس میں جن جن سے استناد ہوا ہے سرکار کے نزدیک سب معتمدین امت و علماء و اولیائے راسخین و اہل حق ہیں ۔ اور اُن پر رد و طعن ناروا اور ان میں کوئی فاسق بلکہ مستور بھی نہیں سب کے سب ثقہ عدل ثابت العدالۃ ہیں اور جن کتابوں سے تمسک ہوا وہ بھی سب معتبر و مستند اور اُن کے مصنفین بھی فحول علماء ائمہ ناقدین و اہل حق ہیں نہ ضعفاء الرجال غیر واقف بحقیقۃ الحال تو لاجرم اخبار الاخیار و شیخ محقق اسی قسم کے مصنف و مصنف ہیں اور حضرت شیخ احمد شیبانی ایسے ہی اولیاء کبار سے اور اُن پر رد و تشنیع ناجائز نہ اُن کی صحت عقیدہ و صلاح کامل و عدالت بینہ

وتقواے باہرہ میں کلام ہو سکے جب یہ سب امور بہ اقرار جناب ثابت ہو چکے تو اب حسبۃً اللہ اُن افعال و احکام کا حکم ارشاد ہو جو ایسے امام نے ایسی معتبر کتاب میں ایسے عارف کامل سے نقل فرمائے سوالات (۱) عشرہ محرم شریف میں اُن مظلوم شہیدوں بے گناہ ذبیحوں کا سوگ کرنا (۲) دسوں دن برابر نیا لباس دھلے کپڑے نہ پہننا (۳) اُن دس راتوں میں زمین پر سونا (۴) عشرہ بھر مزار سادات میں اعتکاف کرنا (۵) عشرہ محرم کی تعیین کے ساتھ ارواح مطہرہ سادات وشہدا کے لئے جہاں تک بن پڑے تکثیر اطعام فرمانا (۶) روز عاشورا کورے آبخوروں میں شربت بھرنا (۷) معاذ اللہ وہ بدعت بھرے آبخورے اپنے سر پر رکھ کر سادات کرام کے یہاں لے جانا اور اُن کے یتیموں فقیروں کو پلانا (۸) عشرۂ محرم میں حسین مظلوم صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم وعلیہ وسلم اور اس شہید ستم کے بے گناہ مقتول بچوں کا ماتم کرنا

سلہ وہ سرکاری وصیتیں یہ ہیں ہر صاحب ہمت کہ در عزیمت تحریر جواب این کتاب شوند توقع است کہ این دوست امر را پیش نہاد خاطر مبارک نمائند۔ اول آنکہ ہرچہ درین جا ایرادیافتہ است مؤید ست بہ نصوص کتاب وسنت وآثار اصحاب وعلما ومشائخ معتمدین است پس در حقیقت تردید وتنقیص متوجہ بجال این حضرات باشد نہ بمؤلف کہ ناقل ومبلغ است وبس۔ دوم آنکہ در برابر حجت وبرہان این رسالہ ہدایت عنوان احتجاج باقوال وروایات اہل حق نمائند واستنادبر اسخین علما ومشائخ فرمائید لایقول کل عالم اذا غلب الفسق فی الناس فالمستور فی حکم الفاسق فلا بد لہ من العدالۃ المرجحۃ لجانب الصدق ولا بکل کتاب اذ طرئ فی ہذا الزمان کتب جمعہا ضعفاء الرجال من وعلی معرفۃ تحقیقۃ الاحوال الخ ۱۲ کلمۃ الحق

زار زار رونا (۹) عورتیں اور لڑکیاں جو عشرہ میں ماتم کرتی ہیں اُن کی آواز پر حال لانا دریائے خون آنکھوں سے بہانا (۱۰) ایام متبرکہ ربیع الاول شریف میں بارہ دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سوگ کرنا (۱۱) اُن بارہ تاریخوں کو حضور رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کی نیاز کے لئے معین فرمانا (۱۲) صحابہ کرام و اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عرس کرنا (۱۳) پھر اُن کا ایسا التزام کہ حتی المکان ترک نہ ہونے دینا (۱۴) مجذوبوں کو دیکھ کر ان کی تعظیم کے لئے گھوڑے سے اُتر پڑنا اور ہاتھ باندھے اُن کے حضور کھڑا رہنا (۱۵) جو شخص بیان کرے کہ میں نے ماہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اُس خوش نصیب کے ہاتھ پاؤں چومنا اس کے کپڑے اپنے منہ پر ملنا (۱۶) جس جگہ بیان کرے کہ میں نے وہاں دیکھا خاص قصد کر کے اس مقام پر جانا اب چاہے وہ کتنی ہی دور ہو کہ لفظ مطلق ہیں نہ مقید (۱۷) وہاں جاکر اس جگہ کو بوسہ دینا (۱۸) وہاں کی خاک اپنے چہرے اور بالوں پر ملنا (۱۹) اگر وہ پتھر ہے تو اُسے دھو کر پینا وہ پانی اپنے بدن اور کپڑوں پر گلاب کی طرح چھڑکنا۔ یہ افعال قرون ثلثہ سے منقول ہیں یا نہیں بر تقدیر ثانی بدعت وضلالت ٹھہریں گے یا لائق آفرین ومدحت۔ اور ان میں بعض باتیں تقویۃ الایمان وغیرہا کے طور پر شرک تو نہیں پھر جو عالم ایسے شخص کو اخیار و ابرار و اولیائے کبار میں شمار کرے اور اپنی کتاب[۱] میں اُسے جامع علوم شریعت و طریقت و ورع وتقویٰ کہے بفتوائے نجدیہ اس پر حرف آئے گا یا وہ خود معاذ اللہ مطعون وملام ٹھہر جائے گا یا نہیں۔ پھر جو شخص ان دونوں مادح وممدوح

۱؎ شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگ بود جامع علوم شریعت وطریقت و ورع وتقویٰ و ذوق وحالت و در امر معروف ونہی منکر جانباز بود ۱۲ اخبار الاخیار

کو اکابر علماء و اولیائے راسخین و ثقات و عدول و معتمدین امت و اہل حق سے
بتائے اور ان پر رد و طعن ناروا ٹھہرائے اُس کا کیا حال ہوگا (٢٠) جو واقعہ عظمیٰ
باعث فرحت یا معاذ اللہ تعالیٰ موجب غم ایک زمانہ میں واقع ہوا اُس زمانہ کے
نظائر لاحقہ کو اس کے لیے مرآت ملاحظہ کرنا اور اس شادی و حزن کا بقدر تعلق
قلب تجدد پانا باآنکہ زمانہ[1] امر غیر قار و سیال اور اعادۂ معدوم حسب ارشاد سامی
باتباع فلاسفہ محال نظر انور میں کیسا ہے۔ **بینوا توجروا** جناب والا ذرا
ارشاد ہو جائے کہ سید عارف باللہ قدس سرہ العزیز کے ان افعال و احوال سے
تقویۃ الایمان مائۃ مسائل و کلمۃ الحق و تمام نجدیت کی جڑ کتنی کٹ گئی کتنی باقی رہی
پھر تقصیر معاف ایسی خارا شگاف عبارت سے مطلب کے دو حرف لکھ کر
انتہی فرما دینا ہر جگہ سے چن چن کر وہ نجدیت شکن پتھر بچا جانا بڑے حکیم مدبر کا کام
ہے۔ ہاں میں بھولا ملازمان سامی نے ایک ہی جملہ میں آدھے لفظ بحال آدھے
برطرف فرمائے عبارت یہیں سے شروع کی کہ کوزہائے نواز شربت پر کردے الخ
حالانکہ وہاں یوں تھا چوں روز عاشورا شدے کوزہائے نواز شربت پر کردے الخ

---

[1] سرکار دولتمدار نقل عبارت اخبار الاخیار سے دو تین ہی بعد ارشاد فرمایا تھا تعظیم
و دیگر امور شادی و غم را بے تجدد امرے در عالم ایجاد بجا آوردن خلاف عقل خالص از
شوائب وہم ست زمانہ امر سیال غیر قارست اجزار او را قرار و ثبات نیست و اعادۂ
معدوم محال و احکام ماضی و مستقبل و حال جدا جدا است پھر کیونکہ حالات حضرت شیخ کو پورا
پورا نقل فرماتے قصور معاف یہ حکم خاص سرور ولادت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لئے ہے یا عالیجناب عفت قباب سرکار نواب شاہجہان بیگم دام اقبالہا کی سالگرہ
پر بھی جاری۔ ہاں کب ہر سال تجدد ہے۔ ۱۲ منہ سلمہ ربہ

تاکہ بہ تعیین یوم ایسی بدعت آموز نیاز نہ ثابت ہو انا للہ وانا الیہ راجعون۔
حکومت سابعہ خود ہی وصیت نامہ مذکور میں ارشاد ہوتا ہے کہ
نہ ہر عالم سے استناد چاہیئے کہ آج کل فسق غالب تو جس کا حال نہ معلوم ہو وہ
بھی حکم فاسق میں ہے پس ثبوت عدالت ضرور جس سے جانب صدق کو ترجیح
ہو نہ ہر کتاب پر اعتماد کیجیے کہ اس زمانہ میں نامعتبر نا واقفوں کی تصنیفیں پھیل
رہی ہیں۔ اور خود ہی قول المعتمد و نور الیقین و باران رحمت وغیرہ سے استدلال
ہوتا ہے جن کا قبول واشتہار کیا معنے ہنوز وجود و تحقق بھی زیر دامن اختفا۔ غرض
کرون ادعائے وصایا کے مطابق ملازمان سامی ان کتابوں کا قبول و اعتماد اور
اُن کے مصنفوں کا محل علما و نقاد فضلا و عدول صلحا سے ہونا ثابت کر دکھائینگے
یا مشتاقان جلوہ حجاب دبدبہ سے یہی جواب قہرمانی پائیں گے ؎

اذا قالت حذام فصدقوھا ٭ فان القول ما قالت حذام

تنبیہ۔ رسالہ یعنی کلمۃ الحق تو یقیناً تصانیف شریفہ سرکار نوابی سے تھا۔ کہ قبل
از حصول اقبال و وصول بھوپال رقمزدہ کلک بے مثال ہوا اب بعد فوز مراد و
عروج خداداد کے بہت تالیفات رائقہ منسوب بہ سرکار معرض طبع میں آئیں
جن کے اغلاط و خطایا کا شمار نہایت دشوار ہر چند معاصرین کو ان کے بارہ میں
چنین و چنان ظنون و گمان ہیں۔ مگر فقیر خیر خواہ دولت کا تو ظن غالب بلکہ یقین کامل
یہی ہے کہ سرکار نوابی کے ذمہ رعایا کی دیکھ بھال مقدمات کا انفصال مہمات ملکی و
مالی کا خیال ہے۔ حکام رعایا پرور دولت دوست کو ان امور عظیمہ سے کہاں
فراغت ملتی ہوگی کہ بے کار جزئیات کی طرف توجہ فرمائیں یا اوراق پارینہ سے
قیل و قال جمع کرتے پھریں فضول تصانیف کی دقت اُٹھائیں لامحالہ یہ دو
چار نام کے علما جو مد خیرات میں جمع ہوگئے ہیں۔ اُن کی کارسازیاں ہیں خوشامد

کی راہ سے بنام سرکار مشتہر کرتے ہیں۔ کیا عجب کہ نظر لوابی سے گزارتے بھی نہ ہوں یا اس کم فرصتی میں کبھی ذہنی موقع سے دکھا دیا سرکار کو بوجہ حسن ظن ان پر اعتماد ہے چلئے ان کا جوڑ چل گیا بقول کسی ے

حسن اور اُس پہ حسن ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم ؛ اپنے پر اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیوں

لیجئے خوشامدی بھی بن سلئے بے دینی کی باتیں خاطر خواہ منتشر کر چکے اور آپ پردہ میں رہ کر الزام سے بھی بچے اللہ رے چالاکیاں کیا طریقے نکالے لہذا فقیر اپنے اس سچے خیال کی بنا پر۔ ان تصانیف مصنوعہ سے جو بطریق نمونہ دو چار باتیں عرض کرتا ہے۔ اُن میں روئے سخن انہیں حضرات با تمکین پردہ نشین کی طرف رکھتا ہے۔ اور ازانجا کہ یہ لوگ عنایات نوابی سے محفوظ ہو کر نواب زمانہ سے یکسر محفوظ ٹھہرے اور پیشوایان اسلام کے بے خطر توہین شان پر اُترے گویا خود بھی نواب ہیں یا دنیا بھر کے مالک رقاب ہیں لہذا فقیر ان حضرات کا مصنوعی نواب لقب دھرتا اور ان کی دیانتوں کو بھی بلفظ حکومت تعبیر کر کے آخر کو اول سے ملحق کرتا ہے واللہ الموفق **حکومت ثامنہ** حضرات وہابیہ کا تعریف بدعت میں طرح طرح کروٹیں بدلنا گھبرائے چار طرف پھرنا تو سب کو معلوم تھا۔ مگر آج تک اتنی جرأت نہ ہوئی تھی کہ حضرات عالیہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر زبان درازی کریں اُن کے افعال کو بالاتفاق تعریف بدعت سے خارج مان رہے تھے۔ اب ملک جبار مقلوب القلوب والابصار جل جلالہ اپنی شان دکھاتا ہے۔ کہ آدمی عیش منیع[1] وفرج[2] وسیع میں پڑ کر یوں خدا کو بھول جاتا ہے۔ سرکار نواب صاحب بہادر جب سے تخت اقبال وکرسی بھوپال پر رونق افروز ہوئے

---

[1] منیع بالفتح بمعنی عزیز واستوار ۱۲ [2] فرج بفتحتین کشائش صراح ۱۲

ان حضرات کو بفراغ بال توسیع مقال کے موقع ملے اور کیوں نہ ہو کہ این و آں سے توہم سے بے زور بے زر اندیشہ کریں مقربان دربار و امرائے زردار ہاتھ میں بل پنجہ میں کس پاکر کس سے ڈریں اب تو مسلمانوں کے جس پیشوا کو چاہیں بے نقط سنائیں اسلام کے جس رکن کی چاہیں کھلی اہانتیں فرمائیں آخر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجو و مذمت لکھتے لکھتے امیر المؤمنین امام العادلین سردار اسلام سلطان عرش احتشام حضرت جناب سیدنا و مولٰنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری آئی رسالہ انتقاد الترجیح کے مسائل ملحقہ میں جہاں مسئلہ تراویح پر کلام فرمایا وہاں اپنے سلامت قلب سے بے تنفر و اکراہ تسلیم کرلیا کہ امیر المومنین عمر نے خود ترویج تراویح کی خود ہی اُسے بدعت کہا پھر آپ ہی اُسے اچھا بنایا حاشا کوئی بدعت محمود نہیں مگر سب گمراہیاں ہیں (العبارۃ علی الحاشیہ[۱]) پھر خیال آیا کہ حدیث میں تو افعال خلفائے راشدین کو بھی سنت فرمایا ہے اور اُن کے اتباع کی تاکید کی تو کیا معقول توجیہ ارشاد ہوتی ہے۔ کہ یہاں سنت خلفا سے وہی طریقہ مراد ہے۔ جو طریقہ نبویہ سے مطابق ہو جیسے جہاد وغیرہ نہ کہ وہ اپنے دل سے جدا تشریع کریں عمر نے خود اپنے اس فعل کو بدعت کہا نہ سنت (عبارت حاشیہ[۲] پر ملاحظہ ہو)

---

[۱] اذا عرفت ہذا عرفت ان عمر ہو الذی جعلہا جماعۃ علی معین وسماہا بدعۃ واما قولہ نعم البدعۃ فلیس فی البدعۃ مایمدح بل کل بدعۃ ضلالۃ اھ ملخصاً نقلہ الفاضل ابو الحسنات اللکنوی فی ابراز الغی ۱۲ منہ

[۲] لیس المراد بسنۃ الخلفاء الا طریقتہم الموافقۃ بطریقتہ من جہاد الاعداء وتقویۃ شعائر الدین ونحوہا معلوم من قواعد الشریعۃ انہ لیس لخلیفۃ راشد ان یشرع طریقۃ غیر ما کان علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم ان عمر نفسہ الخلیفۃ الراشد سمی ما راٰہ من تجمیع صلاتہ بدعۃ ولم یقل انہا سنۃ اھ کذا نقل الفاضل ابو الحسنات واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

دیکھو کیا صاف صاف اقرار ہے کہ جناب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاذ اللہ بدعتی گمراہ اور طریقہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ایک شریعت نکالنے والے ہیں۔ اب ان مصنوعی نوابوں سے کون کہے کہ اس قول خبیث اور روافض کے تبرا میں کتنا فرق ہے انا للہ وانا الیہ راجعون مسلمانو خدا کے غضب سے ڈرو ولا تغرنکم باللہ الحیاۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور دنیا کے ساعت نیر ہے اُس پر بھولنا اندھیر ہے چڑیوں کا بسیرا ہے آنکھ کھلتے سویرا ہے۔ آج اگرچہ تاج و تخت ہے مگر واللہ کہ امیر المومنین عمر کی تلوار سخت ہے۔

حکومت تاسعہ حدیث مذکور کی جو توجیہ ارشاد ہوئی قصور معاف دانستہ تحریف معنوی ہے **اولاً** اس تقدیر پر سنۃ الخلفائے الراشدین کو جدا ذکر فرمانے کے کیا معنے تھے کہ جو امر بہ جمیع وجوہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت وہ خود حضور کی ہی سنت اُسے سنت خلفا ٹھہرا کر اتباع کرنے کی کی حاجت **ثانیہ** بعد اشتراط موافقت خلفائے راشدین کی کیا خصوصیت۔ ردوا خُد وانذیر بشیر صالح فاسق رئیس فقیر نواب ناظم امیر وزیر یہاں تک کہ آب کاری کے مہتمم ہولی کے منتظم بھی اگر ایسا فعل کریں جو بجمیع خصوصیات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہو قطعاً محمود و مقبول ہو پھر خلفائے راشدین کا ذکر محض فضول ہوا اور یہ تو کس سے عرض کیا جائے کہ عدم ورود و ورود عدم میں زمین آسمان کا فرق ہے مخالفت شریعت و تشریع جدید صورت ثانیہ پر ہوتی ہے نہ اولی میں

حکومت عاشرہ رحلۃ الصدیق میں حضرت عاشق المصطفےٰ عالم المدینہ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افترا فرمایا ہے کہ وہ بھی معاذ اللہ منع زیارت حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ابن تیمیہ بدمذہب سے موافقت رکھتے اور احادیث زیارت کو محض مردود جانتے ہیں۔ اور

لقطۃ العجلان میں جلدی جو بہت تھی تو ذرا اگر ارشاد ہوتا ہے کہ حضرت امام زیارت مزارات انبیا و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے سفر ممنوع مانتے ہیں مصنوعی سرکاروں سے اتنا سروکار ہے کہ للہ اپنی امارت و ریاست کی غیرت فرماکر امام مالک سے یہ اقوال فرمادیجئے زیادہ نہیں تو دس روپیہ کی شیرینی تو ہم بھی اونچی گدیوں کی نذر کریں گے۔ الٰہی امیروں کے اختیار یہانتک بڑھ جاتے ہیں **حکومت حادیہ عشر** تاج المکلل میں جو حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تابعیت سے انکار منظور ہوا تو خطیب بغدادی کی طرف نسبت کیا کہ وہ فرماتے ہیں۔ امام کسی صحابی سے نہ ملے حنفیہ جو دعوٰی لقا دروایت کرتے ہیں اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں (عبارت[1] حاشیہ پر ہے) سرکاروں سے عرض ہے آپ کے خصم اس نسبت کو افترائے محض بتاتے ہیں غیرت فرمائیے تو تصحیح نقل کر دکھائیے **اقول** مگر ہوا یہ کہ حضرات کی یہ عبارت منقولہ مرآۃ الجنان یافعی میں بحوالہ بعض اصحاب تواریخ مذکور تھی اور اُس کے متصل خطیب بغدادی سے یوں منقول تھا کہ امام نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا (و العبارۃ[2] علی الحاشیہ) اب مسند نشینان ریاست کیا سنت سوچے کہ اگر مرآۃ الجنان کی پوری

---

[1] قال الخطیب فی تاریخہ ادرک ابوحنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ وہم انس بن مالک بالبصرۃ وعبداللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابوالطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلحق احدا منہم ولا اخذ منہ واصحابہ یقولون انہ لقی جمعا من الصحابۃ وروی عنہم ولم یثبت ذلک عند اہل النقل انتہی ۱۲ التاج المکلل من جواہر مآثر الطراز الاخر والاول

[2] ۱۲ کان قد ادرک اربعۃ من الصحابۃ ہم انس مالک بالبصرۃ وعبداللہ بن ابی اوفی بالکوفۃ وسہل بن سعد الساعدی بالمدینۃ وابوالطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ (باقی صفحہ ۹۴ پر)

عبارۃ لکھتے ہیں جب تو اپنے مفید قول یعنی انکار تابعیت کو انہوں نے اس قدر گرے لفظوں سے لکھا ہے کہ قال بعض اصحاب التواریخ اور اس کے ساتھ ہی خطیب بغدادی کا خطبہ لگا دیا ہے۔ جو ہمارے مدعا کے بالکل خلاف[1] ہے اور اگر تراش خراش کی ٹھہراتے ہیں۔ تو مرآۃ الجنان چنداں کمیاب نہیں لوگ لے جائیں گے شرمائیں گے شیطان کے کان بھرے سارق الالفاظ قطاع الکلمات کہلائیں گے اس سے لاؤ یوں دیانت کو آگے دھریں کہ اس عبارت سے کھٹکتے لفظ دور کر کے تاریخ خطیب کی طرف نسبت کریں اول تو یہاں بوجہ کمیابی وہ خدشے کم ہیں دوسرے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی نے بحوالۂ یافعی وغیرہ خطیب سے استناد کیا کہ وہ روئت انس بن مالک کے قائل ہیں تو فوراً تڑ سے جواب رکھا ہوا ہے کہ خطیب تو اپنی تاریخ میں ملاقات صحابہ سے صاف انکار کر چکے وہ کیوں کر ایسا قول کہتے۔ کیوں نہ کہئے گا۔ خادم درگاہ بھی کیا اُڑتی چڑیا پہچانتا ہے ؏ مگر شرط یہ ہے کہ سونے کی ہو۔ **حکومت ثانیہ عشی** یا تو وہ جوش توحید کہ حضرات عالیہ انبیا و اولیا علیہم افضل التحیۃ والثنا سے استعانت شرک یا رسول اللہ مدد دے یا علی مدد دے کہنا کفر جلی یہاں تک کہ تقصار حیوۃ الاحرار

(بقیہ حاشیہ صد ۹۳ کا) اصحاب التواریخ لم یلحق احدا ولا اخذ عنہ و اصحابہ یقولون لقی جماعۃ من الصحابۃ و روی عنہم قال ولم یثبت ذلک عند اہل النقل و اکو الخطیب فی تاریخ بغداد رائے انس بن مالک اھ **مرآۃ الجنان** للامام الیافعی ۱۲

[1] ابو حنیفۃ نعمان بن ثابت امام الحنیفۃ و مقتدی اصحاب الرائے لم یر احدا من الصحابۃ باتفاق اہل الحدیث و ان کان عاصر بعضہم علی رائے الحنیفۃ لہ ۱۲ سرکار نوابی بہادر۔

میں فرمایا غوث الثقلین قطب الاقطاب غوث اعظم[1] کہنا شرک سے خالی نہیں
اگرچہ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل نے بھی صراط المستقیم میں جابجا یہ الفاظ لکھے
مزہ تو جب تھا کہ سرکار نوابی سے ان کی نسبت یہی حکم شرکت صادر کرا دیتے خیر یا
تو یہ جوش توحید یا یہ وفور شرک کہ قاضی شوکانی سے جو انسٹی[2] محمدی کا ایک بد مذہب
تھا کس دھوم سے مدد مانگی جاتی ہے نفح الطیب میں فرماتے ہیں ؎

زمرۂ رائے در افتاد بہ ارباب سنن ٭ شیخ سنت مددے قاضی سوکان مددے

---

[1] طالبان نافہم چون بمقام معرفت ذات مے رسند مے دانند کہ مائیر پایہ حضرت غوث الاعظم وحضرت خواجہ بزرگ وحضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وحضرت قیوم زمانی مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم شدیم اھ ملخصا صراط المستقیم اسمٰعیل دہلوی ۱۲ **اقول** ابھی تک تو غوث الاعظم قطب الاقطاب کہنے کا رونا تھا۔ یہاں امام جی قیوم زمانی فرما گئے یہ کتنا بھاری شرک ہے ٥ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین وجناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ الخ صراط دہلوی ۱۲ **اقول** اس قصہ کو پورا دیکھئے یہاں غوث الثقلین کہنے کا سوا اولیا رکا بعد انتقال افاضہ وعطائے نسبت بھی مانا ہے ٥ قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض ہمہ بواسطہ ایشان ست و در سلطنت سلاطین وامارت امرا ہمت ایشان را دخلے ہست چنانکہ بر سیاحان عالم ملکوت مخفی نیست اھ صراط دہلوی ۱۲ **اقول** یہاں ان امور کے سوا یہ کیسی آفت ہے کہ سطار سلطنت وامارت میں ہمت عالیہ حضرت مولیٰ علی کو دخل مانتے ہیں یع ابکی وہ دھری ہے کہ اٹھائی نہیں جاتی؛ نہ تھوڑی سی بیجا کہیئے نہ بہت سی بجا سنیئے ۱۲ منہ

[2] سنہ ۱۲ یا سنہ ۱۲۵۵ ہجری میں مرا جیسا کہ خود سرکار نوابی نے ایک قول اتحاف دوسرا ابجد العلوم میں لکھا ۱۲ منہ

اب راجہ بابوؤں سے کون کہے سکے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سے مدد مانگنا تو انہیں معاذ اللہ خدا کے برابر ٹھہرانا ہے مگر قصہ سپاہی کی طرح قاضی جی سے استعانت بے شک ضرور ہے۔ اُن کی مردہ ہڈیاں واقعی خدا کی شریک ہو سکتی ہیں۔ عرض کروں اب اگر اس فتوے کو دیکھ کر کوئی نجدی یوں پکار اُٹھے کہ ؎

سنیان خانۂ نجدیہ نمودند خراب ؎ شیخ نجدی مددے نائب.... ان مددے
عرصہ تنگ ست ہر اتباع تو یا اسمٰعیل ؎ مددا اے لقمۂ شمشیر مسلمان مددے

تو ان کے شرک کا وبال کس پر پڑے گا **حکومت ثالثہ عشر**
اس شعر سے اعتذار کے لئے حاشیۂ نفح الطیب پر ارشاد ہوتا ہے۔ یہ ندا طریقۂ شعراپر ہے اسے حکم شرع سے کیا علاقہ (العبارۃ علی الہامش[۱]) اے سبحان اللہ کیا عذر بدتر از گناہ ہے اب تو شعرا کو پورا پروانۂ معافی مل گیا چاہے خدا کا شریک ٹھہرائیں چاہے نبیؐ کی توہین گائیں اُن پر کچھ مواخذہ نہیں اللہ اکبر ان عروض کی بحروں میں بھی قیامت کا زور ہے کہ وہی بات نثر میں کہیے تو کفر شرک حرام قائل قابل قتل و تعزیر و ملام اور ذرا نظم کر کے کہدیجئے تو بالکل بیباک سب مواخذوں سے پاک انا للہ وانا الیہ راجعون **اقول** خیر یہ تو کوئی عالم آپ سے پوچھ لے گا۔ کہ قرآن و حدیث میں شعر مذموم کی مذمت تو نہ آئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وعلمائے قرناً فقرناً اشعار قبیحہ پر جرح تو نہ فرمائی مگر فقیر کو بڑی سرکاروں اونچے درباروں میں دو عرضیں ہیں **اولاً** اگر ایسا ہی تھا تو ؎

---

[۱] اما النداء فوقع علی طریقۃ الشعراء ولیس من باب النداء الذی ورد الشرع بتحریمہ فی ورعہ ولا صدر ۱ھ حاشیہ نفح الطیب ۱۲

غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے ٭ قبلۂ دین مددے کعبۂ ایماں مددے
وغیرہ اشعار کیوں شرک ٹھہرے ہیں یہ کب نظم کے احاطہ سے پرے ہیں۔ آخر
حاصل یہی نکلا کہ انبیا و اولیا سے استمداد وبال اور قاضی جی سے حلالی ثانیاً اس
حکم کا جھوٹ سچ تو اس وقت کھلے جب کوئی بیباک نظم میں آپ کی ہجو لکھے۔ اگر
وہاں بھی یہی خیال فرما کر کہ طریقۂ شعرا احکام شرع سے مستثنیٰ کچھ رنجش نہ فرمائی جائے
تو فی الواقع ذہن عالی میں اس حکم کا سمانا کچھ باور آئے نہ کیا قہر ہے کہ معاذ اللہ خدائے
پاک کو برا سنانا ایک ذلیل بندے کو اس کا شریک ٹھہرانا تو روا ہو اور مصنوعی سرکار میں
کی نسبت زبان ہلانا بڑی خطا تنبیہ دوستانہ اے نادانو سرکار نوابی کا حق
نمک پہچانو غضب خدا و قہر حاکم سے ڈرو ایسی بد دینی کی باتیں رئیس کے سر نہ دھرو
انہوں نے تمہیں معزز عہدوں پر ممتاز فرمایا گھروں سے بلا کر حضیض فقر سے اوج
امارت پر بٹھایا کیا یہ اسی لئے کیا تھا کہ تم ایسے نالائق کام کرو سرکار کو اس درجہ
بدنام کرو معاذ اللہ کیا تم چاہتے ہو کہ اس قسم کی اشتعال کون سے اُن کے خیالات
میں خود سمائے یقوم الیس لی ملک بھوپال کہہ کر خدا پر بلندی مل جائے
سو یہ بخیر ہے اُنہیں خود ان حرکات سے بیر ہے جب تک تمہاری خرافات پر مطلع نہیں
ہوتے اسی وقت تک کا مشغلہ ہے پھر دیکھ لینا دم کے دم میں فیصلہ ہے ؎

چلے گا کب تک یہ جھوٹے کاذب رہے گا کب تک وہ شوخ راغب
بے ہمتو نکلے مگر مصاحب رقیب تو بھی نہیں رہے گا!

عرض داشت ضروری

سرکار نوابی شعار خدا پر یقین لائیے کہ اس فقیر غریب الوطن کو معاذ اللہ
کسی خدمت میں گستاخی مقصود نہیں بلکہ جو کچھ عرض کیا ہے بنظر خیر خواہی تھا۔

امیدوار کو یہ بینوا بے وقار بھی ان بے غرض نیک خواہوں میں گن جائے جو سرکار کو وقتاً فوقتاً صلاح و دولت پر مطلع کرتے رہتے ہیں مقصود صرف اس قدر کہ اس غرض بے غرض کو بسمع غور استماع فرما کر ان پروردگان نعمت کو تہدید فرمائی جائے جنہوں نے یہ بس بو رکھے ہیں۔ اور سرکار کو ان کے حال پہ اطلاع نہیں۔ آگے عرض کروں یہاں تک خواب دیکھ رہا تھا ناگاہ صبح ہوئی گجر بجا آنکھ کھلی کچھ بھی نہ تھا نہ وہ دربار نہ وہ امر نہ وہ وہ چرچا نہ وہ تذکرہ ہم فقیر بینوا اپنے بوریئے پہ تنہا سرہانے سیف المصطفےٰ کا مسودہ دھرا جنگل سنسان ہو کا میدان بن کا گونجنا ہشت کا نشان چل رے دل اب بستر ا اوٹھائیں کچھ دنوں بنارس کی سیر دکھائیں۔

شرارت کارپردازن آتشین نہاد رسالہ منصوبہ بجناب نواب صاحب بہادر سابق والی محمد آباد

اللہ کی شان یہاں تو حضرات کی خوب ہی بن پڑی ہے ایک سیدھے سادھے رئیس کو اپنی لچھے دار تقریروں میں خدا جانے کیا سبز باغ دکھا کر چھل پایا پھر کیا پوچھنا تھا خدا دے اور بندہ لے آڑ پا کر کھل کھیلنا گنتی بات تھی سمجھ لئے کہ نام بدنام رئیس کا ہوگا ہماری بلا سے رہا پاس نمک اوہ حی او سے کون دیکھتا ہے کچھ دنیا بھر کا تقویٰ ہماری ہی گھٹی میں تو نہیں پڑا ہے ؎

عاقبت کی خبر خدا جانے   اب تو آرام سے گذرتی ہے

اور اس میں اپنی گرہ سے کیا جاتا ہے پہلے تو کوئی چپ چپنے ہی کیوں لگا اور شاید کسی کا ماتھا ٹھنکا بھی تو کانوں پہ ہاتھ دھرنے کو جگہ ہے نا صاحب ہم آس نہ پاس یہ نواب صاحب ہی جو چاہیں سو کریں مگر بات یہ ہے ع کہ عشق و مشق برانتوان نہفتن۔

وہ بو ہی کیا جو سات پردوں سے نہ پھوٹ نکلے خصوصاً یاران قدیم تو چال سے جان لیں پھچل سے پہچان لیں وہاں پر وہ کیا کام دے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدت را می شناسم

آخر دیکھئے نہ کہ چھپے ہی چھپے کیا کیا جلوہ افروزیاں کیں ہیں **جلوۂ یکم** اُن لوگوں میں جنہیں مجلس میلاد سراپائے ارشاد کے بدعت قبیح ومنکر شرعی ہونے کا قائل ٹھہرایا سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی داخل فرمایا جن کا مجوزین مولد سے ہونا اور اس عمل مبارک کی کمال برکت وغایت فضیلت ثابت فرمانا مہر نیمروز وماہ نیم ماہ سے زیادہ تر روشن وآشکار حتیٰ کہ عماد الطائفہ ملا قنوجی صاحب کو بھی رسالہ غایۃ الکلام میں اس کا اقرار واعتراف[1] کیوں مسلمانو آنکھوں کا پانی اتنا بھی ڈھل جاتا ہے توبہ الٰہی توبہ **جلوۂ دوم** اسی طرح علامہ قسطلانی کا نام جن کی کتاب مواہب لدنیہ مشہور خاص وعام اور اس میں استحسان مولد اقدس کی وہ عالم آشکار دھوم دھام **جلوۂ سوم** راہ جنت سے استدلال والے بے انصافی اکابر ائمہ کی تصانیف مشہورہ معتمدہ کا جن سے یہ حضرات بھی جابجا تمسک کرتے ہیں اور بگمان موافقت وقت اُنہیں امام ومحقق کہتے منہ سوکھتا ہے یہی جواب تھا **جلوۂ چہارم** ابکی تو اُچھل کر تارے ہی توڑ لائے چار طرف واہ واہ واہ کی دھوم مچی ہے کان پڑے آواز نہیں سنائی دیتی بس حضرت مباحثہ ہی ختم ہو گیا۔ اب سنیوں کی مجال ہے کہ جواب دے سکیں صاحبو کارپردازان رسالہ عالیہ ملا قنوجی بہادر صاحب تفہیم المسائل سے سند لاتے ہیں افسوس اب سنی بے چاروں کے پاس اس پایہ کے امام کہاں کہ مقابلہ سے عہدہ برا ہوں۔ پر اگر مان لیجئے تو اتنی سند ہم بھی بیان کر سکتے ہیں کہ پرسوں ادھر ہی کہیں قنوجی کی طرف سے تازہ وارد دو فضلائے ملا رمجانی اور شیخ بدھا مراد آباد کی سڑک پر کہے رہے

[1] حاشیہ صفحہ ننانوے پر۔

تھے۔ پڑھیں پہارسی بیچیں تیل۔ جی دیکھو قدرت کے کھیل لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جلوہ پنجم صد ۱۳ پر مرقاہ ملا علی قاری سے بحوالہ شرح حدیث انما الاعمال بالنیات یہ عبارت نقل کی المتابعۃ کما یکون فی الفعل تکون فی الترک ایضاً الخ حالانکہ یہ قول صاحب مرقاۃ کا نہیں انہوں نے بکلمہ ضعف نقل کرکے اس میں کلام کیا ہے۔ کاربردازان کاروان نے وہ ضعف کا اشارہ الگ اوڑا دیا اور رد کی تصریح جدا بھلا خیر آپ کو ملاحظۂ مرقاۃ کی کیا تکلیف دی جائے اپنے نہیں امام مستند ملا تفہیمی کی تفہیم المسائل ملاحظہ فرمایئے مرقاۃ سے یہ عبارت یوں نقل کی قیل لایجوز التلفظ بالنیۃ فانہ بدعۃ والمتابعۃ کما تکون فی الفعل تکون فی الترک ایضاً دیکھئے ملا علی اس قول کو بلفظ قیل نقل کرتے ہیں۔ پھر وہیں اُس کا جواب یوں فرماتے ہیں قد یقال یسلم انہا بدعۃ لکھنا مستحسنۃ الخ اور اُس سے پہلے نقل اختلاف میں لکھ چکے ہیں۔ الاکثرون علی ان الجمع بینہما مستحب جلوہ ششم صفحہ ۴۰ پر صاحب درمختار کو اُن لوگوں میں داخل فرمایا جو صلاۃ الرغائب و نماز نصف شعبان کو بدعت منکرہ کہتے ہیں۔ یہاں بھی درمختار دیکھنے کا تصدعہ نہیں دیتے مگر جناب ڈپٹی المجسٹریٹ بہادر کے رسالہ امداد المسلمین پر ذرا نگاہ روبرو ہو جائے کہ صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں بعض فقہا نے جیسے صاحب درمختار وغیرہ حدیث پر اعتماد کر کے جواز لکھ دیا ہے الخ الغرض ؎

رحم آتا ہے حیا مجھ کو تری غربت پر ٭ خوب شوخی نے لٹائی ہے کمائی تیری

(حاشیہ صفحہ ۹۹ کا) لہ یہ فقرے انہیں جہال فاضل نما کی زبان میں لکھے ہیں اور جاہل لوگ علما فضلا فقرا حکما اس قسم کے لفظوں کو سکون حرف دوم ہی بولتے ۱۲

مدرس اسکول پادریان جناب مولوی بشیر صاحب ساکن سہسوان

ایام گردش نصیبوں کا پھر بیٹھے بٹھائے حضرت کو حج کا شوق چرایا خیر جیسے تیسے اُس سے تو نبٹے اب مدینہ طیبہ جانے کے نام سے زمین پکڑ گئے سنا گیا جناب ڈپٹی انکلکٹر بہادر بھی ساتھ تھے۔ جب زیادہ اصرار ہوا حضرت کی ضد نے اور اشتعال پکڑا اب مسلمان اپنی زبان سے کیا کہے جو کلمہ مزار اعطر و مرقد اطہر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا وہاں تو جناب ڈپٹی صاحب بھی برعایت ہم مذہبی پی گئے پادریت کے کلمے بالکل ریح شتر سمجھ لئے مگر ہند میں آکر پھر چھیڑی پختہ کاروں کو کچے گھڑے ہی چڑھی اب تو ان صاحب نے رسائل تالیف فرمائے بزعم خود زیارت مطہر کے تاکد و ضرورت کے اقوال محض باطل وضعیف ٹھہرائے ہر چند وہاں جو زبانی اونچی اڑانیں دکھائی تحریر کے وقت بظاہر اُن سے بہت گرے تاہم ہزار فریبوں کے بعد بھی اتنا تو صاف صریح ٹھہرایا کہ اگر کوئی شخص حج کو جائے اور باوجود قدرت و استطاعت قصد زیارت مطہرہ کو محض بلا عذر ترک کرکے چلا آئے اس پر شرعاً کچھ ملامت نہ ہرگز کچھ مؤاخذہ اُس نے کوئی بیجا بات کی جاتا جاتا نہ گیا برا کیا کیا انا للہ وانا الیہ راجعون اپنی بدنصیبی یا سیاہ قلبی سنگ راہ ہوئی تھی یا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ آپ کے قدم حرم محترم میں جائیں تو اپنا ہی بوجھ اپنے سر رکھا ہوتا رسالہ لکھنا عوام کو بہکانا زیارت اطہر کی پرواہ اُن کے دلوں سے مٹانا کیا مقتضائے اسلام و محبت حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہے خیر اُن تحریرات کی دھجیاں تو بدایوں لکھنؤ میں اُڑ چکیں ہم یہاں

دو چار اسپیچ اسکول بہادر کے لکھتے ہیں اسپیچ ۱- حدیث من حج وزار قبری بعد
موتی کان کمن زارنی فی حیاتی کی تضعیف میں ارشاد ہوا اس کے اسناد میں حسن بن
الطیب اور حفص کی نسبت میزان الاعتدال ذہبی سے جو عبارت جرح نقل کی
اس میں عجب چالاکی فرمائی کہ آدھی سنائی اور آدھی پاکٹ میں چھپائی میزان کی اصل
عبارت یوں ہے قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ انہ متروک الحدیث فہذہ روایۃ ابن
ابی حاتم حسن عبد اللہ واما روایۃ ابی علی الصواف عن عبد اللہ ابیہ انہ قال صالح
دیکھو ذہبی نے بطریق عبد اللہ ابن الامام امام احمد سے دو روایتیں بیان کیں
ایک جرح دوسری توثیق اسکولی بہادر نے روایۃ توثیق ہضم فرما کر اول آخر کے
قلابے ملا دیئے اسپیچ ۲- حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی پر طعن کے
لئے مقاصد حسنہ سے نقل کیا حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی رواہ
ابو شیخ وابن ابی الدنیا وغیرہما عن ابن عمر وہو فی صحیح ابن خزیمۃ واسار الی تضعیفہ
انتہی اھ اسکولی بہادر خدا نہ کرے کہ تم خداوندی مقدس کتاب میں لا تقربو
الصلاۃ دیکھ لو تو اس پانچ وقت کے ظاہری سجدہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو ذرا
ایمان سے کہنا اس عبارت کے اخیر میں ایک ہی سطر کے فاصلہ سے یہ عبارت
تو مقاصد میں نہ تھی قال الذہبی طرقہ کلہا لینۃ لکن یتقوی بعضہا ببعض لان مافی
رواتہا متہم بالکذب جس میں صریح تقویت حدیث کی موجود تھی اور اسے اڑا کر
آپ نے انتہی جادی ایسی انتہی تو ابتدا سے چلی آتی ہے آج کیا تم نے نئی کی ہے
اسپیچ ۳- حدیث زوروا القبور کے جواب میں زیارت قبر خود کا معاذ اللہ
نامشروع ہونا مان کر لا تتخذوا قبری عیدا کی بحث میں صاف لکھ دیا جمیع صحابہ
سوائے حضرت ابن عمر کے اس حدیث سے نہی زیارت سمجھتے ہیں الخ اس
دشمن عقل ودین سے پوچھا جائے کہ اونہ زیارت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کا نامشروع وگناہ جاننے والا صاحب تمہیں اپنے اس معبود کی جیسے تم پوجتے ہو کہ ہمارے ادبھار ہی سے ذرا کرسی حمیت پر ترچھے ہوکر طبوس فرمایئے اور اپنے اس خبیث دعوے کے ہزار حصوں سے ایک حصہ بھی عہد قدیم بلکہ جدید کی بھی کسی مقبول معتبر کتاب سے ثابت کر دکھایئے ورنہ جب تک تمہیں اپنے آقایان نجدیت کا اصطباغ دیا ہوا احرام ہے۔ او صاحب اگر تم ایک سند بھی نہیں لا سکتے تو کیا تمہیں بھی یوحنا کی طرح مکاشفہ ہوتا ہے غضب خدا کہ صحابہ کرام اور مصطفےٰ پیارے کی زیارت کو بحکم حدیث برا سمجھنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین۔ لا لعنۃ اللہ علے الکذبین الظالمین الذین یحادون اللہ ورسولہ ولا یخافون بطش اللہ ان بطش ربک لشدید اپیچ ہم۔ یہ اپیچ غضب کا پیچ پیچ کا پیچ اپیچ کا اپیچ جس پر اطلاع مسلمانوں کو نہایت ضروری یہ صاحب اپنے اس جرنیلی رسالہ میں عجب قواعد سے چلے ہیں کہ ملے ہی ملے ایمانی قلعوں تک میگزین پہنچا دیا عنوان رسالہ سے آخر رسالہ تک عوام بہکانے کو برابر اقرار ہے کہ ہم زیارت اطہر کو مستحب جانتے ہیں ہاں وجوب وتاکد کو باطل مانتے ہیں مگر زنہار زنہار ان کی سرنگ سے غافل نہ ہونا ہاں ایمان والو خبردار اے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جان نثارو ہوشیار کہ صاحب تمہارے ایمان پر بڑا داؤں چلا چاہتے ہیں۔ دیکھو ظاہر میں تمہیں بھارہے ہیں کہ با باہم تمہارا بدخواہ نہیں ہم تم سے لڑنا نہیں مانگتا اور ضمن دلائل و نقول وسند میں برابر منع و تشنیع و ذم و تقبیح کے دام بندھ رہے ہیں۔ اس رسالہ کو خوب تلے اوپر سے جانچو دیکھو تو باوجود دیکہ اور قبروں کا مقصد زیارت بلا سفر مستحب مانا پھر بھی خاص زیارت انور اقدس کے قصد کو صاف نامشروع لکھ دیا کہ اوروں سے تو کوئی وجہ عداوت نہ تھی۔ دروسے تو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہنچا تھا۔ ہاں زیارت مسجد اطہر

کو بے شک مستحب لکھا لیکن وہاں بھی صلاۃ و سلام بحضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام بنظر خصوصیت مزار فائض الانوار تسلیم نہ کیا اس سے بڑھ کر کیا ہوگا۔ کہ جمیع صحابہ سوائے حضرت ابن عمر کے اس حدیث سے یہی زیارت سمجھے ہیں جب معاذ اللہ تمام صحابہ کا یہی مذہب ٹھہرا تو ایک ابن عمر کے خلاف سے کیا ہوتا ہے بحکم اتبعوا السواد الاعظم زیارت مطہرہ کو منہی عنہ ہی ماننا پڑے گا اور ہر منہی عنہ شنیع و ذمیم لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیوں او بد عہد ناخدا ترس یہی کہنا تھا کہ میں مستحب مانتا ہوں لیجیے میں نے ناحق کہا کہ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا ص۵۶ دیکھئے صاف صریح فرماتے ہیں احادیث زیارت محض بے اصل ہیں۔ کیونکہ ان سب میں ترغیب زیارت قبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے اور وہ مخالف و معارض ہے مقصود حدیث لاتتخذوا قبری عیدا کے الخ دیکھو تمام احادیث زیارت کو صرف اس جرم پر بے اصل محض ٹھہرایا کہ ان میں زیارت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اچھا بتایا ہے۔ رغبت دلانے کا حاصل اسی قدر کہ ایک اچھی بات ہے جس کے کئے سے فائدے کی امید ہے اسی قدر استحباب کا محصل پھر وہی بددین تو مستحب جانے گا۔ جو زیارت اقدس کو قابل رغبت اور اچھی بات ہی نہ مانے گا۔ معہذا جب احادیث زیارت باطل ٹھہریں، اور لاتتخذوا قبری عیدا کے یہ معنی قرار پائے کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر انور کی زیارت سے منع فرماتے ہیں تو کیا زائر قابل ثواب رہا جیسا کہ استحباب کا مفاد یا عیاذاً باللہ مستحق عذاب ہوا جیسا کہ نہی صریح سے مستفاد۔ دیکھو یہ چال پیچ ہیں ان بڑے موحدوں پکے دین داروں کے زبان سے مستحب گنتے جائیں تاکہ عوام بھڑک نہ اٹھیں۔ اور دل میں یہ کچھ زہر بھرا ہوا کہ جا بجا اوگل رہے ہیں۔ ابھی کیا سنا ہے ص۲۶ کی

نقل دیکھئے وہاں صاف[1] تصریح ہے کہ تعظیم حضور پر نور علیہ اکمل الصلاۃ والسلام کے لئے زیارت قبر اطہر کو مستحب جاننا اُسے منسک حج ٹھہراتا ہے۔ دیکھو یہاں صرف استحباب زیارت کو بھی اگرچہ بلا سفر ہو حرام و متضمن شرک مانا یا نہیں پھر تم سے برابر یہی پیام ہے کہ میں تو خود استحباب کا قائل ہوں مجھے تو وجوب میں کلام ہے غرض اسی قسم کی خرافات سے سارا رسالہ مملو و مشحون انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانوں سے دست بستہ نہایت ضروری عرض

ہاں ہاں ایمان والو دیکھو بہک نہ جانا فریب نہ کھانا جلد اپنی ایمان کی خبر لو اور ان دغا کے تیلوں سے اس ملک عزیز مقتدر کی پناہ مانگو جس نے تمہیں حضور پُر نور مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شیدائی بنایا جس نے زیارت خیر النور کو موجب ہزاراں ہزار شربت اور انشاء اللہ بابمت حصول نعمت شفاعت کہا جس نے اس پاک مبارک زیارت میں ایمان والوں کے دل کا حال مجدہا وعز جدہ وصلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وسلم خوب یاد رکھو کہ ہمیشہ مسائل دینیہ خصوصاً مبحث تعظیم و محبت حضور سید المحبوبین علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم میں ان حضرات کو بھی داؤں گھات ہیں جن کا ایک شمہ تم یہاں سن چکے زبان سے نرم لفظ کہتے جائیں بات بات پر مصرعہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، سنائیں کہ ناواقف جانے یہ تو بڑے عاشق رسول و متبع سنت

---

[1] وہو عن الصارم بہذا اللفظ الوجہ العاشر ان ایجاب زیارۃ قبرہ اور استحبابہا او شد الرحال الیہا لاجل تعظیمہ یتضمن اجعل القبر منسکا یحج الیہ الخ ۱۲ منہ

ہیں مگر باطن ہیں وہی چھریاں بھری ہوتی ہیں جو بھی تقریروں کی آڑ میں وقتاً فوقتاً جلوہ کر کے ایمان عوام کا کام کر جاتی ہیں مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی بھی بحث شفاعت میں بھی روشن چلے ہیں ظاہراً رضائے جہال کو شفاعت کا اقرار کیا کہ ہاں ہو گی مگر خاص جو معنے شفاعت تھے۔ اُن ہیں کہیں صاف صاف کہیں کچھ بیہودہ قیدیں بڑھا کر نہایت سخت وشنیع قباحتیں نکال دیں اور اپنی طرف سے ایک ایسے معنے گڑھے جن کا وقوع کسی طرح ممکن نہیں نہ انہیں حقیقت شفاعت سے علاقہ نہ اُن میں کچھ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت نہ ایسی شفاعت کی معاذ اللہ کچھ قدر و منزلت بلکہ العظمۃ اللہ اُس نو ساختہ شفاعت سے حضرت ملک مقتدر جل جلالہ کی صریح اہانت و عجز و خوف و نقصان قدرت و حیلہ جوئی و بہانہ گیری و پیروی خیالات ناقصہ بشری اور معاذ اللہ اُس احد صمد فرد وتر ملک بے نیاز کا کہ لا یسأل عما یفعل جس کا دبدبہ جلال عظمت اور یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید جبروت بارگاہ سلطنت ہے عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ دارا و کاوس کے مشابہ اور اس کے فرمان عظیم فرقان کریم کا ان سخرگان دنیا طلبی کے قانون و حکم سے مماثل ہونا نکلتا ہے کما لا یخفی علی من طالع تقویۃ الایمان اعاذ اللہ المؤمنین من شرہ الفتان پھر ایسا اقرار کسی عاقل کے نزدیک بھی اقرار ہو سکتا ہے ہاں جاہلوں کے بہکانے کو ہو گیا کہ منکر شفاعت نہیں واللہ یعلم المفسد من المصلح تحقیق امن مبحث کی کتب علمائے اہلسنت میں مشرحاً مذکور جس کے جواب سے آج تک سارے طائفہ نے بے وقت کی گالی اور ایک بات بھی ٹھکانے کی نہ بن آئی اور اب جسے حوصلہ ہو مضامین تقویۃ الایمان کو مطابق عقیدہ اہلسنت کر دکھائے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا الایہ اور یہ بھی خوب سمجھے رہو کہ جبرہا مسئلہ

کا بھی ذکر تھا یعنی زیارت قبر اطہر کو معاذ اللہ معاذ اللہ تا بجرام و شرک پہنچانا اور
زبان سے وہی مستحب مستحب کی رٹ لگانا یہ نہ یقین دلانا کہ اُس کے معتقد
صرف اسکولی صاحب سہسوانی ہیں نہیں صاحبو یہ بھی ان حضرات کا شیوہ
ہے کہ اپنے میں ایک کو ہراول بنا لیتے ہیں اور خفیہ سب اُس کے ممد و معاون
رہتے ہیں اور اتنا نہ ہو تو اس قدر تو ضروری ہے کہ اُس عقیدہ کے سبب
اُسے دل میں بُرا نہیں جانتے معتبر طور پہ معلوم ہوا کہ اسکولی بہادر کا رسالہ بھی بہ
اعانت نواب صاحب بلند اقبال شوہر ریاست بھوپال چھپا ہے اس سے
زیادہ کیا ہوگا کہ طائفہ امیریہ کو اکثر وہابیہ نے بھی کافر مردود لکھ دیا مہریں کر دیں
فتوے چھپ گئے پر اب کیا ممکن ہے کہ وہ ان سے ایسا ہی معاملہ برتیں
جیسا مرتدین سے برتا جاتا ہے استغفر اللہ محض خیال خام ہے جب آپس میں
ملتے ہیں سب ملۃ واحدۃ ہو جاتے ہیں غرض سہ

بیباک ہیں سفاک ہیں جو آج ہیں یہ ہیں ❊ بندے ہیں مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

فوج طائفہ میں سارے بیڑے کی سند جناب مولوی امیر حسن و مولوی امیر احمد

یہ حضرت اور ان کی ذریات ہر چند نہایت مہذب و سراپا ادب ہیں کہ ان
کا اس وصف عالی میں کمال ہمیں ان کے تذکرہ سے مانع آتا مگر کیا کیجیے۔ کہ
بیڑے بھر میں یہ سب سے بڑھ کر منچلے کجکلاہ قرار پائے ہیں چار ناچار۔ ع
باہمیں مردمان بباید ساخت۔ کچھ تہذیبیں ان کی بھی ملاحظہ ہوں۔ تہذیب ۱۔
رسالہ ہدایۃ المعتدین میں جو فتوٰی چھپا ہے جسے صاحبزادے کی محنت
جانئے اور بزرگوار کی تصدیق یا بزرگوار کی بزرگی کہئے اور صاحبزادے کی توثیق

اُس میں جن جن خوبیوں سے مجلس میلاد و قیام کے مانعین گنائے اور جس جس قدر حیا و دیانت پر الطاف و کرم فرمائے اُنہیں دل خوب جانتا ہوگا پہلے تو لیجیے قول المعتمد زمانہ بھر کی چھٹی ہوئی نامعتمد ہیں عرض کروں آخر آپ کے اکابر کا حال کلھیا کا گڑ تو نہ تھا سب ہی جانتے تھے کہ ایک ایک حضرت یہی نام جپ چکے ہیں اور وقت مطالبہ کھوئے گئے پھر اصاغر کو کیا لائق تھا کہ بڑوں کی حرص کر کے ناحق اپنا جی دھڑکائیں ؎

سبت بازو بجہل می فگنند ٭ پنجہ با مرد آہنیں چنگال

(۲) جامع المسائل (۳) تکملۃ التفسیر (۴) بدع مخزومی (۵) شرح البعث۔ (۶) فتاوی ابن نقطہ (۷) وہ کتاب جس کا نام آپ کو بھی نہ معلوم ہوا کتاب شرف الدین لکھنے پر اکتفا فرمایا اب سچ سچ کی ٹھہری ہے ذرا خدا سے ڈر کر صاف صاف کہدیجئے کہ ان کتابوں کو آپ نے کبھی دیکھا ہے یہ آپ کے پاس موجود ہیں اور یہ حوالے خود اُن میں یا کسی اور مستند معتمد مقبول مشہور کتاب میں دیکھ کر دیئے یا بے دیکھے ایمان بالغیب لاکر اشھد ان بول اُٹھے بات یہ ہے کہ ان حضرات نے بحکم اتواصوا بہ آپس میں ع ہر کہ آمد بر ان مزید نمود ٭ کا مشورہ کر لیا ہے۔ صاحب کلمۃ الحق نے تو قول نامعتمد کا صرف حوالہ ہی دیا تھا ملا قنوجی نے کہا ہم کاہے ہیں کم ہیں وہ نہ کریں جس میں دونی ناموری بنام کتاب ایک طولانی عبارت بھی نقل کر دی اور اُس میں اور کتابوں کے نام بڑھائے ڈپٹی بہادر نے خدا جانے معلم صاحب کے بھروسے یا صریح دیدہ و دانستہ ان ناموں کو قول معتمد کے ساتھ کٹہرے میں بیٹھا یا سب سے تصحیح نقل کا بیڑا اٹھایا ان والد و مولود نے کہا اجی ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ٭ آپ نے سب نام برابر برابر چنے اور چھاتی پر ہاتھ مار کر لولے جسے منظور ہو کتابوں مذکورہ میں دیکھ لے

قول معتمد، جامع المسائل، تکملۃ التفسیر، بدع مخزومی، شرح البعث، فتاوی ابن نقطہ، کتاب شرف الدین وغیرہ کو خودساختہ جعلی کتابیں بتاتی ہیں۔

یعنی اس درجہ مشہور ہیں کہ جو چاہے ان کی طرف مراجعت کرلے اور خدا چاہے تو آج تک خود بھی کبھی خواب میں نہ دیکھی ہوں فقط اگلوں کی بنیو پر چنائی چلی جاتی ہے اس کی کیا پرواہ کہ اگر کوئی مانگ بیٹھا لیے حضرت ہمیں دکھایئے تو حیادار کو تو ڈوب مرنے کو بھی جگہ نہ ہو گی آخر جب سنیوں کا مواخذہ حد سے گزرا جناب تقدس مآب مولوی امیر حسن صاحب نے رخصت سفر کمر پر کسا اور تلاش کتب کے لئے طبقات زبیر بن کا عزم فرمایا مگر خدا جانے وہاں بھی نہ پائیں یا کیا سبب ہوا کہ مدت زیادہ گزری جواب تک نہ آیا (۸) کتاب طریقہ محمدیہ کا نام اور وہی جرأت کہ جو چاہے دیکھ لے گویا ان کا بچشم خود دیکھا ہوا ہے اللہ اکبر مشہور کتاب اور یہ صریح جھوٹ اور اتنی دلیری غرض تیز چھری میں حیا کا حصار اور دیانت کی دُم میں ریشمی رسا (۹) فتاوی مغربی (۱۰) تحفۃ القضاۃ (۱۱) نور الیقین (۱۲) تلخیص البحر (۱۳) عقبات (۱۴) رسالہ محمد اشرف (۱۵) بہجۃ العشاق جونپوری (۱۶) طریقۃ السلف گجراتی وغیرہ وغیرہ ذرا اصل موصل ملا قنوجی و نواب بہادر رئیس البھوپال پر نظر کرکے ان کتابوں میں اکثر کا قبول و اعتبار بلکہ بعض کا وجود و اشتہار یوہیں مولفوں کا علم د

لہ اور مسئلہ قیام میں جو تغلیط عوام کو کتب حدیث کے دو ایک نام ارشاد ہوئے حیا و دیانت کا مقتضیٰ یہ تھا کہ دفع تعارض و تطبیق و ترجیح اور شرح محققین کی تنقید و تنقیح اور ائمہ فقہا کی افتاؤ تصحیح اور بحکم اسحاقی صحت حدیث کی اثبات و توضیح سب پر نظر فرما کر زبان کھولی ہوتی اور اس بحث میں سیرت شامی کا تو نام لینا اپنی راہ میں کانٹے بونا ہے جیسا کہ ہم اجتہادات جناب مجتہد بہادر میں بیان کر چکے فند کرو نشکر اللہ العلی الاکبر ۱۲ منہ

عدالت و صدق و جلالت باقی سے نصیحیح حکایت و توثیق روایت ثابت کر دیجئے اور جو آپ کی قسمت سے دو ایک رہ جائیں اور ان کا کلام بھی اضطراب و نہافت سے خالی اور افادۂ مدعا میں نص ہو ان کی وجہ ترجیح کلمات عالیہ جمہور ائمہ پر ارشاد کیجئے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا ولتعلمون ان لن تفعلوا تو اتنا کہہ دیجئے کہ ایسے کاذب رسالے باطل حوالے حیا کے توالے لیے چارے عوام کے چھلنے والے کون سے خاتم کی شرح سے نکالے ان باتوں نے کچھ آپ کی قدر بڑھائی یا مستحسنات ائمہ کی شان گھٹائی اور جب کچھ بھی نہیں تو حلوا نہ مانڈے رانڈے اُدھر سے مانڈے گھر کے نہ گھاٹ کے یونہیں بارہ باٹ کے انا للہ وانا الیہ راجعون آگے چلئے رسالہ مناظرۂ احمدیہ و نصر المومنین فی رد قول الجاہلین بقول مولوی کرامت علی جونپوری کے ٹھنک تو مل گئی مگر ایمان کا کیا حال ہوا تہذیب ۱۷۔ تہذیب بہادر نے مناظرہ کے صـ۳۹ میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر افترا کیا کہ معاذ اللہ وہ بھی شش مثل و ہفت خاتم کے قائل ہیں بلکہ اُس کے منکر کو کافر جانتے ہیں اس صریح بے ایمانی کا پورا علاج علمائے بلاد دا مصار نے جن میں دہلی قنوج بھوپال وغیرہا کے وہابیہ یہاں تک کہ مہذب بہادر کے مولائے اکبر حافظ آیۃ انی بریٔ منک مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی بھی داخل ہیں ابنہج معقول کر دیا اور بحمد اللہ اذ قال للانسان اکفر فلما کفر کا قصہ آتش کوہ و طشت از بام ہو گیا مگر بڑھ کر بہادری تو یہ کی کہ ان کے ساتھ (۱۸) عطار بن السائب (۱۹) ابو الضحے (۲۰) شعبہ (۲۱) عطا بن یسار (۲۲) عمرو بن مرہ (۲۳) محمد بن مثنے (۲۴) عمر بن علی (۲۵) محمد بن جعفر (۲۶) عبید بن غنام (۲۷) علی بن حکیم (۲۸) شریک (۲۹) حاکم (۳۰) بیہقی (۳۱) امام سیوطی۔ (۳۲) ابن ابی حاتم (۳۳) عبد بن حمید (۳۴) ابن الضریس کو بھی گن دیا

کہ عیاذاً باللہ ان سب کا بھی مذہب تھا۔ اور فتوائے ثانیہ نصر المؤمنین میں جس کے مفتی ملا مہذب اور مہری مصدق مجتہد مؤدب اللہ کی عنایت سے دونوں یکساں ع وزیرے چنیں شہریار چناں ، اُس میں ان اٹھارہ کے سوا دو اور بڑھائے یعنی (۳۵) محمد بن جریر طبری اور (۳۶) امام ابن حجر عسقلانی غرض جس جس نے حدیث کی روایت یا اپنی کتاب میں اُس کی تخریج یا اپنے کلام میں اُسکا ذکر کیا ہے سب بے گناہ پکڑے گئے اور معاذ اللہ ایسے قول شنیع وکفر قطیع کے قائل ٹھہرے ہم ملا مہذب بیچارے کو کیا چھیڑیں پر ہاں مجتہد بہادر سے اتنی عرض رکھتے ہیں کہ آپ اپنی حدیث دانی کی شرم کر کے ان بیس اکابر سے ثابت کر دیجئے کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین افضل العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھ امثال وہمسران فضل وکمال عالم میں موجود ومتحقق ہوتا ان کا عقیدہ تھا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ وائے بدعقلی اگر مجرد نقل وروایت مستلزم اعتقاد ہو تو سب محدثین ورواۃ اُن احادیث کے جن کا مضمون بادی النظر میں یا بعد از تعمق بھی برخلاف آیات محکمات وعقائد اہل حق ہے اور علمائے دین ہمیشہ سے انہیں مؤول یا بوجہ مخالفت قطعیات کے غیر مقبول کہتے آئے العیاذ باللہ منکر قرآن مجید واہل بدعت واہوا قرار پائیں اور ربوجہ روایت وتخریج دلائل مذاہب مختلفہ کے قائل بالمتنافیین ٹھہریں الٰہی اپنے قہر سے بچانا اپنے حبیب کا صدقہ آمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین تنبیہ الحق ع

حلم حق باتو مواسا ہا کند ۞ چون زحد مے بگذرد رسوا کند

ہمیشہ سے اس بے ادب گستاخ قوم کے دل میں حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے آتش بغض وکینہ دبی تھی جس بانسوں میں ادنیٰ العظیم

حضور کی دیکھی شرک ٹھہرادی جہاں ہلکی سی بوئے محبت مہکتی پائی بدعت بنادی آخر قہر الٰہی جوش زن ہوا اور ایک قاہر بجلی میں ان کا خانماں دیانت و برگ و بار امانت رہا سہا بالکل پھونک دیا دل کی صورتیں مسخ کر کے عقل و تمیز و شیوۂ انسانیت یکقلم چھین لیا اب نہ کوئی بات ان کی سمجھ میں آئے نہ قرآن و حدیث سے کچھ پیش جائے نہ خدا اور رسول سے سروکار نہ کسی مذہب و ملت پر قرار ابھی ان کی ایک لو نیا زتازہ پرواز کو کوئی نیا عقیدہ نکالنے دو آج ہی پرانے پرانے ساتھ ہوئے جاتے ہیں اور پھر اُس پر وہ شور و غوغا ہوگا کہ خدا کی پناہ جہان بھر اس کے خلاف ہو تو سب کافر لیکن یہ چار ہی بھر کی صاحبی ہے کل ہر طرف سے مار پڑے گی دار و گیر ہونے لگے گی لیجیے کچھ نہ تھا کانوں کان کوئی خبر نہیں گویا ان تلوں تیل ہی نہ تھا بلکہ زیادہ کھڑ کھڑاؤ تو خود ہی اس کے کفر پر مہر کر دیں گے۔ دور کیوں جاؤ اب یہی ششش امثال کا مسئلہ ہے انہیں حضرات سے قسم دھر کر پوچھو کہ تیرہ سو برس کے مسلمانوں کو جانے دو اس ایجاد سے پہلے ایمان سے کہنا کبھی تمہاری خواب میں بھی خواتم و امثال طبقات زیرین کا خیال آیا تھا یا جب تک تم سب بھی کفار و اولاد کفار تھے اب چھ سات سال سے ایمان نصیب ہوا وہ بھی اتنا پسیجا کہ دو ہی جھٹکوں میں تار تار اب مجتہد بہادر فرمائیں کہ یہ صریح بہتان افترا پر آپ کی طرف بھی منسوب ہوں یا نہیں تہذیب اسے خدا البسوں کو تو ناخن نہ دے جو اپنے ہی سر کا زیاں کریں کہیں صاحبزادے نے سن پایا کہ مرفوع حکمی بھی کسی چیز کا نام ہے اب کیا تھا جامہ میں پھولے نہیں سماتے صفحہ ۴۳ مناظرہ احمدیہ پر صاف لکھ دیا کہ یہی عقیدہ صحابہ اور تابعین اور سلف صالح ائمہ اور محدثین بلکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا لکون الحدیث مرفوعا حکما مجتہد بہادر تم ان کے بڑے حامی ہو ہم تو

تمہیں سے کہیں گے اصول حدیث سے اس روایت کا جزء مرفوع حکمی بھی پہلے
بے دھڑک عقیدۂ باطلہ[۱] رششِ امثال کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی طرف نسبت صحیح ہونا ثابت کر دو ورنہ صاف کہدو کہ سرکار عرش وقار
رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ میں ایسے مفتریوں کے لئے من کذب
علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ فی النار کا خلعت تیار ہے ؎
ناصحا کہدے محبت میں خدا لگتی کچھ ٭ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری
ہاں مجھی کو سہو ہوا ص[۶] نصر المومنین نہ دیکھیئے فتواے صاحبزادہ میں مرقوم
موافق قاعدہ محدثین کے یہ مرفوع ہے حکما پس معاذ اللہ حضرت رسول
خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک نوبت پہنچتی ہے اور دھروں کی لاگلی ہی لیں
میں چار لکیروں کے اندر مجتہدہ بہادر بھی پھری کر رہے ہیں بھلا ان سے
ہو سکتا کہ صاحبزادے کھا کھیلا چھوڑ دیتے یا اس خلعت بیش بہا سے حصہ
نہ لیتے کیوں حضرت یہ اکیسواں[۲۱] افترا بھی آپ کے سر ہو یا نہیں پر انصاف
کیجئے تو یہ تو اکیس[۲۱] لاکھ افترا سے بڑھ کر ہے کہ اوروں پر جھوٹ مصطفیٰ[۲] صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان کے کب برابر ہے تہذیب ۸ ۳ ۔ اس سے
بڑھ کر قیامت یہ ہے کہ خلاصہ تحریر منسوب بہ بدوانی ص[۴۶] مناظرۂ احمدیہ
میں صاف اقرار کر دیا کہ نبوت حضور پر نور بشری الانبیا علیہ وعلیہم التحیۃ والثنا
کی تصریح اسرائیلیات میں نہ تھی ورنہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
نبوت سے کیونکر انکار کرتے حیث قال دوم بنی کنیکم میں تصریح نبوت آنحضرت
ہے اگر اسرائیلیات میں یہ ہوتا تو اسرائیلیوں کو کب انکار نبوت آنحضرت سے کیونکر

---

[۱] اقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحابہ وبارک وسلم ۱۲ منہ [۲] اقول صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وبارک وسلم علی رغم من لم یصل وسلم علیہ آمین ۱۲ منہ

ہونا اب تمام وہابیہ نجدیہ وسندا اپنی کلمہ گوئی کی شرم کر کے بے ردو رعایت فتوے دیں کہ یہ قول قطعیہ وخبث صریح ایمان سے کچھ بھی علاقہ رکھتا ہے افسوس عداوت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نوبت یہاں تک پہنچی شاید آیات کریمہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اہل کتاب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو۔ مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد خوش خبری سناتا اس رسول کی جو میرے بعد آئے گا اس کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل اُس نبی کو لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت وانجیل میں ذالک مثلھم فی الانجیل یہ کہاوت ہے اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توریت میں اور کہاوت اُن کی انجیل میں وغیرہا آیات صریحہ اور کریمہ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین یعنی اس نبی کی پیدائش سے پہلے تو کافروں پر اُس کے وسیلے سے فتح مانگتے تھے اب جو وہ جانا پہچانا پیغمبر جلوہ فرما ہوا منکر ہو بیٹھے سو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔ وغیرذلک وآیات جن میں اشقیائے بنی اسرائیل حضور نبی الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم سے قلبی عناد اور اگلے رسولوں کی جان بوجھ کر تکذیب نہ فسادنہ کورہ طبقات زیرین کے مصاحف مفروضہ میں نہیں یا خدا کی بات جھٹلانے کا کچھ مزہ ہی پڑ گیا ہے وہ فرماتا ہے ان کا ان کی عادات کا ان کے اخلاق ان کی شریعت کا ان کے اصحاب کا ان کی امت کا تفصیلی ذکر ہماری اوتاری کتابوں میں ہے یہ کہتے ہیں کہیں بھی نہیں وہ فرماتا ہے بنی اسرائیل نے دیدہ دانستہ کفر پر اصرار اور ہمارے نبی کا انکار کیا یہ کہتے ہیں بھلا ایسا ہو سکتا ہے اب بھی کہئے کھلی کھلی قرآن عظیم کی تکذیب اور یہود و نصاریٰ کی

کی حمایت ہے یا نہیں مگر افسوس ان نئی روشنی والوں کو مثل مشہور چراغ کے نیچے اندھیرا اپنا منہ بھی نہیں سوجھتا کہو صاحبو تم نے باوجود ادعائے اسلام آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو بہت سامان لیا پھر اسرائیل کہ اقبالی منکر ہیں اُن پر یہ حسن ظن کے لئے غرض شاد باش و بیباک زہی کہ انہا ترمی بشرر کالقصر ہ کانہا جمٰلت صفر ہ کی اونچی اونچی کوٹھیاں چھلبل کرتی سواریاں تیار ہیں اور ۱۹ نیش معصوم بندے ذق انك انت الامین البشیر النذیر کہتے ہوئے آٹھ پہر خدمت گزار الا من تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی نسال اللہ تعالیٰ ویختمونه وجمیع المومنین بالحسنیٰ بجاہ سید المرسلین افضل العٰلمین خاتم النبیین المحمود فی الاولین المنعوت فی الاخرین افضل صلوات اللہ وتسلیماته وبرکاته وتحیاته علیه وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین اٰمین **خاتمہ رزقنا اللہ تعالیٰ حسنہا اٰمین** یہ ایک سو ساٹھ عنایتیں ہیں حضرات اکابر واجلہ عمائد کی دیانت وامانت کے حال زار پر کہ فقیر خیر خواہ مسلمین نے باوجود کثرت کار و ہجوم افکار بے قصد اکثار واستیعاب شمار عشرۂ اخیرۂ ذی الحجہ مبارک سنہ ۱۲۹۹ بارہ سو ننانوے ہجریہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وتحیہ میں بعجلت تمام جمع کر کے ہدیۂ انظار منصفان ارجمند و خوش مزاقان حق پسند کیں ہ

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد ∴ توقیع قبول روزیشں باد

اٰمین بجاہ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جی میں تو آیا کہ کچھ کرامتیں اولیائے طائفہ جناب مولوی اسمٰعیل صاحب و جناب مولوی اسحٰق صاحب کی بھی عرض کروں مگر ادھر تو قلت فرصت کا

جنجال اور دھر نازک مزاجی احباب کا خیال کہ مبادا اُن کے ذکر پر بعض حضرات
کا خون تعصب جوش میں آئے خدا نہ کرے وہ فقیر کا مطلب کہ احقاق حق ہے
ہاتھ سے جائے معہذا اس رسالہ کا نام **سیف المصطفیٰ** ٹھہرا تو
بلحاظ اعداد کلمہ سیف[۱۵۰] انہیں ڈیڑھ سَو[۱۵۰] پر اقتصار اولیٰ ۔ اب حضرات
عالیہ ناظرین باتمکین سے دست بستہ چند التماس (اولاً) سب سے
زیادہ صرف اتنی تمنا کہ اُن اوراق پر جب نظر ڈالیں ذرا پاس انصاف کو
کام فرمائیں خدا شاہد کہ مجھے کسی کی بدگوئی مقصود بالذات نہیں حق پسندی
کیجیے تو بگڑنے اور الجھنے کی کوئی بات نہیں پھر بھی اگر کوئی صاحب غصہ لائیں تو
فقیر حاضر جو چاہیں فرمائیں حاشا کہ میں عتاب کا جواب طیش سے بلکہ کہیے تو
اول ہی اپنے قصور کا اقرار کر لوں مگر آج کل پرسوں نرسوں جب کبھی جاکر
غصہ اُترے مزاج درست ہو لے رو رعایت میزان عقل کا سخن سنجی پر عزم
چست ہو اُس وقت اتنا ارشاد ہو جائے کہ عرض فقیر قابل قبول یا نگاہ تحقیق
میں لغو و فضول (ثانیاً) جن صاحب کی عالی ہمتی انہیں حوصلہ جواب پر
لائے ذرا یوم الحساب کو یاد فرما کر اتنا خیال آجائے کہ جواب ہو تو پورا ہو
یہ کیا کہ فقیر نے تو ایسے عمائد کی ایسی کارسازیاں امر دین میں شعبدہ
بازیاں وہ بھی اتنی شرائط کا پابند ہو کر جن کا ذکر شروع رسالہ میں گزرا اس
پچاس قدر کثرت و وفور کے ساتھ ثابت کر دکھائیں جن کا نظیر شاید ملت
اسلام میں باستثنائے شیعہ کہیں نہ ملے آپ زید و عمرو ناواقفان امر کی
بلائیں یا کبھی فاضل مقبول احد الفحول ہی کی خارج از مقصود خطائیں

شہ دس بعد کو اضافہ ہوئیں لہذا ایک سو ساٹھ ہو گئیں ۔ ۱۲

خواہ لفظی[1] گرفتیں کتابت[2] کی ذلتیں ادھر اُدھر کی فضول حکایتیں جمع کرلائیں
کہ خود بھی انصاف پر آیئے تو یہی فرمایئے کہ ان عظیم آفتوں غضب قیامتوں
کا مطلق مقابلہ نہ ہوا جو اکابر طائفہ سے دہلی مناظرہ میں بایں شدت وکثرت
وقوع میں آئیں تو ساحت عزت حضرات نبوت علیہم الصلاۃ والتحیۃ
کے سوا کوئی بشر بھی مسامحت سے پاک ومبرا نہیں کلام تو اس میں ہے
کہ امر دین میں اس قسم کی چالاکیاں اس درجہ بیباکیاں شیوۂ اہل حق وہدی

---

[1] جیسے جناب ڈپٹی المجسٹریٹ بہادر رسالۂ امداد السنیین میں بجواب بجواب
نمونۂ شعبدہ بازیہائے وہابیہ اہل سنت پر طعن فرماتے ہیں کہ شیخ ابوموسے مجوزہ
میلاد کو بعض رسائل میں تزہونی لکھا اور بعض میں نزہونی اکیوں جناب ڈپٹی
صاحب سچ کہیو یہ جواب ہوگیا اُن کارسازیوں کا جو آپ اور آپ کے اکابر نے
کیں۔ ۱۲ منہ سلمہ [2] جیسے جناب ملا تفہیمی بہادر تصحیح المسائل
پر بڑا بھاری اعتراض فرماتے ہیں۔ کہ اس میں ہر جگہ ابن ملک کو ابن مالک لکھا
اور ایسے دلیل ٹھہرایا صاحب تصحیح کی شرح مصابیح نہ دیکھنے پر حالانکہ اولا دعویٰ
کلیت محض غلط تصحیح میں سب سے پہلے کہ صـ پر یہ نام آیا ابن ملک ہی لکھا ہے۔ ثانیا
خود صحت نامہ تصحیح میں شروع تصحیح اسی لفظ سے ہے۔ اور ملا تفہیمی صـ ۱۲۸ تفہیم
پر تصحیح کا نسخہ مطبوعہ پیش نظر ہونا بتاتے ہیں پھر ایسے اعتراضوں پر خوش ہونا انہیں کو زیبا
ہے۔ ثالثا اللہ کی شان کریمی وقہاری تو دیکھو ع با اہل خدا ہر کہ در افتادہ بر افتاد جہاں
حضرت نے یہ اعتراض مایۂ تفاخر وناز صاحب تصحیح پر جمایا اُسی مقام میں اُسی صفحہ پر خود
ابن مالک لکھا ہے یعنی جواب گئے ہیں یہ لطیفہ بھی یادگار رہے گا ع چون خدا خواہد کہ پردہ
کس درد میلش اندر طعنۂ پاکان برد ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ

نہیں غرض شروع رسالہ میں تقریر فقیر بہ شمار دیانات میں طرز تحریر ملاحظہ
ہو اس کے بعد اگر ادھر بھی معاذ اللہ یہی حال ہو تو ہاں شوق سے مواخذہ ہو۔
اگرچہ جواب تحقیقی کا جب بھی مطالبہ رہا اور آپ کے اکابر سے الزام نہ اٹھا
(ثالثاً) ملحوظ خاطر عاطر رہے کہ فقیر کا مقصود اصلی اس رسالہ میں اکابر طائفہ
کی تحریف و افترا کا ثبوت ہے۔ اور ان ایک سو ساٹھ[۱۶۰] میں اکثر جگہ اسی وادی
سے کلام رواں ہوا اور بعض جگہ کہ اور اقسام بالتبع یاد آگئیں جیسے چچا کے لئے
بھتیجی حلال یا نزاعی دعوے پر اپنے موافق سے استدلال لانا انصاف سے
کہیے کہ وہ کس قدر صریح بد دیانتیاں ہیں جن کا اس رسالہ میں ذکر کسی
طرح مقصود سے بیگانہ نہیں ہو سکتا نہ یہ کہ اصل مذہب کی مختلف فیہ
باتیں یا ان کے لواحق و متعلقات تک کے لفظوں میں جمع کر لائیے۔ اور
ان کا نام بد دیانتی ٹھہرائی کہ یوں تو ہر فریق کے نزدیک دوسروں کا سارا
مذہب خلاف دیانت ہے کلام ہمارا ان حرکات میں ہے جنہیں کسی مذہب
و ملت والا بشرط انصاف مقتضائے حیا و امانت نہیں کہہ سکتا (رابعاً)
جو کچھ کہ اپنے خصم سے نقل کیجئے امید کہ اس میں تحریف و تصرف کو دخل
نہ دیجئے جتنی بات اس نے کہی ہے بے کم و بیش نقل کر کے اس پر ایسے
الزام قائم ہوں تو کیا مضائقہ ورنہ بزور زبان جس سیدھی بات کو چاہئے
الٹا بنا لیجئے جیسا طائفہ امیریہ نے اپنے اشتہار میں کیا کہ علمائے اہلسنت
فلاں فلاں عقیدے کے قائل ہیں۔ حالانکہ ان میں بہت باتیں ایسی ہیں
جن کی نسبت ان کی طرف محض افترا فقط طائفہ کے زور آور اپنی ہمت
کے پہیئے لگا کر تحریف کی ریتی میں کھینچ لے گئے ہیں جن کی تفصیل ملاحظہ
رسالہ ضوان الایمان عن وساوس قرن الشیطان سے ظاہر جیسے چھپے

ہوئے چھٹا برس ہے اور طائفہ آج تک اُس کے جواب سے عاجز (خامسًا) حضرات ناظرین حق پسند وفقہم اللہ تعالیٰ لسلوک الانصاف ملاحظہ فرما چکے کہ اصل مسائل دینیہ میں ان حضرات کے اکابر نے کیا کچھ نہ کیا کون سا دقیقہ ذبح دیانت وقتل امانت کا اٹھا رکھا تو اب انہیں اپنا قدیمی پیشہ اختیار کرتے کیا دیر لگنی ہے اس رسالہ کا مطالعہ اُن کے دلوں پر زخم تازہ ہوگا اپنی گرم چوٹ کی ہوائیں کیا عجب کہ پھر بالاخوانیوں پر آئیں علمائے اہلسنت پر صریح بہتان وافتراء کے معارضۃ المثل بالمثل کر دکھائیں کہ سردست تو عوام کے دکھانے کو جواب ہوجائے گا پر وہ جب کھلے گا جب کھلے گا آج تو لاج رہ جائے گی بس نہایت ضرور خیال چاہئے کہ یہ حضرات اگر اس رسالہ کا جواب بھی لکھیں تو اس پر بے تحقیق ہرگز نہ کیا جائے اور جواب اہلسنت کا انتظار فرما جائے کہ اس کے دیکھنے سے انشاء اللہ تعالےٰ خوب روشن ہوجائیگا کہ گل با صنوبر چہ کرد ان اصاغر نے اپنے اکابر کی کیوں کہ بات بنائی آخر ملاحظہ رسالہ سے ان حضرات کے صدق وحیا کا حال معلوم ہی ہوچکا ہے۔ اور حضرت حق سبحنہ وتعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قومًا بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین۔ اور یہ جو فقیر نے عرض کیا محض قیاسی خیال نہیں بلکہ آنکھوں دیکھی بات ہے۔ تصحیح المسائل میں جو صاحب مائۃ مسائل کے غلط حوالے ثابت کئے۔ ملا قنوجی بہادر کی حیا کو خدا سلامت رکھے چلبلے تو حد بھر کے تھے۔ جی کلبلایا کہ ہم بھی صاحب تصحیح کی غلطی حوالہ ثابت کریں بوارثی شریعت ہیں

جو حضور عالم ماکان وما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین عطا ہونے کے متعلق علامہ خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض سے عبارت وانا مادر دانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم علم الاولین والاخرین الخ نقل فرمائی حضرت نے آنکھیں بند کرکے یوں اندھا دھند کی ٹھہرائی این عبارت را در شرح شفائے خفاجی نیافتم الخ حضرت آپ نے تو ہر جگہ سراند حق تافتم دیکھ بھی نیافتم کو مجمع علما ہیں لئے پھرو ہیں قلمی نسخے مطبوع نسخے متعدد نسخے نسیم کے موجود قسم اول باب اول فصل اول متعلق تفسیر آیۃ کریمہ ورفعنا لک ذکرک کے زیر شرح حدیث جبریل علیہ الصلاۃ والتسلیم ان ربی وربک یقول تدری کیف رفعت ذکرک الحدیث ملاحظہ کیجئے اور جی ہی جی میں شرما لیجئے مگر وہ کیا شرمائیں ۔

تصانیف
امام اہل سنت مولینا احمد رضا خانصاحب بریلوی قدس سرہ
کشف المحجوب
اردو
داتا صاحب
۵/-
رد الرفضہ
تین آنے
الامن والعلی
دو روپے آٹھ آنے
کنز الایمان حاشیہ نور العرفان
قسم اول ۲۵/-/-
الکوکبۃ الشہابیہ
بارہ آنے
الاستمداد
ایک روپیہ آٹھ آنے
احکام شریعت کامل
تین روپے
کفل الفقیہ الفاہم
تین روپے
سبحان السبوح
دو روپے آٹھ آنے
الزبدۃ الزکیہ
حرمت سجدہ تعظیم
ایک روپیہ دو آنے
اہلاک الوہابیین
آٹھ آنے
حدائق بخشش کامل ۳ حصے
تین روپے
الملفوظ اول دوم سوم چہارم
پانچ روپے
فقہ شہنشاہ
آٹھ آنے
اقامۃ القیامہ
آٹھ آنے
وصایا شریف
چھ آنے
سیف مصطفے
ایک روپیہ
ملنے کا پتہ
نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور
خالص الاعتقاد بارہ آنے
مسائل سماع چار آنے